456 30

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش جناب الحاج مولوی شمس الدین احمد صاحب

تشریح آیات قرآنی

یعنی

صحیح عقائد اور صالح اعمال کی صحیح تفسیر

مولفۂ

جناب الحاج مولوی غلام سرور صاحب

سنہ ۱۹۵۴ء

در مطبع بنگا آزاد پریس ۱۲ بلائی دت اسٹریٹ کلکتہ طبع گردید

ملنے کا پتہ ۔ فردوس منزل ۲۷ شمس الہدیٰ روڈ ۔ کلکتہ ۔ ۱۷ قیمت ۲ عہ

Marfat.com

۹۶۸۲
DATA ENTERED

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ

(علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

برادران ملت وہ کون سا علم ہے جس کا حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا؟ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ یہی علم ہے جس کو ہم (دُنیائے اسلام) کلام مجید و فرقان حمید کے نام سے پکارتے ہیں اور جس کو باری تعالیٰ نے اپنے حبیب سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل فرمایا ہے۔ تمام اسلامی[1] علوم کے حاصل کرنے سے مسلمانوں کی اصلی غرض یہی ہے کہ کتاب آسمانی پوری طرح سمجھ میں آئے تاکہ صحیح عقائد و صالح اعمال اور ادائے حقوق کی صحیح صحیح تعلیم و تلقین ہو سکے جس سے انسان ایک مکمل انسان بنے اور فلاح دارین و قرب الٰہی اسکو نصیب ہو۔ اور رحمت یزدانی سے مالا مال ہو کر وہ دین و دُنیا کی اصلی کامیابی حاصل کر سکے۔ لیکن افسوس صد ہزار افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری قوم و ملت کی اکثریت اس سے بالکل بے بہرہ اور ناآشنا ہے۔ اور تعلیم و تعلم قرآن سے اپنی نظروں کو بالکل ہٹا چکی ہے۔ انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ دُنیا میں انسانی زندگی کو سنوارنے اور خوشگوار بنانے کیلیۓ اس کلام پاک کے اندر کیسے کیسے بے بہا اور نایاب اصول بتائے گئے ہیں۔ اور نہ یہ خبر کہ طرز زندگی اور فلاح دارین کی اصلی کامیابی کیونکر اور کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر آج ہمارے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے ذہن میں قرآن پاک کی ان چھوٹی چھوٹی آیتوں ہی کا مفہوم بٹھا دیا جائے تو تمام اخلاقی معاشرتی اور تمدنی مصیبتوں کا حل خود بخود ہو جائے

[1] قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی المتوفی ۵۴۳ھ نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں ستر ہزار علوم ہیں۔ قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے اور اس کی تفسیر کیلئے جن علوم کی ضرورت ہے ائمہ نے ان کی تعداد تین سو سے زائد مقرر کی ہیں۔

Marfat.com

پیچیدہ سے پیچیدہ اور مبہم سوالات کے صحیح صحیح جوابات سے ہمارے افراد کا بچہ بچہ ہدایت حاصل کرتے۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ پہلے پہل اُردو داں بھائیوں اور بہنوں کے لئے بجائے پوری تفسیر قرآن کے کچھ چیدہ آیات کا ایک مجموعہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ ان کے معلومات میں اضافہ ہو اور آئندہ چل کر بڑی بڑی تفسیروں کے مطالعہ کا شوق ان کے دلوں میں پیدا ہو۔

کئی سال تک یہ خیال دل میں موجزن رہا لیکن عدیم الفرصت اور دائم المریض ہونے کی وجہ سے اس کے شروع کرنے کی نوبت نہ آئی۔ پھر بھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ان مزاحمتوں کے باوجود اس گنہگار خطاکار کو توفیق بخشی کہ ان اوراق کو ترتیب دے کر اپنے سیاہ اعمال نامہ کے دھونے کیلئے آبِ رحمت کے چند قطرے فراہم کر سکے ؎

من آں خاکم کہ ابرِ نوبہاری — کند از لطف بر من قطرہ باری

الغرض دو ڈھائی سال کی متواتر کوششوں کے بعد یہ چند صفحوں کا مجموعہ ناظرین کرام کے سامنے ہے۔

بحمد اللہ اس خاکسار نے اپنی اس "تشریح آیات قرآنی" کی تالیف میں اکابر ائمہ کی تفسیروں کو پیش نظر رکھا ہے اور بعد اقتباس جہاں تک ممکن ہو سکا معنی اور مطلب کی تشریح بہت مختصر اور سلیس و عام فہم اُردو زبان میں کی تاکہ احکام الٰہی باآسانی اُردو داں بھائیوں اور بہنوں کی سمجھ میں آسکیں۔ آیات اور تراجم کو نمبروار رکھا۔ تشریح کو بھی ہر آیت یا چند آیات کے مجموعہ کے بعد ہی بیان کیا تاکہ ہمارے قارئین کو پڑھنے اور سمجھنے میں سہولت ہو۔ پھر بھی اس کے اندر بہت سی آیات ایسی بھی ہیں جن کی تشریح و تفسیر کی ضرورت نہ پڑی۔ صرف ترجمہ ہی سے آیات کا مفہوم ناظرین کی سمجھ میں آئیگا۔

دُعا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر عام و خاص کو اس سے فائدہ پہنچائے اور ناظرین با تمکین سے التجا ہے کہ اپنی دعاؤں میں اس کمترین گنہگار غلام سرور عفی اللہ عنہ کو یاد فرمائیں اور جس جگہ کوئی خطا پائیں تو بنظر عفو و کرم اسکی اصلاح کریں ؎ باکریماں کارہا دشوار نیست

آخر میں۔ میں جناب مولانا مولوی محمد کفیل فاروقی صاحب بجنوری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ترجمان القرآن مسجد کولوٹولہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

Marfat.com

		صفحہ شمار
حمد اور ثنا	سورہ فاتحہ	۱
وحدانیت کا بیان	سورہ اخلاص	۳
خدا کی تعریف ختم نہ ہو سکے	سورہ الکہف کا ۱۲واں رکوع اور سورہ لقمٰن کا تیسرا رکوع	۴
خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو	سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع	۴
قدرت کاملہ کے چند نشانات	سورہ الواقعہ کا دوسرا رکوع	۶
قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس کا ثبوت	سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع	۶
قرآن کا محافظ خود خداوند تعالیٰ ہے	سورہ الحجر کا پہلا رکوع	۱۱
قرآن دنیا میں کب نازل ہوا	سورہ قدر	۱۲
قرآن حکمت و دانائی کی کتاب ہے	سورہ زخرف کا پہلا رکوع	۱۳
قرآن پاک کا احترام	سورہ واقعہ کا تیسرا رکوع	۱۴
نزول قرآن کا مقصد	سورہ ابراہیم کا پہلا رکوع	۱۵
شرک اور الحاد کی مثالیں	سورہ بنی اسرائیل کا پانچواں رکوع	۱۶
تمام پیغمبر رتبے میں ایک نہیں ہیں	سورہ بقرہ کا ۳۳واں رکوع	۱۸
رسالت میں تمام پیغمبر برابر ہیں	سورہ بقرہ کا ۴۰واں رکوع	۱۸
غیر اللہ سے مرادیں مانگنا شرک ہے	سورہ زمر کا ۷واں رکوع	۱۹
مصیبت اور تنگی میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے	سورہ انعام کا ۷واں رکوع	۲۰
کچھ لوگ خدا کی عبادت رسمی طور پر کرتے ہیں	سورہ الحج کا دوسرا رکوع	۲۱
مشرکین کا یہ دعویٰ کہ اگر خدا چاہتا تو کیا ہم اس کی عبادت نہ کرتے	سورہ زخرف کا ۲۰واں رکوع	۲۳
قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے اس کی تردید	سورہ نحل کا ۵واں رکوع	۲۶
احکام الٰہی کو ہنسی کھیل نہ بناؤ	سورہ بقرہ کا ۲۹واں رکوع	۲۷
اللہ کے ناموں میں شرک نہ کرو	سورہ اعراف کا ۲۲واں رکوع	۲۸
شرک کی برائی عام مثال کے ذریعے	سورہ روم کا چوتھا رکوع	۲۸
دنیاوی بادشاہوں کے قیاس پر خدا کی مثال قائم نہ کرو	سورہ نحل کا ۱۰واں رکوع	۲۹
غیر اللہ کو طاقت نہیں کہ ایک مکھی بھی بنا سکے	سورہ الحج کا ۱۰واں رکوع	۳۰
عقبیٰ کا ایک دن دنیاوی ہزار سال کے برابر ہے	سورہ سجدہ کا ۵واں رکوع	۳۱
قیامت کے دن مجرم سب حیرت زدہ ہوں گے	سورہ روم کا دوسرا رکوع	۳۲
کافروں کے معبودوں کو گالیاں نہ دیا کرو	سورہ انعام کا ۱۳واں رکوع	۳۳
قیامت کے دن خدا پھر سب کو زندہ کرے گا	سورہ نحل کا ۵واں رکوع	۳۴
قیامت میں پھر زندہ ہونا ہوگا اس پر ایمان رکھنا	سورہ مریم کا ۵واں رکوع	۳۴
خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا	سورہ الحج کا چھٹا رکوع	۳۵

Marfat.com

منافقوں اور کافروں سے دوزخ کا وعدہ ہے	سورہ توبہ کا نواں رکوع	۳۶
قیامت میں سوال ہوگا کہ تم کتنے دن دُنیا میں رہے؟	سورہ مومنون کا چھٹا رکوع	۳۶
شرک کرنیوالے پر جنت حرام ہے	سورہ مائدہ کا دسواں رکوع	۳۷
خدا اگر چاہے تو شرک کے سوا تمام گناہ معاف کر دے	سورہ نساء کا ساتواں رکوع	۳۷
شرک جیسے گناہ کو خدا کبھی بھی معاف نہیں فرماتا	سورہ نساء کا ۱۸ واں رکوع	۳۷
مشرکوں اور منافقوں کیلئے دُعائے مغفرت کی ممانعت	سورہ توبہ کا ۱۴ واں رکوع	۳۸
مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ	سورہ آل عمران کا تیسرا رکوع	۳۸
اگر ماں باپ کافر ہوں تو ان سے بھی رفاقت نہ رکھو	سورہ توبہ کا تیسرا رکوع	۳۹
یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں	سورہ مائدہ کا آٹھواں رکوع	۴۰
یہود اور نصاریٰ نے دین اسلام کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے	سورہ مائدہ کا ۹ واں رکوع	۴۰
کیا دُنیا میں انسان کو بیکار بھیجا گیا ہے؟	سورہ مومنوں کا چھٹا رکوع	۴۰
دُنیا اور کائنات کو بیکار نہیں پیدا کیا گیا	سورہ ص کا تیسرا رکوع	۴۱
زمین اور آسمان کو خدا نے کسی غرض سے پیدا کیا ہے	سورہ الجاثیہ کا تیسرا رکوع	۴۲
منکروں کے نظروں میں صرف دنیا سمائی ہوئی ہے	سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع	۴۴
غیر مسلموں کا عیش ونشاط تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے	سورہ آل عمران کا ۲۰ واں رکوع	۴۵
مال واولاد کا عطا ہونا اس کی دلیل نہیں کہ خدا ایسے لوگوں سے خوش ہے	سورہ مومنون کا چوتھا رکوع	۴۵
دنیا کے معاملہ میں کسی کی تخصیص نہیں	سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع	۴۶
انسان کے لئے دو زندگیاں ہیں	سورہ الشورہ کا تیسرا رکوع	۴۸
پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد کیا تم لوگ اسلام سے پھر جاؤ گے؟	سورہ آل عمران کا ۱۵ واں رکوع	۴۹
جو صرف دُنیا چاہے اسکے لئے آخرت میں دوزخ ہے	سورہ ہود کا دوسرا رکوع	۵۰
تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں یاد الٰہی سے غافل نہ کرے	سورہ منافقون کا دوسرا رکوع	۵۱
مال اور اولاد یہ سب فتنہ ہیں	سورہ تغابن کا پندرہواں رکوع	۵۲
سورہ بنی اسرائیل جس میں بنی اسرائیل کے حالات کا تذکرہ ہے		۵۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش	سورہ آل عمران کا پانچواں رکوع	۵۳
اپنے دین میں کم وبیش نہ کرو	سورہ نساء کا ۲۳ واں رکوع	۵۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے نہیں گئے	سورہ نساء کا ۲۲ واں رکوع	۵۵
حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں		۵۶
مسیح ابن مریم کو خدا کہنے والے کافر ہیں	سورہ مائدہ کا ۱۰ واں رکوع	۵۷
مسیح ابن مریم صرف ایک رسول ہیں	سورہ مائدہ کا ۱۰ واں رکوع	۵۷
یہود عزیز کو اور نصاریٰ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں	سورہ توبہ کا ۵ واں رکوع	۵۸

Marfat.com

تشریح آیات قرآنی	صفحہ شمار
منکرین اور مخالفین دنیا سے اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں — سورہ توبہ کا ۵واں رکوع	۵۸
اے محمدؐ تم یہ اعلان کر دو کہ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں — سورہ الکہف کا ۱۲واں رکوع	۶۰
یہود اور مشرکین مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں — سورہ مائدہ کا ۱۱واں رکوع	۶۱
خدا عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا — سورہ مائدہ کا ۱۶واں رکوع	۶۲
دنیا میں سب سے پہلا گھر خدا کا کہاں ہے — سورہ آل عمران کا ۱۰واں رکوع	۶۳
عام الفیل کا تاریخی واقعہ — سورہ الفیل ۳۰واں پارہ	۶۴
مسجد ضرار کا تاریخی واقعہ — سورہ توبہ کا ۱۳واں رکوع	۶۶
مسجدوں کو ویران و برباد کرنے والوں کا انجام — سورہ بقرہ کا ۱۴واں رکوع	۶۸
پنجگانہ فرض اور مقام محمود کیا ہے — سورہ بنی اسرائیل کا ۹واں رکوع	۶۸
نماز جمعہ کی اہمیت — سورہ جمعہ کا دوسرا رکوع	۶۹
نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو — سورہ بقرہ کا ۵واں رکوع ۴۳ویں آیت	۷۱
مصیبت کے وقت نماز سے مدد لو — سورہ بقرہ کا ۵واں رکوع ۴۵ویں آیت	۷۱
مشکل کے وقت صبر اور نماز سے مدد لو — سورہ بقرہ کا ۱۹واں رکوع	۷۱
صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے — سورہ نحل کا ۱۶واں رکوع	۷۲
صبر کرنے کا صلہ — سورہ رعد کا تیسرا رکوع	۷۲
صبر کرنے والوں میں کھرے کھوٹے کا امتیاز — سورہ بقرہ کا ۱۹واں رکوع	۷۳
متوفی کے لئے دعائے مغفرت مانگنا منع نہیں — سورہ توبہ کا ۱۱واں رکوع	۷۳
دین حق اسلام ہی ہے — سورہ آل عمران کا دوسرا رکوع	۷۴
اسلام شمشیر سے نہیں بلکہ تبلیغ سے پھیلا — سورہ بقرہ کا ۳۴واں رکوع	۷۵
کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو؟ — سورہ الحجرات کا دوسرا رکوع	۷۶
ماہ رمضان میں روزہ فرض ہے — سورہ بقرہ کا ۲۳واں رکوع	۷۶
اللہ کی راہ میں خیرات کی مثال — سورہ بقرہ کا ۳۶واں رکوع (۲۶۴ویں آیت تک)	۷۶
خدا کی راہ میں ناقص چیزیں نہ دیا کرو — سورہ بقرہ کا ۳۷واں رکوع	۸۱
خدا کی راہ میں پسندیدہ اور عزیز ترین چیز دو — سورہ آل عمران کا ۱۰واں رکوع	۸۳
والدین کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ دینا روا نہیں — سورہ بقرہ کا ۲۶واں رکوع	۸۳
جہاد فی سبیل اللہ کیوں فرض کیا گیا	۸۴
شہدا مرتے نہیں — سورہ بقرہ کا ۱۹واں رکوع	۸۵
شہدا کو مردہ خیال نہ کرو — سورہ آل عمران کا ۱۷واں رکوع	۸۶
ایک مسلمان دس کافروں پر غالب رہیگا — سورہ انفال کا ۹واں رکوع	۸۶
جہاد کے نام سے زمین میں دھنسے کیوں جاتے ہو — سورہ توبہ کا چھٹا رکوع	۸۸
بزدلی اور موت کا خوف قوم کو دنیا سے مٹا دیتا ہے — سورہ بقرہ کا ۳۲واں رکوع	۸۹

Marfat.com

ایسی باتیں نہ کہو جو تم کر کے نہ دکھا سکو سورہ الصف کا پہلا رکوع دوسری آیت	۹۱
پیغمبر آخر الزماں کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی سورہ الصف کا پہلا رکوع	۹۱
مذہب کی بڑائی کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا سورہ نساء کا ۱۸ واں رکوع	۹۲
کیا تم جنت میں جانا چاہتے ہو؟ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع	۹۳
اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو رسول کی پیروی کرو۔ سورہ آل عمران کا چوتھا رکوع	۹۴
خدا اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کا حشر سورہ نساء کا ۹ واں رکوع	۹۴
جو مومن نیکی کا کام کرے ان سے اللہ کا وعدہ سورہ نحل کا ۱۳ واں رکوع	۹۵
نیک اور بد یکساں کیسے ہو سکتا ہے سورہ القلم کا دوسرا رکوع	۹۶
نیکی اور بدی کی سفارش کرنے والوں کا حصہ سورہ نساء کا ۱۱ واں رکوع	۹۸
بھلائی خدا کی طرف سے اور برائی نفس انسانی سے منسوب ہے سورہ نساء کا ۱۱ واں رکوع	۹۹
مصیبت اپنے ہی فعل سے پیش آتی ہے سورہ شوریٰ کا چوتھا رکوع	۱۰۰
مصیبت اپنی ہی دعا کی مقبولیت سے ہوتی ہے سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع	۱۰۰
وقت میں نحوست نہیں ہوتی سورہ عصر ۳۰ واں پارہ	۱۰۱
انسانی نفسیات کی کیفیت سورہ زمر کا ۵ واں رکوع	۱۰۲
انسان کی خوشی اور غمی کی حالت سورہ الشوریٰ کا ۵ واں رکوع	۱۰۲
انسان طمع و لالچ کا پتلا ہے سورہ حم السجدہ کا چھٹا رکوع	۱۰۳
انسان ہر حالت میں ناشکر گذار ہے سورہ ہود کا دوسرا رکوع	۱۰۴
انسان کا ایک لمحہ بھی زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا سورہ یونس کا دوسرا رکوع	۱۰۵
عہد و پیمان کو ضرور پورا کرو سورہ مائدہ کا پہلا رکوع پہلی آیت	۱۰۶
حرام و حلال کا بیان سورہ مائدہ	۱۰۷
حلال اور پاک صاف چیزیں کھاؤ سورہ بقرہ کا ۲۱ واں رکوع	۱۰۸
کن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے سورہ مائدہ کا پہلا رکوع تیسری آیت	۱۱۰
مسلمانوں پر کون سی چیزیں حرام ہیں سورہ انعام کا ۱۹ واں رکوع	۱۱۲
حلال کو حرام اور حرام کو حلال مت کہا کرو سورہ نحل کا ۱۵ واں رکوع	۱۱۳
حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم پر عذاب سورہ اعراف کا ۱۰ واں رکوع	۱۱۴
حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم پر عذاب سورہ اعراف کا ۱۱ واں رکوع	۱۱۵
ناپ تول میں کم دینے والوں کی خرابی سورہ التطفیف ۳۰ واں پارہ	۱۱۶
آخرت پر یقین نہ رکھنے والوں کی بابت سورہ نمل کا پہلا رکوع	۱۱۷
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نمرود کی بحث سورہ بقرہ کا ۳۵ واں رکوع	۱۱۸
اچھی زمین کی پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے سورہ اعراف کا ۷ واں رکوع	۱۱۹
شق القمر کا واقعہ سورہ القمر کا پہلا رکوع	۱۲۰

Marfat.com

ایمان لانے پر اللہ کسی کو مجبور نہیں کرتا سورہ شعراء کا پہلا رکوع	۱۲۱
منکرین کسی طرح بھی ایمان لانے والے نہیں سورہ انعام سے شروع ہے	۱۲۱
ایک دن کافر بھی پچھتائیں گے کہ وہ مسلمان کیوں نہ ہوئے سورہ الحجر کا پہلا رکوع	۱۲۳
سلام کا جواب نہ دینا گناہ ہے سورہ نساء کا ۱۱واں رکوع	۱۲۴
سلام ہے کیا چیز؟ سورہ نور کا ۸واں رکوع	۱۲۴
اصحاب کہف کا بیان اور "انشاء اللہ" نہ کہنے پر گرفت	۱۲۶
قرض کا لین دین منع نہیں بشرطیکہ سودی نہ ہو سورہ بقرہ کا ۳۹واں رکوع	۱۲۷
امانت اور انصاف سورہ نساء کا ۸واں رکوع	۱۲۸
سچائی اور حق گوئی کو اپنا شیوہ بناؤ سورہ نساء کا ۲۰واں رکوع	۱۲۹
تین باتوں پر عمل اور تین باتوں سے پرہیز ہونا چاہیئے سورہ نحل کا ۱۳واں رکوع	۱۳۰
اسلامی تہذیب کے اصول سورہ الحجرات کے پہلے رکوع سے شروع ہے	۱۳۰
اپنے متعلقین سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے سورہ بنی اسرائیل کا تیسرا رکوع	۱۳۶
شراب خواری، جوا اور فال کھولنا حرام ہے سورہ مائدہ کا ۱۲واں رکوع	۱۴۱
جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا غم نہ کرو سورہ حدید کا تیسرا رکوع	۱۴۳
خدا کو یہ پسند نہیں کہ کوئی کسی کی برائی بیان کرے سورہ نساء کا ۲۱واں رکوع	۱۴۳
حطمہ ہے کیا چیز؟ سورہ الہمزہ ۳۰واں پارہ	۱۴۳
سورہ نساء میں اسلام کے تمدنی و معاشرتی قوانین بتائے گئے ہیں	۱۴۴
یتیموں کی اچھی چیزوں سے اپنی بری چیزیں نہ بدلا کرو سورہ نساء کا پہلا رکوع	۱۴۵
عورتوں کا مالک جبراً نہ بن بیٹھو سورہ نساء کا تیسرا رکوع	۱۴۵
مرنے سے قبل چاہیئے کہ بیویوں کیلئے نصیحت کرجائیں سورہ بقرہ کا ۳۱واں رکوع	۱۴۶
عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کے حقوق ادا کرو	۱۴۷
بیویوں کو ماں کہنے کا کفارہ سورہ مجادلہ کا پہلا رکوع	۱۴۸
ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کا حکم سورہ نساء کا ۱۹واں رکوع	۱۵۰
مشرکین اور کتابیہ عورتوں سے نکاح سورہ بقرہ کا ۲۷واں رکوع	۱۵۱
مباشرت کن طریقوں پر جائز ہے سورہ بقرہ کا ۲۸واں رکوع	۱۵۲
نافرمان اور سرکش بیویوں سے کس طرح پیش آئے سورہ نساء کا چھٹا رکوع	۱۵۳
عورتوں کو خیال ہوتا ہوگا کہ اللہ نے انھیں مرد کیوں نہ بنایا سورہ نساء کا ۵واں رکوع	۱۵۴
کن عورتوں سے نکاح حرام ہے سورہ نساء کا تیسرا اور چوتھا رکوع	۱۵۵
میاں بیوی کے تعلقات پر روشنی سورہ احزاب کا چوتھا رکوع	۱۵۸
پردے کا حکم سورہ احزاب کا آٹھواں رکوع	۱۶۲

Marfat.com

مضمون	حوالہ	صفحہ
گھر والوں کی اجازت کے بغیر مکان میں داخل نہ ہوا کرو	سورہ نور کا چوتھا رکوع	۱۶۳
عورت اپنے عضو کا کون سا حصہ کھلا رکھ سکے	سورہ نور کا چوتھا رکوع ۳۱ ویں آیت	۱۶۴
کن وقتوں میں کمرے میں داخل ہونے کی اجازت ضروری ہے	سورہ نور کا آٹھواں رکوع	۱۶۷
زنا کی سزا	سورہ نور کا پہلا رکوع پہلی آیت	۱۶۸
تہمت زنا اور اس کی شہادت	سورہ نور کا پہلا رکوع چوتھی آیت	۱۶۸
بیویوں پر زنا کی عیب اور اس کا حکم	سورہ نور کا پہلا رکوع چھٹویں آیت	۱۶۹
اللہ اور رسول کے احکام پر اپنا حکم نہ لگاؤ	سورہ احزاب کا پانچواں رکوع	۱۷۰
قیامت میں کوئی بھی کسی کے کام نہ آئے گا	سورہ بقرہ کا چھٹا رکوع	۱۷۱
لوگوں کو خوف نہیں کہ گناہ کے بدلے عذاب آنازل ہو	سورہ نحل کا چھٹا رکوع	۱۷۲
احکام الٰہی کے خلاف ورزی کرنے والے	سورہ حٰم السجدہ کا تیسرا رکوع	۱۷۲
اللہ کا طریقہ نہیں کہ وہ کسی کی حالت کو ردوبدل کرے	سورہ انفال کا ۷ واں رکوع	۱۷۴
ہر انسان کی محافظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں	سورہ رعد کا دوسرا رکوع	۱۷۴
روح کیا چیز ہے اس کی حقیقت و ماہیت	سورہ بنی اسرائیل کا ۱۰ واں رکوع	۱۷۵
موت اور نیند میں کیا فرق ہے	سورہ زمر کا ۵ واں رکوع	۱۷۷
اگر تمہیں کچھ طاقت ہے تو جان نکلنے سے پہلے اسے روک کیوں نہیں لیتے؟	سورہ واقعہ کا تیسرا رکوع	۱۷۹
غیب کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں	سورہ نمل کا ۵ واں رکوع	۱۷۹
اللہ کے قبضے میں غیب کی کنجی ہے	سورہ انعام کا ۷ واں رکوع	۱۸۰
مومن کون ہے؟	سورہ انفال کا پہلا رکوع دوسری آیت	۱۸۱
توبہ کس کی اور کس وقت مقبول ہوتی ہے	سورہ نساء کا تیسرا رکوع	۱۸۲
رحمت الٰہی سے کبھی ناامید نہ ہونا چاہیئے	سورہ زمر کا چھٹا رکوع	۱۸۳
دعائے ماثورہ برائے ختم قرآن شریف		۱۸۴

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سورہ فاتحہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں سات آیتیں ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ ۝۲ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝۴
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝۵
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝۶
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا
الضَّآلِّیْنَ ۝۷

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے (جو) تمام
جہاں کا پالنے والا ہے، ۝۱ نہایت رحم والا مہربان
۝۲ (اور) جزا سزا کے روز کا مالک ہے ۝۳ (اے اللہ)
ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد
مانگتے ہیں ۝۴ ہم کو (دین کا) سیدھا رستہ دکھا ۝۵
ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے (اپنا) انعام واکرام
کیا ۝۶ جن پر نہ (تیرا) غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے ۝۷

تمہید اور تشریح:۔ اسلام سے پہلے ذات باری تعالیٰ کا تصور عوام کے لئے ایک انتہائی درجہ کا مشکل مسئلہ تھا

نہ واقف تھے انساں سزا اور جزا سے ۔۔۔ نہ آگاہ تھے مبدأ و منتہا سے (حالی)

کوئی کہتا تھا کہ خدا کے یہاں رحم نہیں۔ وہ بڑا غضبناک ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ خدا کسی کا بھلا کرتا ہے اور کسی کو بلا وجہ نقصان پہونچاتا ہے۔ بعض یہ دعویٰ کرتے تھے کہ "خدا صرف ہم لوگوں سے خوش ہے اور باقی سب سے ناراض" کوئی جزا و سزا اور قیامت کی حقیقت سے سراسر منکر تھا۔ اس سورہ شریف میں خدائے ذوالجلال نے تمام بنی آدم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اللہ ہی کے لائق صرف اچھی صفتیں ہیں۔ وہ ظالم نہیں کہ خواہ مخواہ بغیر کسی قصور و گناہ کے اپنی مخلوق کو ستائے۔ یا اگر مخلوق کوئی گناہ کرے تو وہ اُن کو ضرور سزا ہی دے اور کسی حالت میں توبہ قبول نہ کرے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ وہ خود ہی کسی کو بُرے رستہ پر چلا کر خود ہی اسے سزا دیتا ہے۔ بلکہ وہ تمام مخلوقات کا خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ فرماں بردار ہو یا نافرماں بردار۔ پالنے والا اور روزی دینے والا ہے۔ وہ نہ کسی کو نیکی کرنے سے جبراً روکتا ہے اور نہ بُرائی کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اُس کی رحمت عام ہے اُس کے یہاں نیکی کا انجام نیکی ہے اور بدی کا انجام بدی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو

Marfat.com

تمہاری جبین نیاز کسی کے آستاں پر نہ جُھکے۔ اور تمہارا دست سوال کسی کے آگے دراز نہ ہو۔ مگر ہاں جب جھکو تو ہمارے ہی حضور میں جھکو۔ اور جب مانگو تو صرف ہم ہی سے مانگو اس لئے

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق — زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لَو اس سے اپنی لگاؤ
جُھکاؤ تو سر اُس کے آگے جُھکاؤ
اسی پر بھروسہ ہمیشہ کرو تم — اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اُس کی خُدائی
نہیں اُس کے آگے کسی کو بڑائی (حالی)

اور ہمیشہ زبان حال وقال سے ہمیں حاضر و ناظر سمجھ کر ہم سے یوں التجا کیا کرو۔ اے اللہ! ہم تیرے سوا نہ کسی کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں اور نہ تجھے چھوڑ کر دوسرے کے در پر مانگنے جاتے ہیں۔ صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے امداد طلب کرتے ہیں[له] اے اللہ! ہم بالکل بے خبر ہیں اور ہمارا علم محدود ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کیا طرز زندگی اختیار کریں۔ اور کس طریق کار سے بچیں۔ بس تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمیں بالکل بے خطر اور سیدھی شاہ راہ پر چلا اور ہمیشہ اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہم تو ان کامیاب ہستیوں کا رستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں جو تیری بارگاہ میں مقبول ہوئیں اور تیری درگاہ میں نبیین، صدیقین، شہداء، صالحین کے لقب سے ملقب ہوئیں نہ کہ وہ بدبخت ہستیاں جنھوں نے تیری نافرمانیاں کیں اور تیرے قہر و غضب کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے ذلیل و رسوا ہوئیں اور آخر کار گمراہی کے گڑھے میں گر کر تباہ و برباد ہوئیں"

له بعض عارفین نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے "اور صرف تجھی سے طلب عین کرتے ہیں یعنی عین الیقین کا مرتبہ عبادت میں چاہتے ہیں۔ کما قال علیہ الصلوۃ والسلام "الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ

Marfat.com

سورۃ اخلاص مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

(اے پیغمبر یہ لوگ جو تم سے خدا کا حال پوچھتے ہیں تو تم ان سے) کہہ دو کہ اللہ ایک ہے ۝۱ اللہ بے نیاز ہے ۝۲ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ۝۳ نہ کوئی اُس کے برابر کا ہے ۝۴

تشریح:۔ اس سُورۃ کا نام اخلاص اس لئے ہے کہ اس میں خدا کی توحید کو شرک کی ہر گندگی سے پاک و صاف کر کے بیان فرمایا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سُورۃ کو قرآن مجید کا ایک تہائی قرار فرمایا ہے۔ حضور پُرنور کا یہ قول اس لحاظ سے بھی صحیح ہے کہ قرآن مجید کا تقریباً ایک تہائی حصّہ توحید الٰہی کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ اسلام کے بڑے حصّے جن کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ تین ہی ہیں۔ زندگی[1]، عقیدہ[2] اور عقبیٰ[3]۔ توحید عقیدے کی بُنیاد ہے۔ اَحَدٌ کا لفظ ذاتِ باری کی وحدانیت اور یکتائی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی مرتبہ اُلوہیّت و ربانیّت میں اُس کی شریک نہیں۔ کسی ہستی کے ساتھ دوسری ہستی کی شرکت تین طرح پر ہوسکتی ہے۔ یا تو وہ ہستی دوسرے کی محتاج[1] ہو یا رشتہ[2] توالد و تناسل رکھتی ہو۔ یا اس کو کسی دوسری ہستی کے برابری[3] کا درجہ ہو۔ چنانچہ اس سُورۃ میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہہ کر ان تینوں باتوں کی تردید کر دی گئی ہے۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی بے نیاز ہے۔ اپنے کاموں میں کسی کا بھی دست نگر یا محتاج نہیں۔ اس طرح مشرکوں کے عقیدے کی تردید کر دی گئی جو کہ اپنے بُتوں کو خدا کے کارکنان تصوّر کرتے ہیں۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اُس کو جنا۔ اس طرح نصاریٰ کے عقیدے کی تردید کر دی گئی۔ جو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ یعنی کوئی ہستی اُس کے ساتھ برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اس طرح مجوسیوں کے عقیدے کی تردید کر دی گئی جو "اہرمن" کو خدا تعالیٰ کا مدِّمقابل تسلیم کرتے ہیں۔ الغرض اس مختصر سی سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کاملہ کا ایسا جامع اور مانع بیان ہے کہ اب خدا کی خدائی پر کسی طرح شرکت کا امکان ہی نہیں۔

Marfat.com

سولھواں پارہ سورہ الکھف کا بارھواں رکوع ۱۰۹ ویں آیت :۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

(اے پیغمبر اُن لوگوں سے) کہو کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لیئے سمندر (کا پانی) سیاہی (کی جگہ) ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ویسا ہی (اور سمندر اس کی) مدد کو لائیں ﴿۱۰۹﴾

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر لوگوں کو بتا دو کہ اگر تم اُس پاک پروردگار کی قدرت، عظمت۔ کارنامے۔ تصرفات اور انتظامات کی تعریف لکھنے بیٹھو تو روشنائی کے دو دو سمندر ختم ہو جائیں تو بھی اس کی تمام تعریفیں ختم نہ ہوں پھر ایسے معبود کو چھوڑ کر تم کیوں اوروں کی طرف دھیان لگاتے ہو۔

اکیسواں پارہ سورہ لقمٰن کا تیسرا رکوع ۲۷ ویں آیت :۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

اور وہ تمام درخت جو زمین پر ہیں قلم بن جائیں اور سمندر لکھنے کی روشنائی اور اُس کے (ختم ہونے کے) بعد سات سمندر اور بھی (روشنائی) ہو جائیں تو اللہ کی باتیں پھر بھی ختم نہ ہوں۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے ﴿۲۷﴾ (خدا کی باتوں سے مُراد ہے اُسکی قدرت۔ اُسکی عظمت۔ اُسکی شان۔ اُسکی طاقت اور اوصاف)

تشریح :- اے انسان! اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کی عظمت۔ اس کی طاقت۔ اس کی صفات اور اس کی کرشمہ سازیوں کے بیان کے لئے اگر کائنات عالم کے تمام درختوں کو قلم بنا لیا جائے اور موجودہ سمندروں کے علاوہ اور ویسے سات سمندر بطور روشنائی استعمال کیے جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت۔ اوصاف اور اُس کے کرشمہ سازیوں کا بیان پوری طرح سے نہ لکھا جا سکے

پہلا پارہ سورہ بقر کا تیسرا رکوع ۲۱ ویں آیت :۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں پیدا کیا عجب نہیں

Marfat.com

مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾	تم (آخرکار) پرہیزگار بھی بن جاؤ ﴿۲۱﴾ (شاہی محاورہ میں "عجب نہیں" کا لفظ وعدہ کے موقع میں بولا جاتا ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بنایا اور آسمان کی چھت اور بادل سے پانی برسا کر اس سے تمہارے کھانے کے پھل پیدا کئے پس کسی کو اللہ کا ہم پلہ نہ بناؤ اور تم تو جانتے (بوجھتے) ہو ﴿۲۲﴾
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾	

تشریح:۔ خداوند کریم ساری دُنیا کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ دیکھو میں تمہارا تمہارے باپ دادے کا اور تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہوں۔ یہ زمین جو تمہارے پاؤں تلے بچھی ہوئی ہے۔ اور یہ نیلگوں آسمان جو سائبان کی طرح تمہارے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ ہم ہی نے پیدا کیا ہے۔ ہم آسمان پر بادلوں کو بناتے اور پھر بادلوں سے مینہ برسا کر زمین میں طرح طرح کے پھل پھول۔ اناج اور دانے اگاتے ہیں تاکہ تم کھاؤ پیو اور خوش رہو۔ تمہاری عقل و بصیرت بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ بنی آدم آپ سے آپ پیدا نہیں ہو گئے۔ زمین و آسمان آپ سے آپ نہیں بن گئے۔ آسمان سے مینہ خود بخود نہیں برستا۔ مینہ پھول اور اناجوں کو پیدا کرنے کے لئے اپنے پر آپ قادر نہیں۔ ان تمام تصرفات کو دیکھ کر تمہارے سمجھ میں آگیا ہوگا کہ ان تصرفات کا کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہے۔ اور وہ بجز ہمارے کوئی دوسری ہستی نہیں جو تمہیں پیدا کر سکے اور نہ تمہاری رُوحانی و جسمانی نشو و نما کر سکے۔ کسی کو اتنی طاقت نہیں کہ وہ زمین کا فرش بچھا سکے یا آسمان کو جس طرح بلا ستون کھڑا دیکھ رہے ہو تمہارے سروں پر کھڑا کر سکے کون ہے جو بادل بنائے اور کون ہے جو پانی اور مٹی کے میل جول سے رنگا رنگ کے پھول کھلائے، طرح طرح کے پھل اور میوے نکالے۔ اور قسم قسم کے دلنے اور اناج اگا سکے ہمارے سوا کوئی نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ پس تم پر لازم ہے کہ تم بھی ہماری ہی عبادت کرو۔ اور دل میں یقین رکھو کہ تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔ تمہاری یہ توجہ تمہیں متقی بنا دیگی۔ مگر یاد رہے کہ جب تمہارا ضمیر گواہی دے چکا اور آنکھ مشاہدہ کر چکی کہ ان چیزوں کے بنانے میں ہمارا کوئی شریک کار نہیں تو پھر ہماری عبادت میں بھی کسی دوسرے کو شریک نہ کرنا۔ جب مانگو ہم ہی سے مانگو۔ اور جب سجدہ کرو تو ہماری ہی بارگاہ میں سجدہ کرو۔

Marfat.com

۲۷ واں پارہ سورہ الواقعہ کا دوسرا رکوع ۵۸ ویں آیت :-

أَفَرَءَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿۵۸﴾ ءَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴿۵۹﴾ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿۶۸﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿۷۰﴾

بھلا دیکھو تو سہی کہ (یہ) منی جو تم (عورتوں کے رحم میں) پہو نچاتے ہو ﴿۵۸﴾ کیا اس (منی) کا آدمی تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں ﴿۵۹﴾ بھلا دیکھو تو یہ، پانی جو تم پیتے ہو ﴿۶۸﴾ کیا بادل سے اس کو تم نے برسایا یا ہم برساتے ہیں ﴿۶۹﴾ ہم چاہیں تو اس (پانی) کو (ایسا) کھاری کر دیں کہ زبان پر بھی نہ رکھا جائے) تو تم کیوں نہیں (اس کا) شکر کرتے ہو ﴿۷۰﴾

تشریح :- سورۂ واقعہ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے چند نشانات بیان کرنے کے بعد یہ فرماتا ہے کہ ذرا غور تو کرو کہ جو قطرہ منی کا تم عورتوں کے رحم میں ڈالدیتے ہو اس قطرہ سے انسان بنا کر اس کو دُنیا میں تم نکال لاتے ہو یا ہیں۔ اور یہ ادنیٰ سی چیز جس کو تم ہر وقت استعمال کرتے ہو اور جس پر تمہاری زندگی کا مدار ہے یعنی پانی اس کو پیش کر کے فرماتا ہے کہ ذرا غور تو کرو کہ یہ بارش بھی ہمارے ہی حکم سے برستی ہے۔ اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کر دیتے ہیں جو تمہاری جان ہے۔ تم پیتے ہو اور اپنی کاشت کے کاموں میں لاتے ہو۔ تمہیں کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد درآمد سے یا زبردستی بادل سے پانی برسوا لیتے۔ ہم چاہیں تو ان میٹھے پانی کے تمام خزانوں کو ابھی بدل کر کھاری بنا دیں جو نہ تم سے پیا جا سکے اور نہ ہی تمہاری کھیتی کے کام آسکے۔ پھر بھی تم ہمارا احسان نہیں مانتے۔ ہم نے میٹھے پانی کا کتنا بڑا خزانہ تمہیں دے رکھا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی پینے کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَاهُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا

ترجمہ :- تعریف کے لائق وہی خدا ہے جس نے ہمارے لئے اپنی رحمت سے میٹھے چشمے بنائے اور ہمارے گناہوں کی پاداش میں انھیں کھاری یا نمکین نہیں کر دیا۔

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت :-

وَإِن كُنتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا — اور وہ جو ہم نے اپنے بندے (محمد) پر (قرآن) اتارا ہے

Marfat.com

عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ ۪ وَ ادۡعُوۡا شُہَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُہَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَۃُ ۚۖ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾

اگر تم کو اس میں شک ہو (اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے) اور (اپنے اس دعوے میں) سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت (تم بھی) بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتوں کو (بھی) بلا لو ﴿۲۳﴾ پس اگر (اتنی بات بھی) نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو (دوزخ کی) آگ سے ڈرو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور وہ) منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے ﴿۲۴﴾

تشریح :- اور اے لوگو! دُنیا میں تمہیں رہنے سہنے اور متمدن زندگی بسر کرنے کے لئے ایک ایسے ضابطہ اور دستور کی ضرورت ہے جو تمہاری صحیح صحیح رہنمائی کر سکے۔ اس غرض سے ہم نے اس سے پہلے بھی متعدد کتابیں نازل فرمائیں۔ اور اس وقت بھی ہم نے تمہارے اور اُن قیامت تک کے آئندہ آنے والوں کے لئے اپنے ایک بندے پر یہ قرآن نازل کیا ہے جس کی خوبی یہ ہے کہ اگر ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی اس جیسی ایک آیت بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ یہ تمہارے لئے تمہاری روزمرہ کی زندگی میں مشعل ہدایت ہے۔ اسی کی عملاً روشنی میں چلو۔ اور اگر تم نے محض ہٹ دھرمی اور ضد سے ہماری اس کتاب (قرآن) پر عمل نہ کیا۔ ہمارے احکام نہ مانے۔ ہمیں اپنا واحد رب نہ جانا۔ اور ہماری مہربانیوں کے شکر گزار نہ ہوئے تو جب اس چند روزہ زندگی کے بعد ہمارے حضور میں حاضر ہو گے تو نافرمانی کے عوض تم دوزخ کی آگ کا ایندھن بنو گے۔ ۲۳ ویں آیت میں "فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ" صرف یہی ایک جملہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ قرآن پاک کلام انسانی نہیں بلکہ کلام ربّانی ہے۔

ثبوت :- کفّار عرب کہا کرتے تھے کہ یہ کلام یعنی قرآن خود محمدؐ اپنے من سے گڑھ لایا ہے اور کہتا یہ ہے کہ یہ خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوا۔ تو کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ عین اس وقت ایک امّی کی زبان سے جو ایک شعر تک موزوں نہیں پڑھ سکتا تھا یہ مدعیانہ اعلان "فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ" عرب میں شائع ہوا جب عرب کے قبیلہ قبیلہ میں زباں داں اور شعراء اور آتش بیاں خطباء موجود تھے لیکن اس آوازِ سرمدی کے سامنے سب کی زبانیں بند ہو گئیں۔ کفّار عرب نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کو جھٹلانے اور ان کو نیچا دکھانے

Marfat.com

کی کیا کچھ کوششیں نہیں کیں۔ انھوں نے اس راہ میں جان ومال قربان کیا۔ دین وکیش کو برباد کیا۔ اپنے عزیزوں اور فرزندوں کو نثار کیا۔ خود اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھیں اُن کے سپاہیوں نے میدان جنگ میں پرے جمائے۔ ان کے دولتمندوں نے اپنے خزانے کھول دیئے۔ ان کے شاعروں اور خطیبوں نے اپنی اپنی آتش بیانیوں سے تمام ریگستانِ عرب کو تنور بنا دیا۔ یہ سب کچھ کیا مگر یہ نہ ہوسکا کہ قرآن مجید کی ایک سورہ کا جواب بھی کوئی پیش کرتا جو کہ نبی اُمّی کا دعویٰ تھا۔ یہ یقینی بات تھی اور رہے کہ اگر کوئی ایک سورہ بھی بنا کر پیش کی جاتی تو چشم زدن میں اسلام اور مدعی اسلام کو نیچا دکھا دیا جاتا تو کیا یہ ثبوت کافی نہیں کہ وہ لوگ ایک سورہ کے مثال لانے سے بھی عاجز تھے۔ تو پھر اس زمانہ کے بعد کے لوگوں کے لئے یہ تو اور بھی زیادہ مشکل اور مجبوری امر ہے۔ حسّان بن ثابت رضؓ۔ عامر بن اکوعؓ۔ طفیل بن عمروؓ۔ زید الخلیل۔ زبرقان۔ شمّاس۔ اسود بن سریع۔ کعب بن زہیر۔ عبداللہ بن رواحہ وغیرہ عرب کے مشہور زبان داں اور شاعر تھے مگر قرآن پاک کے سامنے اُن کی زبانیں گنگ ہوگئیں اور سبھوں نے سر نیاز خم کر دیا۔ لبید عرب کے مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزم مشاعرہ کے ایک بہت بڑے رکن تھے۔ اسلام لانے کے بعد جب حضرت عمرؓ نے اُن سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انھوں نے جواب دیا کہ جب خدا نے مجھ کو سورہ بقرہ اور آل عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں۔ انیس قبیلہ غفار کے شاعر تھے انھوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا سُنا تو چھپ کر مکہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کلام ربّانی کی کچھ آیتیں سُنکر واپس گئے جب انکے بھائی نے پوچھا کہ تم نے محمدؐ کو کیسا پایا تو انھوں نے جواب دیا کہ اہل قریش کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہیں۔ ساحر ہیں اور کاہن ہیں۔ ہم نے کاہنوں کا کلام سُنا ہے یہ اُن کی بولی نہیں ہم نے شعر کے ایک ایک وزن کو پرکھ لیا ہے۔ وہ شعر بھی نہیں۔ خدا کی قسم محمدؐ سچے اور اہل قریش جھوٹے ہیں۔

ضمّاد ازدی ایک صاحب تھے جو جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے۔ وہ یہ سُن کر کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) دیوانہ ہوگئے ہیں۔ آپ کے علاج کے لئے آئے۔ حضور نے مختصر سی حمد اور کلمہ شہادت پڑھا وہ سُن کر متحیر رہ گئے۔ تین دفعہ پڑھوا کر سُنا پھر کہا کہ اے محمدؐ میں نے کاہنوں کی بولی اور جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سُنے ہیں

Marfat.com

لیکن خدا کی قسم یہ کلام تو کچھ اور ہی ہے جو سمندر تک اثر کر جائے گا۔

ولید بن مغیرہ اہل قریش میں بڑا دولتمند اور صاحب اثر تھا۔ وہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت اقدس میں آیا اور فرمائش کی کہ کچھ پڑھ کر سنائیے۔ آپ نے کلام مجید کی چند آیتیں پڑھیں اُس نے مکرر پڑھوا کر سُنا آخر بیخود ہو کر بولا " خدا کی قسم اس میں کچھ اور ہی شیرینی اور تازگی ہے۔ اس نخل کی شاخوں کے مقابلہ میں پھل اور تنہ بھاری ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام معلوم نہیں ہوتا "

نجاشی (نیگوش) کے دربار میں جب حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم تلاوت کی تو اُس پر رقت طاری ہوگئی اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور بے ساختہ یہ بول اٹھا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کی روشنی ہیں اور نور ایمان سے مشرف ہوگیا۔ اس قسم کے اور بھی اکثر واقعات ہیں کہ لوگ کیونکر قرآن مجید کی آیتیں سُن کر متاثر ہو جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا دل ایک سورہ کی چند آیتیں سُنکر پتھر سے موم ہوگیا وہ کلام جس کی یہ شیرینی، یہ نمکینی۔ یہ تاثیر۔ یہ تسخیر۔ دوست و دشمن۔ موافق و مخالف۔ شاہ و گدا۔ عالم و جاہل۔ پیغمبر و امت سب کو یکساں وارفتہ کرتی ہے۔ کلام ربّانی نہیں تو اور کیا؟ حکماء، فلاسفہ۔ ادبا۔ اہل لغت مفسرین۔ محدثین۔ فقہا۔ صوفیہ۔ شعراء۔ متکلمین غرض نوع انسانی کی وہ کونسی صنف ہے جس نے ایک اُمّی کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے پیغام پر عشق و محبت میں اپنا سرمایۂ حیات قربان نہیں کر دیا؟ تو کیا یہ کلام انسانی ہو سکتا ہے؟ قرآن حکیم کی تحدّی اور چیلنج پر حسب ترتیب مختلف آیات ہیں۔ تمام قرآن مجید کے مقابلہ کی دعوت دی گئی جیسا کہ پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دسواں رکوع ۸۸ ویں آیت میں آیا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾	کہہ دو کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ ایسا (ایک) قرآن بنا لائیں تب بھی نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن جائیں ﴿۸۸﴾ دس سورتوں کے مقابلہ کے واسطے کہا گیا جیسا کہ

گیارہواں پارہ سورہ ہود کا دوسرا رکوع ۱۳ ویں آیت میں آیا۔

Marfat.com

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾	کیا (اس قرآن کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ تم نے اس کو (اپنی طرف سے) خود بنالیا ہے تم (جواب میں) کہہ دو کہ (اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے، تو (اچھا) تم بھی اس جیسی دس سورتیں (جو تمہاری) بنائی ہوئی (ہوں)، لے آؤ اور اپنی مدد کے لئے جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو ﴿۱۳﴾

پھر ایک سورہ لانے کا مطالبہ کیا گیا جیسا کہ پہلا پارہ سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت میں گذر چکا ہے۔ اس کے بعد ایک آیت اور جملہ جیسا لانے کا چیلنج کیا گیا۔ سورہ الطور کا ۲ رکوع میں آیا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾	یہ (بھی) کہتے ہیں کہ انھوں نے (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ﴿۳۳﴾ تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر یہ (اس دعویٰ) میں سچے ہیں ﴿۳۴﴾

گیارہواں پارہ سورہ یونس کا چوتھا رکوع ۳۷ ویں آیت:-

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾	اور یہ قرآن اس قسم کی کتاب نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے بلکہ جو (کتابیں) اس (کے زمانۂ نزول) سے پہلے (موجود) ہیں (یہ قرآن) پروردگار عالم کی طرف سے اُن کی تصدیق ہے اور (اُن ہی) کتابوں (کے احکام) کی تفصیل ہے (اور) اِس (کے کتاب آسمانی ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں ﴿۳۷﴾ کیا یہ لوگ قرآن کی نسبت) کہتے ہیں کہ اس کو خود پیغمبر نے بنا لیا ہے تو (اے پیغمبر تم اِن سے) کہو کہ اگر تم (اپنے دعوی میں) سچے ہو (اور جیسا تم کہتے ہو اس کے بنا لینے پر قادر ہوں)، تو (تم بھی اہل زبان ہو)، ایسی ہی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا (جن جن کو تم سے (بلاتے) بن پڑے (اپنی مدد کے لئے) بلا لو ﴿۳۸﴾

Marfat.com

تشریح :۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن مجید کے کسی ایک چیلنج کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ کسی انسان کی طاقت نہیں کہ وہ اس جیسا کوئی کلام پیش کر سکے۔ اس میں پہلی کتابوں کی تصدیق بھی موجود ہے اور رہتی دُنیا تک کے لئے مفصل احکام بھی ہیں۔ قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر اگر کسی کو شک[لہ] ہو تو اے پیغمبر اُس سے کہہ دو کہ تمام قرآن کا مقابلہ کرنا تو ایک بہت بڑا کام ہے۔ تم صرف اس جیسی ایک سورہ ہی بنا لاؤ۔ اور اس ایک سورہ بنانے میں جس کسی سے مدد لینا چاہو لے لو خواہ تمہارا مددگار انسان ہو یا جن یا وہ ہستی آسمانوں میں ہو یا زمین پر جس طرح ہو سکے اور جس قدر زور لگا سکتے ہو لگا دیکھو اس کے بنانے میں کوئی بھی کسر اُٹھا نہ رکھو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ تم قرآن پاک کی سورتوں ایسی ایک سورہ بھی نہیں بنا سکتے اور انسان کی یہ خاصیت ہے کہ جب کبھی کسی چیز کی حقیقت کو معلوم نہ کر سکے تو جھٹ اُس چیز کو جھٹلا دیتا ہے اور یہ بات کوئی نئی بات نہیں۔ ابتدائے آفرینش سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔

چودھواں پارہ سورہ الحجر کا پہلا رکوع نویں آیت :۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ	بے شک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بے شک
اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨	ہم ہی اس کے نگہبان بھی ہیں ⑨

تشریح :۔ یہ قرآن کے حق میں پیشین گوئی ہے اور کس عمدہ طریق پر پوری ہو رہی ہے کہ خدا نے مسلمانوں کے دل میں یہ شوق پیدا کر دیا کہ قرآن مجید کو حفظ کریں۔ دُنیا میں اس قدر کثرت سے حافظِ قرآن ہر وقت موجود رہتے ہیں کہ خدانخواستہ بفرض محال اگر یہ نقوش قرآن روئے زمین پر سے معدوم ہو جائے تو بھی قرآن پاک کا ایک جملہ ایک لفظ حتیٰ کہ ایک اعراب تک ضائع ہو نہیں سکتا اور نہ ہی بدلا جا سکتا ہے

لہ جاننا چاہیئے کہ کسی کلام میں اشتباہ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو خود اس کلام میں کوئی غلطی اور خرابی ہو۔ یا سُننے والے کے سمجھ میں خلل ہو۔ اول صورت میں محل ریب یہ کلام ہے اور دوسری صورت میں محل ریب حقیقت میں سمجھنے والے کا فہم ہے۔ کلام بالکل حق ہے گو اس کو اپنی نافہمی سے وہ کلام محل ریب معلوم ہو۔ سو اس آیت اشتباہ کی دونوں صورتوں کا جواب دیدیا گیا۔

Marfat.com

قرآن کے سوا کسی آسمانی کتاب کو یہ فضیلت نصیب نہیں۔ کیا قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے لئے یہ دلیل کافی نہیں[۱] ؟

تیسواں پارہ سورۃ القدر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اسمیں ۵ آیتیں ہیں۔

بلاشبہ ہم نے (قران کو) شبِ قدر میں اتارا ① اور (اے پیغمبر) تمھیں کیا خبر کہ شبِ قدر ہے کیا چیز ② (سنو) شبِ قدر (خیر و برکت میں) ہزار مہینے سے بہتر ہے ③ اُس رات (آئندہ سال کے ہر ایک انتظام کے لئے) فرشتے اور جبریل اپنے پروردگار کے حکم سے (زمین پر) اترتے ہیں ④ وہ رات (امن اور) سلامتی (کی رات) ہے (اور) وہ (یعنی اُس کی خیر و برکت) طلوع فجر تک (رہتی) ہے ⑤	اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ① وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ② لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ③ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

تشریح۔ لیلت القدر وہ رات ہے جس رات قرآن پاک نازل ہوا۔ نازل ہونے کا دو محل ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ قرآن پاک کی پہلی وحی پیغمبر پر شبِ قدر میں نازل ہوئی اور دوسرا یہ کہ اُس رات قرآن پاک جملۃً واحدۃً یعنی ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمانِ دُنیا میں نازل ہوا اور پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً سورہ بسورہ۔ آیت با آیات پیغمبر صلوٰۃ والسّلام پر نازل ہوتا رہا) قرآن مجید کے بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات رمضان مُبارک کے مہینے میں آتی ہے۔ اور حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس رات کو آخیر عشرہ یعنی اکیسویں رمضان سے لیکر اخیر رمضان تک تلاش کرنا چاہیئے سورہ دخان میں بھی اس رات کا کچھ ذکر آ چکا ہے جہاں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ سال بھر کے تمام معاملات اُسی رات کو مأمورین کے سپرد کر دیتا ہے۔ یعنی جو فرشتے جس کام پر متعین ہیں وہ کام اُن کو سپرد کیا جاتا ہے۔ اس سورہ میں شبِ قدر کی فضیلت و

---

[۱] مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ ہماری بھی حفاظت و صیانت ہو، آفات و شرور سے نجات نصیب ہو تو حق تعالیٰ نے جس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے ساتھ مکمل وابستہ ہو جائیں یعنی قرآن حکیم کے حامل ہو جائیں۔

Marfat.com

منزلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس رات کو کوئی معمولی رات نہ خیال کرو۔ یہ خیر و برکت کے لحاظ سے ہزار مہینے کی رات سے بھی بہتر رات ہے۔ اس رات کو ہر ایک فرشتہ کو جو کسی نہ کسی کام پر مقرر ہے اور حضرت جبرئیل امین کو (جن کا نام روح الامین بھی ہے) اُن کے آئندہ سال کے فرائض سپرد کئے جاتے ہیں۔ طالبانِ حق اور عاشقانِ محمدی کے لئے اس رات میں ہر طرح کی سلامتی اور خوشی ہے کیونکہ یہ قرآن پاک کی سالگرہ کی رات ہے۔ اس میں مقبولیت کا مخصوص وقت ہوتا ہے جس کی تعین کسی مصلحت کی بنا پر نہیں کی گئی۔ بہرحال رمضان کے آخر عشرہ میں اس کی تلاش میں رہیں تو انشاءاللہ کامیابی ہو سکتی ہے۔

۲۵ واں پارہ سورہ زخرف کا پہلا رکوع پہلی آیت :-

حٰمٓ ۞ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۞	حٰمٓ ① (اس) کتاب (یعنی قرآن) کی قسم ہے جس کے مطلب صاف اور واضح ہیں ② ہم نے اس کو (صاف اور سلیس) عربی (زبان کا) قرآن بنایا ہے تاکہ تم (اہل عرب اس کو باسانی) سمجھو (اور تمہارے ذریعے دوسرے لوگ) ③ اور یہ (قرآن) ہمارے ہاں اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھا ہوا موجود ہے اور) بڑے پائے کی (اور) حکمت (و دانائی) کی کتاب قرار دی گئی ہے ④

تشریح - حٰمٓ یہ حروف مقطعات میں سے ہے کہ جس کے عملاً ہم مکلف نہیں ہیں۔ اور مبین اُن مشکل الفاظ میں سے ہے جن کا اُردو ترجمہ جیسا ہونا چاہیئے۔ مختصر اور مطلب خیز اور بامحاورہ بن نہیں سکتا اور یہ لفظ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ آیا ہے۔ اہل عرب میں گو بڑی بڑی اخلاقی اور معاشرتی خرابیاں تھیں مگر وہ لوگ قسم کھا کر جھوٹ بولنا ناقابل برداشت جرم خیال کرتے تھے اور اگر کبھی کسی سے ایسی غلطی ہو بھی جاتی تو پھر کئی پشتوں تک اُسے اور اُس کے خاندان کو نگاہ حقارت سے دیکھا جاتا۔ اس کے علاوہ اُن کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جھوٹی قسم کھانے والے کبھی فلاح نہیں پاتے اور نہ پھلتے پھولتے ہیں وہ لوگ قسم کھاتے بھی تو کسی ایسی چیز کی جو ان کی نگاہ میں بڑی عظمت والی ہوتی۔ لہٰذا فوری

Marfat.com

تھا کہ اُن سے کلام کرنے کے لئے اُنہی کی محاورت اور طریقے پر گفتگو کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ مکّی سورتوں میں حاضرین کی توجہ اپنی طرف پھیرنے کے لئے ایسی چیزوں کی قسم کھائی ہے جو ذات باری کے نزدیک نہایت عظمت والی اور قسم کھانے کے قابل تھیں چنانچہ اس سورہ میں قرآن عزیز کی قسم کھائی ہے۔ اور اس کو کتابِ مبین کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی قسم ہے قرآن کی جو ایسی کتاب ہے جس کی ہر بات سوفی صدی دُرست روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر اور تا قیامت نا قابل تردید ہے۔ فرمایا ہم نے قران کو عربی زبان میں اس لئے نازل کیا ہے کہ تم بآسانی اسے سمجھ سکو اور اس پر خود عمل پیرا ہو کر اپنی نجات حاصل کرنے کے علاوہ اقوام عالم کی رہنمائی بھی کرسکو۔ سنو یہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں ہمارے نزدیک اس کا رُتبہ بہت بلند ہے اور یہ حکمت و دانش سے بھرپور ہے۔

۲۷ واں پارہ سورہ الواقعہ کا تیسرا رکوع ۷۵ ویں آیت۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ
عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ
كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾
لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾
اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْ
هِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ
اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

سو ہم (شہاب) ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھاتے ہیں ﴿۷۵﴾
اور سمجھو تو یہ (بہت ہی) بڑی قسم ہے ﴿۷۶﴾ کہ یہ (قرآن)
بڑی قدر و منزلت کا قرآن ہے ﴿۷۷﴾ (اور ہمارے ہاں)
احتیاط سے رکھی ہوئی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں
(لکھا ہوا موجود) ہے ﴿۷۸﴾ اس کو وہی چھوتے ہیں جو کہ
پاک ہیں ﴿۷۹﴾ (اور اسی کی نقل یہ قرآن ہے جو) پروردگار
عالم کی طرف سے (پیغمبر آخر الزماں پر) نازل ہوا ہے ﴿۸۰﴾
کیا تم (لوگ) اس کلام سے منکر ہو ﴿۸۱﴾ اور تم نے اپنا وظیفہ
بنا لیا ہے کہ (اس کو) جھٹلاتے ہی رہو گے ﴿۸۲﴾

تشریح:۔ ان آیات میں قرآن پاک کی ایک بڑی عظمت اور عظیم الشان اور

؎ قرآن کی قسموں کو اپنی قسموں پر قیاس نہ کرنا چاہیئے۔ بندوں کو غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔ مگر خداوندی قسموں کا یہ منشاء ہے کہ جس طرح دعویٰ کے ثبوت کے لئے گواہوں کی حاجت ہے اسی طرح اگر قرآنی قسموں میں غور کیا جائے گا تو مقسم بہ ثابت ہو جائے گا یعنی قرآنی قسموں کو بمنزلہ شاہد تصور کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

بہت نفع پہونچانے والی کتاب ہونے کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تاروں کے ڈوبنے کی قسم کھائی ہے اور فرمایا ہے کہ قرآن ایک بڑی ہی مفید اور عظمت والی کتاب ہے جو لوح محفوظ میں ہمارے پاس لکھی ہوئی ہے اور یہ قرآن جو دُنیا میں تمہارے پاس ہے یہ اسی کی نقل ہے۔ اس کو ہمارے پاک فرشتے ہی چھوتے ہیں۔ تم بھی بغیر طہارت اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اور یاد رکھو کہ اس کے مضامین کی حقیقت کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے دل صاف ہیں اور اخلاق بھی اچھے ہیں۔ اس کے بعد اُن لوگوں کو سزا کی دھمکی دی گئی ہے جو قرآن کریم کو عملاً یا قولاً جھٹلاتے ہیں۔ اس زمانے میں ہم مسلمانوں کے اندر سب سے بڑی خرابی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہم قرآن پاک کا صرف مطالعہ اور تلاوت ہی کرنا اس کا احترام سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے اندر پھر ایک قسم کے لوگ وہ ہیں جن کے نزدیک قرآن پاک کی قدر و منزلت صرف یہی ہے کہ اس کا ظاہری احترام کیا جائے اور ایک نسخہ اس کلام پاک کا گھروں میں رکھنا صرف اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی برکت سے آفات و بلاؤں سے محفوظ رہیں اور مسلمان بھی کہلائیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک ظاہری احترام کوئی چیز نہیں۔ وہ اصلی احترام اسی کو سمجھتے ہیں کہ وہ جو پیغام لایا ہے اس کو مانا جائے اور اس پر عمل کرکے دیکھایا جائے۔ ہمارے بزرگانِ دین کے نزدیک ظاہری اور عملی احترام دونوں ضروری ہیں۔ قرآن پاک کی بے حرمتی خواہ وہ کسی رنگ میں ہو موجب غضب الٰہی ہے۔ خدا اس سے کل مسلمانوں کو بچائے۔

تیرھواں پارہ سورہ ابراہیم کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :-

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ (۱) اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ (۲) الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

الٓرٰ یہ حرف مقطعات میں سے ہے۔ (اے پیغمبر) یہ قرآن ایک بڑی اعلیٰ درجے کی، کتاب (ہے)، اس کو ہم نے تم پر اس غرض سے اتارا ہے کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے (گمراہی کے) اندھیروں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لاؤ (یعنی) اُس (ذاتِ پاک) کے رستے پر (لاؤ) جو رسب سے) زبردست (اور ہمہ وقت اور ہر حال میں) تعریف کے لائق ہے (۱) (یعنی) اللہ۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

Marfat.com

عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ أُولٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٣﴾

اور عذابِ سخت (کے اعتبار) سے (جو آخرت میں ہونے والا ہے)، کافروں (کے حال) پر (بڑا سخت) افسوس ہے ﴿٢﴾ کہ یہ لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند رکھتے اور اللہ کے رستے (پر چلنے) سے (لوگوں کو) روکتے اور اُس میں کجی (پیدا کرنی) چاہتے ہیں۔ یہی لوگ (ہیں جو) پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں ﴿٣﴾

تشریح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! یہ کتاب یعنی قرآن تم پر اس غرض سے نازل کی گئی ہے کہ جو لوگ کفر و شرک اور الحاد کے اندھیرے میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنی روحانی قوتوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں وہ اس کتاب سے توحید کی تعلیم سیکھیں اور اپنے معبودِ حقیقی کے حکم کے مطابق سیدھے رستے پالیں اور اچھے طریقے کو اختیار کریں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔ فرماتا ہے کہ انسان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا وہی ہے جو ان تمام کائنات کا حقیقی مالک ہے۔ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہ صرف ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ جو کوئی اس کو اس طرح نہ مانے وہ منکر ہے اور منکروں کے لئے سخت عذاب ہے۔ خدا اور اُس کے رسول سے صرف وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو دُنیا اور دنیا کے اسباب اور اُس کے لوازمات کو آخرت کی زندگی سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں اور وہ خود راہِ راست سے بچھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی بہکاتے ہیں۔

پندرھواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا پانچواں رکوع ۴۱ ویں آیت

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا ۖ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا ا

اور ہم نے اس قرآن میں (لوگوں کو) طرح طرح سمجھایا تاکہ یہ لوگ (کسی طرح) سمجھیں۔ مگر ان کی نفرت ہی بڑھتی گئی ﴿٤١﴾ (اے پیغمبر ان لوگوں کو) کہو کہ اگر خدا کے ساتھ جیسا (کہ یہ لوگ) کہتے ہیں (اور دوسرے) معبود (بھی) ہوتے تو اس صورت میں اُن معبودوں نے (کبھی کا) مالکِ عرش (یعنی خدا) تک (پہنچنے کا) رستہ ڈھونڈ نکالا ہوتا ﴿٤٢﴾ (جیسی جیسی نالائق) باتیں یہ لوگ (خدا کی

Marfat.com

کَبِیۡرًا ﴿۴۳﴾ نسبت ، کہتے ہیں ان سے وہ پاک اور بالاتر ہے ﴿۴۳﴾

تشریح :۔ فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے کلام پاک میں انسان کو سمجھانے کے لئے طرح طرح سے مثالیں پیش کیں تاکہ انسان شرک والحاد سے باز رہیں مگر افسوس ہے کہ یہ سمجھ کر بھی نہیں سمجھتے اور اپنی ہی ضد پر اڑے رہتے ہیں۔ اِن آیات میں بھی اس طرح سمجھایا ہے کہ دیکھو جس طرح ایک مُلک میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے اسی طرح دو خدا بھی ایک ہی آسمان اور زمین میں یا ایک ہی کائنات کے حکمراں کیسے ہو سکتے ہیں" لَوْ کَانَ فِیۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" اگر بفرض محال دو یا زیادہ خدا ہوتے تو کبھی کے لڑ مرے ہوتے اور اپنی اپنی منشا کے مطابق نظام عالم کو چلانے کی کوشش کرتے اور لامحالہ نظام مطلوب کو درہم برہم کر دیتے۔

۲۳ واں پارہ سورہ زمر کا تیسرا رکوع ۲۷ ویں آیت :۔

وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۷﴾	اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں سبھی طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں ﴿۲۷﴾
قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا غَیۡرَ ذِیۡ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمۡ یَتَّقُوۡنَ ﴿۲۸﴾	(یہ) قرآن (صاف اور سلیس) عربی (زبان میں ہے) اس میں کسی طرح کی پیچیدگی نہیں تاکہ (لوگ اس کو بخوبی سمجھ کر خدا سے) ڈریں ﴿۲۸﴾

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا چوتھا رکوع ۳۵ ویں آیت :۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡهَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۶﴾	(جب ہم نے آدم کو نافرمانی کی پاداش میں جنت سے نکال دیا تو ان کی نسل کی روحوں کو جمع کر کے یہ بھی فرما دیا تھا کہ) اے بنی آدم جب کبھی تم ہی میں سے (ہمارے) پیغمبر تمہارے پاس پہنچے (اور) ہمارے احکام تم کو پڑھ پڑھ کر سنائیں تو (اُن کا کہنا مان لینا) کیونکہ جو شخص (اُن کے کہنے کے مطابق) پرہیزگاری اختیار کرے گا اور اپنی (حالت کی) اصلاح کرلیگا تو (قیامت کے دن) اُن پر نہ تو (کسی طرح کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ (کسی طور پر) آزردہ خاطر ہوگا ﴿۳۵﴾ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے اور (پیغمبر سے) اکڑ بیٹھیں گے

Marfat.com

وہی دوزخی ہوں گے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ (ہمیشہ)
رہیں گے (۳۶)

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۳ واں رکوع ۲۵۳ ویں آیت :-

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (۲۵۳)

یہ سب پیغمبر (جو ہم نے بھیجے) ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے برتری دی۔ ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جن کے ساتھ (خود) اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے (اور طرح پر) بلند کئے (۲۵۳)

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا چھٹا رکوع ۵۵ ویں آیت :-

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (۵۵)

اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری دی اور ہم ہی نے داؤد کو زبور (کتاب) عطا فرمائی (۵۵)

تشریح :- اوپر کی ان آیتوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ تمام پیغمبر اگرچہ بحیثیت رسول ہونے کے برابر ہیں مگر تاہم رتبے اور مرتبے میں سب برابر اور یکساں نہیں ہیں۔ خدا نے بعض پیغمبر کو بعض پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۴۰ واں رکوع ۲۸۵ ویں آیت :-

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف

(ہمارا یہ) پیغمبر (محمد) اس کتاب کو مانتے ہیں جو اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر اُتری ہے اور (پیغمبر کے ساتھ دوسرے) مسلمان بھی (یہ سبھی) سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے کہ (سب پیغمبروں کا دین ایک ہے اور کہتے ہیں کہ) ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہیں سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہیں)

تشریح :- فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت اور برتری دی اور ہر ایک کے مرتبے کو طرح طرح سے بلند کیا مگر اس کے باوجود پیغمبروں میں سے کسی ایک کو جدا نہیں سمجھتے۔ یہ نہیں کہ کسی پیغمبر کو اللہ کا رسول مانتے ہیں اور کسی ایک کو خدا کا پیغمبر کہہ کر نہیں مانتے بلکہ ایمان اس پر ہونا چاہیئے کہ سب اللہ

Marfat.com

کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اور رسالت میں سب کے سب ایک ہیں۔

گیارہواں پارہ سورہ یونس کا پہلا رکوع دوسری آیت :-

اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲﴾

کیا لوگوں کو اس بات سے (بہت) تعجب ہوا کہ ہم نے اُن ہی میں سے ایک آدمی کی طرف اس بات کی وحی کی کہ لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈراؤ اور ایمان والوں کو خوش خبری سُنا دو کہ اُن کے پروردگار کے ہاں ان کی بڑی پائگاہ ہے کافر (تو اس قدر متعجب ہوئے کہ) لگے کہنے ہو نہ ہو یہ (شخص) تو صریح جادوگر ہے ﴿۲﴾

چوبیسواں پارہ سُورہ زمر کا ساتواں رکوع ۶۴ ویں آیت :-

قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۶۶﴾

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اے نادانو! کیا تم مجھے (یہ) صلاح دیتے ہو کہ خدا کے سوا (کسی دوسرے) کی عبادت کروں ﴿۶۴﴾ اور (اے پیغمبر بلاشبہ) تمہاری طرف اور اُن (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں (ایک ایک کی طرف) وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے (سارے) اعمال ضبط ہو جائیں گے اور ضرور تم گھاٹے میں آ جاؤ گے ﴿۶۵﴾ بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور (اُسکے) شکر گذار بندوں (کے زمرے) میں رہو ﴿۶۶﴾

تشریح :- ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانا اُن سے مُرادیں مانگنا اُن کی نذریں چڑھانا اور منتیں ماننا اُن کو سجدہ کرنا اور طرح طرح سے اُن کی پرستش کرنا انتہائی درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔ فرمایا ہم نے شروع سے اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے ذریعے بنی آدم کو یہ حکم دیدیا تھا کہ جو کوئی اللہ سے شرک کرے گا خواہ اُس کی ذات سے ہو یا صفات سے تو اُس کے نیک اعمال بھی اکارت جائیں گے اور آخرت میں وہ خسارہ اُٹھائے گا بلکہ اس کا حق پہچاننا یہی ہے کہ سراسر اسی کی عبادت کی جائے اور اُس کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا جائے۔

Marfat.com

ساتواں پارہ سورہ انعام کا ساتواں رکوع ۵۶ ویں آیت :۔

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ مجھ کو اس کی ممانعت کی گئی ہے کہ میں ان ہستیوں کی عبادت کروں جن کو تم لوگ اللہ کے ماسوا (حاجت پڑنے پر) بلاتے ہو۔ کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشات پر نہیں چلوں گا (اور اگر چلا) تو یقیناً راہِ راست سے بھٹک گیا اور (نیک) راہ پر چلنے والوں میں سے نہ رہا ﴿۵۶﴾

تشریح :۔ اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کو تنگی اور مصیبت کے وقت پکارنا اور اس سے حاجت روائی کی توقع یا امید رکھنا شرک ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اسلام میں خدا کی عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ خواہ تنگی ہو یا خوش حالی۔ بیقراری ہو یا دلجمعی مصیبت ہو یا راحت جب بھی پکارا جائے تو صرف اُسی ذات واحد و یگانہ کو پکارا جائے جو تمام مخلوق کا معبود حقیقی ہے۔ مصیبتوں میں اسی سے مدد طلب کی جائے اور خوشحالی میں اسی کا شکر ادا کیا جائے۔ اگر ان باتوں کے لائق کسی دوسری ہستی کو سمجھا جائے تو یہی شرک ہے اور شرک کا گناہ کفر سے بھی زیادہ ہے۔ فرماتا ہے کہ اے ہمارا رسول جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے حاجتیں طلب کرتے ہیں یا اُن کی منتیں مانتے ہیں اُن سے کہہ دو کہ مجھے ان باتوں کی اجازت نہیں اگر میں تمہارا دل خوش کرنے کے لئے تمہاری یہ بات مان لوں تو خدا مجھے بھی گمراہوں میں شمار کرے گا۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۰ واں رکوع ۱۶۵ ویں آیت :۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِؕ وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًاۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا اوروں کو بھی شریک (خدا) ٹھیراتے (اور) جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہیئے ویسی ہی محبت اُن سے رکھتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں ان کو (تو سب سے) بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے اور جو بات (ان) ظالموں کو عذاب کے دیکھنے پر سوجھ پڑے گی اے کاش اب سوجھ پڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے اور (نیز) یہ کہ اللہ کا عذاب (بھی) سخت ہے ﴿۱۶۵﴾

Marfat.com

تشریح :- اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ دُنیا میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو میرے سوا دوسری ہستیوں کو جو میرے ہی محتاج ہیں جیسے کہ تم۔ اپنا مشکل کشا اور دستگیر بنا لیتے ہیں حالانکہ انھیں کچھ بھی طاقت نہیں۔ یہی چیز شرک ہے۔ سنو ایسے تعلقات کو چھوڑ کر صرف میرے ہی ہو کر رہو اور میری ہی موحّدانہ عبادت کرو اور میرے ہی سامنے اپنی مُرادیں اور مشکلات کو مخلصانہ پیش کرو۔ اور جو کچھ مانگنا ہو مجھ ہی سے مانگو۔ اور مُنکرین اور مُشرکین کے لئے کیا خوب ہوتا کہ دُنیا کی مصیبتوں اور عذابوں پر غور کرتے اور سوچتے کہ یہ مصیبت و عذاب کیونکر اور کس کے حکم سے آتی ہے تو اُن کو سُوجھ جاتی کہ یہ خدا کے حکم سے آتی ہے اور یہ بھی سمجھ جاتے کہ نافرمانوں کے لئے اللہ کا عذاب آخرت میں اور بھی زیادہ سخت ہو گا۔

سترھواں پارہ سورہ الحج کا دوسرا رکوع ۱۱ ویں آیت :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾	اور لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو خدا کی عبادت (تو) کرتا ہے (مگر) اُکھڑا اُکھڑا کہ اگر اس کو کوئی فائدہ پہونچ گیا تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو گیا اور اگر اُس پر کچھ مصیبت آپڑی تو جدھر سے آیا تھا اُلٹا اُدھر ہی کو لوٹ گیا اُس نے دنیا (بھی) کھوئی اور آخرت بھی، صریح گھاٹا یہی (کہلاتا) ہے ﴿۱۱﴾ خدا کے سوا اُن چیزوں کو (اپنی حاجت روائی کے لئے) بُلاتا ہے جو نہ اُس کو نقصان ہی پہونچا سکتی ہیں اور نہ اُس کو نفع ہی پہونچا سکتی ہیں پرلے درجے کی گمراہی یہی (کہلاتی) ہے ﴿۱۲﴾

تشریح :- یہاں اِن آیات میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو اِسلام تو لے آئے مگر اُن کے دلوں میں اسلام کی تعلیم نے گھر نہ کیا۔ کہنے کو تو وہ مُسلمان تھے مگر اپنا قبلہ حاجات اسلام کی تعلیم کے مطابق صرف خدا ہی کو نہیں مانتے تھے بلکہ اپنے بتوں اور بزرگوں کی سفارش بھی ضروری سمجھا کرتے تھے۔ یعنی مسلمان بھی تھے اور بُتوں کی استھانوں پر حاضر ہونا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ جس طرح آجکل کچھ مُسلمان بھی اسی طرح کے ہیں کہ کہنے کو تو پکے" اور شرع کے پابند مُسلمان مگر دُکھ سُکھ اور ضرورت

Marfat.com

کے وقت خدا کی طرف توجہ اور رجحان طبیعت نہیں۔ کوئی اولیا اللہ کی قبروں پر جا کر مدد مانگ رہا ہے۔ کوئی فقیر فقراء کی چوکیاں بھر رہا ہے۔ کہیں اولیاء کرام سے اولاد مانگی جا رہی ہے اور کسی جگہ بزرگانِ دین سے فراخیٔ رزق کے لئے درخواست ہو رہی ہے۔ اسلام کی طرف سے دل مطمئن نہیں۔ نصرت الٰہی پر کامل یقین نہیں اور ارکان اسلام کی پرواہی نہیں۔

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر　　جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جُھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر　　کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں　　اماموں کا رُتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں　　شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دُعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اِسلام بگڑے نہ ایمان جائے　　(حالی)

ایسے ہی لوگوں کے متعلق اس رکوع اور آیات میں فرمایا کہ یہ لوگ خدا کی عبادت رسمی کرتے ہیں۔ اگر کبھی فائدہ پہنچے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر کسی طرح کی تکلیف اور مصیبت پہنچی تو مُنہ پھیر لیتے ہیں اور ساری ذمہ داری اِسلام کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ یہی بات ان کے لئے سب سے بڑے نقصان کا باعث ہوگی۔ اِن کی یہ حالت مشرکانہ اس لئے ہے کہ یہ خلوص دل سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رکھتے اور خلوص نیّت سے اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے بلکہ اُن ہستیوں کے پیچھے پڑے بھٹکتے ہیں جو انہی کے طرح بے بس اور اللہ کے محتاج ہیں۔ یہی گمراہی ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ یہ خدائے یگانہ کو اپنا مالک بنائیں اور جو کچھ مانگنا ہو اسی معبُود حقیقی سے مانگیں۔ مگر وہ اُس معبُود حقیقی کو چھوڑ کر نہایت ہی بُرا رویّہ اختیار کرتے ہیں اگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا ان کی مدد بغیر کسی سفارش کے نہیں کرتا اور ان کو اولاد بھی بغیر کسی امداد کے مِل نہیں سکتی اور ان کی ضروریات بھی بغیر وکالت کے پوری نہیں ہو سکتی تو ان کو چاہیئے کہ پھانسی لے کر لٹک جائیں کیونکہ خدا جو خالق الکل ہے

۹۶۸۲
Marfat.com

اگر انسانی ضروریات پوری نہیں کرتا اور اپنے بندے کی فریادرسی نہیں کرتا تو پھر کون ہے جو مخلوق کی فریادرسی اور حاجت روائی کرسکے؟

آٹھواں پارہ سورہ انعام کا ۱۸ واں رکوع ۱۴۸ ویں آیت :۔

سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ○

مشرکین سے کچھ بعید نہیں کہ یہ حجت پیش کریں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے (باپ دادا ایسا کرتے، اور نہ ہم کسی (حلال) چیز کو (از خود اپنے پر) حرام کرتے ○

جس کے جواب میں یہ نازل ہوئی۔

قُلْ ھَلُمَّ شُھَدَآءَکُمُ الَّذِیْنَ یَشْھَدُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ ھٰذَا ۔

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اپنے گواہوں کو لا حاضر کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ (یہ چیزیں جن کو تم حرام بتاتے ہو) اللہ نے ان کو حرام کیا ہے۔

تشریح :۔ خداوند تعالیٰ اپنے پیغمبر سے ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو مشرکین جو کہتے ہیں کہ ہم بت پرستی اور کھانے پینے میں جو کچھ حرام ٹھہراتے ہیں یا ہمارے اگلے بزرگوں نے ٹھہرائے ہیں وہ تمام اللہ ہی کے حکم سے ہے۔ تو تم اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ تم اپنے گواہوں کو حاضر کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سب حکم الٰہی ہے۔

۲۵ واں پارہ سورہ الزخرف کا دوسرا رکوع ۲۰ ویں آیت :۔

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰھُمْ مَا لَھُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ (۲۰) اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَھُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِکُوْنَ (۲۱) بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ (۲۲)

اور (کافر) کہتے ہیں کہ (خدائے) رحمٰن چاہتا تو ہم اُن کی پرستش نہ کرتے۔ ان کو کچھ خبر تو ہے نہیں نری اٹکلیں دوڑا رہے ہیں (۲۰) یا ان کو ہم نے اس سے پہلے سے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ یہ اُس کی دلیل پکڑتے ہیں (۲۱) (نہیں، بلکہ (یہ تو یوں) کہتے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا اُن ہی کے قدم بہ قدم ہم بھی ٹھیک رستے پر چلے جا رہے ہیں (۲۲)

تشریح :۔ اے پیغمبر کیا مشرکین یہ کہتے ہیں کہ اگر خدائے رحمٰن چاہتا تو ہم اللہ

۶۸۴۱

Marfat.com

کی عبادت نہ کرتے۔ کفارِ عرب ملائکہ کو بھی اپنا معبود تصوّر کرتے تھے اور اپنے خیال کے مطابق عورتوں کے بُت تراش کر انھوں نے اُن ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں مشہور کر رکھا تھا۔ وہ لوگ اِن کی پُوجا کرتے اور اُن سے اپنی مشکل کشائی کے طالب ہوتے تھے۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ ملائکہ جو ہمارے یہاں ہیں وہ ہماری بیٹیاں نہیں بلکہ ہماری فرماں بردار مخلوق ہیں۔ اور تم جو کہتے ہو کہ وہ ہماری بیٹیاں ہیں تو اِس کی کچھ سند تمہارے پاس ہے یا ان کی پیدائش کے وقت تم وہاں موجود تھے اگر اس کی کچھ سند ہے تو لاؤ اور اِن کی یہ عبادت کیا معنی؟ اِس کے جواب میں کفّارِ عرب حضرت پیغمبر صلوٰۃ والسّلام سے کہا کرتے تھے کہ اگر خدا چاہتا تو کیا ہم اُس رحمٰن کی پرستش نہ کرتے اور اگر ہماری اِن بتوں کی پُوجا کرنا خدا کو ناپسند ہوتا تو ہم ان کی پرستش کیسے کر سکتے تھے۔ تم (اے محمد) ہم کو بتاتے ہو کہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے تو ہم جو یہ بُت پرستی کرتے ہیں تو اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں اور اگر بُت پرستی اللہ کے خلاف مرضی اور بُرا کام ہے تو اللہ نے ہمیں روکا کیوں نہیں اور جب روکا نہیں تو اِس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارا یہ فعل خدا کو ناپسند نہیں علاوہ اس کے ہم نے اپنے بڑوں کو بھی اسی طریقے پر چلتے دیکھا ہے۔ اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارے بزرگ لوگ گمراہ تھے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر جب کبھی دُنیا میں ہمارا کوئی رسول پہونچا اور لوگوں کو عذاب دوزخ سے ڈرایا تو لوگوں نے اور بالخصوص اُس وقت کے اُمراء اور دولتمندوں نے اُس رسول کی مخالفت کی۔ سو یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ مانا کہ تمہارے باپ دادا بُت پرست تھے اور تم اُنھیں کے نقش قدم پر چلتے ہو لیکن اُن کے طریقے سے بہتر طریقے اور اُن کے عقائد سے بہتر عقیدے اگر تم کو میسّر آئیں تو بھی تم اپنے باپ دادوں کے بُرے عقائد کی پیروی کرو گے جب کہ ہم نے بُرے اور بھلے کی پہچان تم کو بتا دی ہے۔ بعض بدعقیدت گمراہ مُسلمانوں کا بھی یہی خیال ہے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔ اگر گناہ کرتے ہیں تو اللہ ہی کے حکم سے اور نیکیاں کرتے ہیں تو وہ بھی اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں اور جب خدا خود

Marfat.com

اپنے حکم سے یہ حرکات ہم سے کرواتا ہے تو پھر ہم پر گناہ کے پاداش میں عذاب کیوں ہوگا ؟

(جواب) ہاں یہ دُرست ہے اور ہم مُسلمانوں کا ایمان بھی یہی ہے کہ ساری باتیں اللہ ہی کے حکم سے ہوتی ہیں اور تمام قدرت وطاقت اسی پاک پروردگار ہی کو ہے اور درخت کا ایک پتّا بھی بغیر حکم خداوندی ہل نہیں سکتا۔ لیکن تمام ذی رُوح یعنی جاندار کے اندر قدرت نے ایک طاقت بھی عطا کی ہے جس کو ہم قوّت ارادی کہتے ہیں اور اسی قوّت سے جو بھی کام ہمارے لئے ممکن ہے ہم اگر چاہیں تو کر سکتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو جِلانے کی طاقت تھی۔ اگرچہ مُردے کو زندہ کرنا یا کسی بے جان کو جاندار بنا دینا سوائے اُس پاک پروردگار کے اور کسی کو طاقت نہیں مگر قدرت نے اپنی اس طاقت کو اپنے ایک بندے کو بطور عطیہ عطا کر دیا تھا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جس مُردے کو بھی چاہتے تھے زندہ کر دیتے تھے۔

اسی طرح خدا نے ہر انسان کو قوّت ارادی یا مخصوص اختیار عطا فرما دیا ہے کہ انسان اس قوت ارادی کے ذریعہ جو بھی ممکن کام کا ارادہ کرے کر سکتا ہے چنانچہ قوّت اِرادی کے طاقت سے مجھے میرے ہاتھ پر وہ قدرت اور طاقت ہے کہ جو کچھ میں کرنا چاہوں اس ہاتھ سے کر سکتا ہوں مثلاً جب میں کھانے کو بیٹھتا ہوں تو میں اپنے اس قوت ارادی کے طاقت سے ہاتھ کو حکم دیتا ہوں کہ اے ہاتھ تو لقمہ بنا کر میرے مُنھ میں ڈال۔ دانت اور زبان کو یہ حکم دیتا ہوں کہ تو اس لقمہ کو پیس کر حلق تک لے جا۔ میرے ہاتھ۔ دانت اور زبان بلکہ میرے ہر ایک عضو میرے حکم کی تعمیل کرنے پر مجبُور اس لئے ہیں کہ اللہ نے یہ طاقت میرے اندر ابتداء آفرینش سے عطا فرما دی ہے اور میرے اس قوّت ارادی کے ماتحت میرا ہر ایک عضو کام کرنے پر مجبُور ہے۔ اب یوں دوسری مثال لے لیجئے کہ میں اپنی قوّت ارادی سے اپنے ہاتھ کو حکم کرتا ہوں کہ تو چوری کر اور میری قوت ارادی نے چوری کا کام میرے ہاتھ سے لیا۔ اب یہ بتائیے کہ اِس فعل کا فاعل یعنی چوری کرانے والا کیا خدا ہے یا میری چوری کی حرکت خدا کے ارادے سے ہوئی یا کیا میری اس چوری کا فعل حکم الٰہی تھا مجھے اللہ نے قوت ارادی عطا فرمائی اور ساتھ بُرے اور بھلے کی سمجھ بھی عطا کی اس لئے

اللہ تعالیٰ تمام انسانی افعال سے بری الذمہ ہے۔ جانوروں کو اللہ نے صرف قوت ارادی عطا کی ہے لیکن عقل سلیم نہیں دی اس لئے جانوروں کو نہ عذاب ہے اور نہ ثواب اور نہ روزِ جزا میں کسی طرح کی پرسشں۔[1]

چودھواں پارہ سورہ نحل کا پانچواں رکوع ۳۵ ویں آیت:-

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۤءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَاۤؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم ہی اُس (خدا) کے سوا کسی اور چیز کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے بڑے (ہی کرتے) اور نہ ہم اُس کے (حکم کے) بغیر (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انھوں نے بھی ایسا ہی (حیلہ حوالہ) کیا۔ تو پیغمبروں پر سوا اس کے کہ (احکام الٰہی کو) صاف طور پر پہونچا دیں اور کچھ ذمہ داری نہیں (۳۵) اور ہم ہر ایک امّت میں (کوئی نہ کوئی) پیغمبر (اس بات کے سمجھانے کے لئے) بھیجتے رہے ہیں کہ (لوگو!) خدا کی عبادت کرو اور (شیطان) سرکش (کے اغوا) سے بچتے رہو اُن میں سے بعض کو تو خدا نے ہدایت دی اور اُن میں سے بعض (کے سر) پر گمراہی سوار ہوئی تو (لوگو!) روئے زمین پر چاو پھرو اور دیکھو کہ (پیغمبروں کے) جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا (۳۶)

تشریح:- بُری طبیعت کے لوگ ہمیشہ سے حق و صداقت کی مخالفت کرتے آئے ہیں اور تعلیمات الٰہی کو ہنسی مذاق میں اڑاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہی حال اب بھی نظر آتا ہے اور غضب تو یہ ہے کہ آج کل کے آزاد خیال اور مغرب زدہ مسلمانوں

---

[1] اس کے علاوہ خداوند تعالیٰ کا ایک ہے کلام اور دوسرا ہے کام۔ یہ دونوں ڈپارٹمنٹ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ کلام سے تشریعی نظام منصۂ شہود پر آیا اور کام سے تکوینی نظام ظہور میں آیا۔ ہم تشریعی نظام کے مکلف ہیں نہ کہ تکوینی نظام کے۔ اس قسم کے اعتراض کرنے والے عموماً دونوں نظاموں میں فرق نہیں کرتے۔

Marfat.com

نے بھی یہی راہ اختیار کرلی ہے۔ قرآن پاک کے ان آیات میں اس زمرہ کے لوگوں کا جو نقشہ کھینچکر دکھایا ہے وہ غور کے قابل ہے۔ وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم شرک اور گناہ نہ کرو اللہ سے ڈرو اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرو اور اُس کے احکام کے مطابق چلو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ نے ہر شخص کی قسمت کا پہلے ہی سے فیصلہ کردیا ہے اور حکم لگا دیا ہے کہ فلاں شخص نیکی اور بھلائی کے کام اور فلاں فلاں بُرائی اور بدی کے کام کرے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ بالکل غلط خیال اور عقل کے خلاف ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہمیں رسولوں کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور کتاب کیوں نازل کرتا اور ہدایت کی تبلیغ کے لئے ہر ایک گروہ انسانی میں ہمیشہ ایسے رسول مبعوث کرتا رہا جو اُن کو ہدایت کرتے رہے کہ اللہ کی عبادت کرو۔ بُت پرستی اور شیطانی حرکات سے باز آجاؤ اور نیک کام کرو اور اللہ کے احکام پر چلو۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قسمت کا فیصلہ روز اوّل سے یہ ہو چکا ہے کہ فلاں فلاں نیکی کا کام اور فلاں فلاں بدی کا کام کرے گا تو ایسے خیالات کے لوگوں کا ایمان لانا اکثر مشکل ہوتا ہے اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۹ واں رکوع ۲۳۱ ویں آیت:-

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ	اور اللہ کے احکام کو ہنسی (کھیل) نہ سمجھو اور اللہ نے
هُزُوًا ۘ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ	جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو اور (اس کا) یہ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ	(احسان بھی یاد کرو) کہ اُس نے تم پر کتاب (قرآن)
مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ	اور عقل کی بات (بواسطہ رسول) اتاری کہ تم کو ان کے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ	ذریعے نصیحت کرے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور
اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع	جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے ﴿۲۳۱﴾ ع

تشریح:- اے انسان اللہ کے حکموں کو ہنسی کھیل نہ سمجھو اور اپنے اٹکل پچو سے تعلیمات خداوندی کو تفریح میں نہ اڑاؤ۔ سُنو اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم مسلمانوں کو قرآن پاک کے بذریعہ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ پر لائے۔ اور اسی کتاب یعنی قرآن کے ذریعے یہ کتنی عقل کی باتیں سکھائی ہیں جن سے ہم نصیحت حاصل کریں۔

Marfat.com

نواں پارہ سورہ اعراف کا ۲۲ واں رکوع ۱۸۰ آیت:-

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۸۰)

اللہ کے (سب ہی) اچھے نام ہیں۔ تم اُس کے نام لیکر اُس کو (جس نام سے چاہو) پکارو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کفر کرتے ہیں اُن کو (اُن ہی کے حال پر) چھوڑ دو کوئی دن جاتا ہے کہ وہ اپنے کئے کا بدلہ پالیں (۱۸۰)

تشریح:- اللہ کے سب ہی نام اچھے ہیں تم جن ناموں سے خدا کو چاہو پکارو لیکن جو لوگ اللہ کے ناموں میں کُفر کرتے ہیں یا الحاد کرتے ہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ ان کو اس کی سزا دے گا۔ ناموں میں کفر کرنا یہ ہے کہ خدا کے صفتوں کے شامل جو صرف خدا کے لئے مخصوص ہے کسی اور کو اُسی صفت سے پکارے جیسے مُشکل کشا، غیب داں۔ دستگیر، اَن داتا وغیرہ۔ یُلْحِدُوْنَ۔ الحاد کہتے ہیں سیدھے راستہ سے کترجانا غیر مُسلم کو ملحد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ راہ حق سے کتر کر ناحق راہ پر چلتے ہیں۔

اکیسواں پارہ سورہ روم کا چوتھا رکوع ۲۸ ویں آیت:-

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۲۸)

وہ تمہارے (سمجھنے کے) لئے تم ہی میں کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ کیا تم (پسند کروگے) تمہارے غلاموں میں سے کوئی غلام تمہارا اس مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے شریک ہو؟ یا تم اُن کی ایسی ہی خیال کرتے ہو جیسی تم اپنی جانوں کی؟ جو لوگ عقل رکھتے ہیں اُن کے لیے ہم (اپنی) آیتوں کو اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (۲۸)

تشریح:- اس آیت میں خداوندکریم انسان کو سمجھانے کے لئے ایک مثال بیان فرمایا ہے جس سے شرک کی بُرائی کُھل جائے۔ فرمایا کہ جب تم لوگ اپنے غلاموں کو اپنی برابری میں لینا پسند نہیں کرتے یا تم اپنے مال میں جو تم کو اللہ نے دیا ہے اُس غلام کو برابری کا شریک دار بنانا پسند نہیں کرتے تو بھلا ذرا غور تو کرو کہ جب تم اپنے ایک غلام کو جو تمہارے ہی جیسا اللہ کا ایک بندہ ہے تم اپنا شریک دار بنانا یا اُس کو جو تم کو اللہ نے دیا ہے اُس غلام کو برابر کا شریک وسہیم بنانا پسند

Marfat.com

نہیں کرتے تو پھر خدا جو تمام کائنات کا مالک ہے جس کا کوئی بھی شریک کار نہیں اسے کب گوارا ہو گا کہ تم اُسی کی مخلوق اور اُسی کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو اُس کا شریک بناؤ خواہ وہ چیز انسان میں سے ہو یا نباتات یا جمادات میں سے ہو اور پھر اُس کی عبادت کرنے ، مُرادیں مانگنے اُس کی تعظیم و تکریم کرنے میں خدا کے برابر کرو ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے کلام کو مثال کے ذریعے ایسا آسان اور عام فہم کر دیا ہے کہ ہر کس و ناکس اسے سمجھ سکتا ہے ۔ یہ تمام باتیں جو بتائی جا چکی ہیں صرف ان لوگوں کو راہ ہدایت پر لا سکتی ہیں جو عقل و شعور رکھتے ہیں اور کٹ حجتیاں نہیں کرتے ۔

چودھواں پارہ سورہ نحل کا دسواں رکوع ۷۳ ویں آیت :-

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور (مشرکین) خدا کے سوا اُن (معبودوں) کی پرستش
مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ	کرتے ہیں جو آسمان اور زمین سے ان کو رزق دینے کا کچھ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّ	بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ (ایسے اختیار پر) قابو
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا	پا سکتے ہیں ﴿۷۳﴾ (تو دُنیا کے بادشاہوں کے قیاس پر)
لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ	خدا کے لئے مثالیں تصنیف نہ کرو (ساری چیزیں)
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾	اللہ کو معلوم ہے اور تم کو (کچھ) معلوم نہیں ﴿۷۴﴾

تشریح :- مشرکین شرک کے بیانات یوں کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں کہ جس طرح بادشاہوں کے ہاں با اختیار وزیر اور کارپرداز ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح خدا کے دربار میں بھی ہمارے یہ سب معبود جن کی ہم پرستش کرتے ہیں کارپرداز ہیں خداوند تعالیٰ نے اُن کے اس خیال کو غلط ٹھہرایا اور فرمایا کہ تم کو مثال دینے کا سلیقہ نہیں آتا ۔ تمہاری مثال بالکل بے تکی مثالیں ہیں ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی خدا لوگوں کے حال سے واقف ہے اور تم بنی آدم واقف نہیں ہو اسی ناواقفیت کی وجہ سے تمہارے بادشاہوں کو مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے ۔ اور اسی طرح حاجتمندوں کو بھی ضرورت ہے کہ کوئی اُن کا سفارشی ہو کر بادشاہ تک اُن کی عرضی پہونچا دیں کیونکہ بادشاہ کو کیا معلوم کہ کن حاجتمندوں کو کیا ضرورت ہے ۔ لیکن خدا خود دانا بینا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور سب کچھ خود کر سکتا ہے اور بغیر کسی واسطے کے تمہاری

Marfat.com

سُنتا اور تمہارا سب حال جانتا ہے اُسے ضرورت نہیں کہ کسی کو اپنے مدد کے لئے منتخب کرے یا اپنے دربار میں وزیر اعظم یا وزیر مدافعت بنا کر رکھے اور نہ ہی کسی طرح کی مشورہ کی ضرورت ہے۔

افسوس کہ اِسلام میں ایسے ایسے تعلیمات کے ہوتے ہوئے بھی آج کل کچھ مُسلمانوں نے وہی مُشرکانہ عقائد اختیار کر رکھے ہیں جن کی سخت مذمت کی گئی اور جن کے خلاف ہر طرح کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ اگر بعض مُسلمان پتھر کی مورتیاں سامنے رکھ کر اپنی حاجات طلبی نہیں کرتے لیکن پتھر کی قبروں سے اپنی حاجت ضرور مانگتے ہیں اور جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم صاحب قبر سے تو نہیں مانگتے صرف ان کا وسیلہ چاہتے ہیں۔ حالانکہ بالکل یہ ہی جواب بُت پرستوں کے ہاں سے بھی ملا کرتا ہے وہ یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ پتھر اور مٹی کی مورتیاں تو کوئی چیز نہیں۔ ہم تو اُن سے مانگتے ہیں جن کی یہ شبیہہ ہے۔ ایسے ہی مُشرکانہ عقائد نے بہت سے مُسلمانوں کے ایمان کو ڈگمگا دیا ہے۔ اور اب وہ مُشرکین عرب سے بھی زیادہ خطرناک بُت پرستی کے مُرتکب ہو رہے ہیں۔ اس پر طرفہ یہ کہ اپنے کو مُسلمان بھی کہتے ہیں۔

نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی (حالی)

خداوند کریم ہم مُسلمانوں کو اس طریق کار سے بچائے اور ہمارے دلوں میں قرآن پاک کی بتائی ہوئی توحید رچائے جس پر خلفائے راشدین و بزرگان دین کا عمل رہا آمین یارب العالمین۔

سترھواں پارہ سورہ الحج کا دسواں رکوع ۷۳ ویں آیت:-

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ

اے لوگو! تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے ذرا کان لگا کر سُنو کہ خدا کے سوا جن (معبودوں)، کو تم پُکارتے ہو (وہ)، ایک مکھی (بھی)، پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ اُس کے (پیدا کرنے کے)، لئے (سب کے سب)، اکٹھے (ہی کیوں نہ)، ہو جائیں۔ اور اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اُس سے (اُس چیز کو)، چھڑا نہیں سکتے

Marfat.com

وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

دکیسا) بودا طالب اور دکیسا، بودا مطلوب ﴿۷۳﴾ ان لوگوں نے خدا کی جیسی قدر جاننی چاہیئے تھی جانی نہیں (ورنہ) اللہ بڑا زبردست (سب پر) غالب ہے ﴿۷۴﴾

تشریح:۔ اس رکوع میں بُت پرستی کے خلاف دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان! تم جن بُتوں کی پرستش کرتے ہو ان کا یہ حال ہے کہ اگر اُن سب کو ایک جگہ جمع کر کے یہ کہا جائے کہ تم سب مل کر ایک مکھی بنا دو تو ہرگز بنا نہیں سکتے بلکہ اگر مکھی اُن سے کسی چیز کو چھین کر لے بھاگے تو وہ سب مل کر بھی اس چیز کو مکھی سے واپس نہیں لے سکتے غور تو کرو کہ اس سے بھی زیادہ اور کچھ پھُس پھُسا پن ہو سکتا ہے۔

اکیسواں ۲۱ پارہ سورہ روم کا چوتھا رکوع ۴۰ ویں آیت:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

(لوگو!) اللہ ہی وہ (قادر مطلق) ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر (وہی) تم کو مارتا ہے پھر (وہی) تم کو جلائے گا۔ کیا جن کو تم شریک خدا (خواہ وہ چیز خدا کی ذات سے ہو یا صفات سے) ٹھہراتے ہو ان کاموں میں سے کسی ایک کام کو بھی کر سکتا ہے۔ یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں خدا (کی ذات) اس سے پاک اور صاف ہے ﴿۴۰﴾

اکیسواں ۲۱ پارہ سورہ سجدہ کا پہلا رکوع ۵ ویں آیت:۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾

آسمان سے (لیکر) زمین تک (وہی ہر ایک) امر کا انتظام کرتا ہے پھر تم لوگوں کی (دُنیاوی) گنتی کے (مطابق) ہزار برس کی مدت کا ایک دن ہو گا۔ اس دن تمام انتظام (کا نتیجہ بالآخر) اُس کے حضور میں گزرے گا ﴿۵﴾

تشریح:۔ وہ پاک پروردگار تمام کائنات یعنی آسمان سے لیکر زمین کی تہہ تک کے اُمور کا انتظام کر رہا ہے۔ پھر قیامت کے دن یہ سارا کارخانہ اٹھا دیا جائے گا۔ اور جب تک یہ کارخانہ قائم رہا اور جو کچھ واقع ہوا اور جو کچھ پیش آیا سب کا اخیر نتیجہ خدا کے روبرو پیش ہو گا اور یہ بھی جان لو کہ دنیوی مہینے اور سال

Marfat.com

کے حساب کے مطابق ہزار سال کے برابر عقبیٰ کا ایک دن ہو گا۔ اب ذرا غور تو کرو کہ اگر کسی گنہگار کو عقبیٰ میں صرف ایک دن کے لئے عذاب میں مبتلا کیا جائے تو دُنیاوی مدّت کے حساب سے ہزار سال ہوئے۔ علیٰ ہٰذالقیاس اگر اسی طرح ایک سال کے لئے سزا دی جائے تو دُنیاوی وقت کے مطابق تین لاکھ ساٹھ ہزار سال ہوئے الامان الحفیظ[۱]

اکیسواں پارہ سورہ روم کا دوسرا رکوع ۱۱ ویں آیت :۔

اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ⑪ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ⑫	اللہ ہی مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہ ہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے ⑪ اور جس روز قیامت قائم ہو گی اُس روز مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جائیں گے ⑫

تشریح :۔ فرمایا کہ دیکھو ہم ہی نے تمہیں ایک حقیر سی چیز مٹی سے پیدا کیا اور پھر تم ایک عظیم الشان بشر بن کر جس کو اشرف المخلوقات کے نام سے پکارا جاتا ہے دُنیا میں چلنے پھرنے لگتے ہو یہ کرشمۂ قدرت کس کا ہے۔ پھر ایک ہی چیز سے مختلف خیال۔ مختلف شکل اور مختلف رنگ کے انسان بنائے۔ اس میں قدرت خداوندی کی کتنی بڑی نشانی ہے۔ سنو جس طرح میں نے اپنے قدرت اور حکم سے زمین اور آسمان کو قائم رکھا ہے اُسی طرح جب چاہوں گا حکم دوں گا تو سب فنا ہو جائے گا اور جب تمہیں پکاروں گا تو تم زمین سے نکل نکل کر میرے حضور میں جمع ہو جاؤ گے۔ دیکھو یہ تمام کائنات میری ہی پیدا کی ہوئی ہے اور میرے ہی زیر حکم ہے اور ایک دن میرے ہی حکم سے فنا ہو جائے گی۔ اس کے

---

[۱] یوم ربوبی جبکہ ہمارے ایک ہزار سال کے برابر ہے اس سے معلوم ہوا کہ تخلیق السمٰوات والارض جو کہ چھ یوم میں ہوئی وہ بدیں حساب ہمارے چھ ہزار سال میں گویا پایۂ تکمیل کو پہونچی۔ اور پھر یہ تشریعی نظام جو کہ حضرت آدم سے شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تاریخی طور پر چھ ہزار سال پر مشتمل ہے۔ اس کی مدت اور تکوینی نظام کی مدت میں یکسانیت ہے۔

Marfat.com

بعد پھر میں ہی دوبارہ پیدا کر کے دُنیاوی زندگی کا حساب کتاب لوں گا۔ بظاہر تمہیں یہ سب ناممکن اور محال دکھائی دیتا ہے اور تمہاری عقل میں بھی نہیں سماتا مگر میرے لئے یہ سب بہت آسان ہے۔ تم صرف یہ سمجھ لو کہ یہ ساری کائنات جس کے حکم سے وجود میں آیا اسی کے حکم سے فنا ہو جائے گی اور پھر اسی کے حکم سے دوبارہ وجود میں آئے گا۔

ساتواں پارہ سورہ انعام کا ۱۳ واں رکوع ۱۰۸ ویں آیت:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۰۸﴾

اور اُن کو گالیاں نہ دو جن کی یہ (کافر، لوگ خدا کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ بھی جہالت کے وجہ سے دشمنی کے طور پر اللہ کو گالیاں دینگے۔ ہم نے اسی طرح ہر فریق کے نظروں میں اُن کے طریق عمل کو عمدہ کر کے دکھایا ہے۔ پھر انھیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس انھیں خود بتا دیگا کہ وہ لوگ کیا کرتے تھے ﴿۱۰۸﴾

تشریح:۔ اے مسلمانو! تم دوسروں کے معبودوں کو گالیاں نہ دیا کرو اس لئے کہ وہ لوگ بھی بدلہ کے طور پر تمہارے معبودِ حقیقی کو گالیاں دیں گے جو تمہیں برداشت نہ ہوگا۔ ہر قوم اور ہر ایک شخص اپنے اپنے نظروں میں اپنے طریق عمل اور مذہب کو عمدہ اور بہتر سمجھتا ہے۔ اُن کے نگاہ میں وہی کام اچھا ہے جو وہ کرتا ہے خواہ دوسروں کی نگاہ میں وہ کتنا ہی بُرا کام کیوں نہ ہو۔ ہاں جب وہ اپنے معبودِ حقیقی کے طرف لوٹ کر جائے گا تو وہ خود اسکو بتا دے گا کہ وہ دُنیا میں کیا کرتے رہے تھے۔

چودہواں پارہ سورہ نحل کا پانچواں رکوع ۳۸ ویں آیت:۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ

اور یہ مُنکر لوگ خدا کی بڑی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اس کو خدا (دوبارہ) نہیں اٹھا کھڑا کرے گا (اے پیغمبر ان سے کہو کہ، ضرور اٹھا کھڑا کرے گا یہ اس کا) وعدہ برحق ہے (اور اس کا پورا کرنا) اس پر (لازم ہے) مگر اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں کرتے ﴿۳۸﴾ (مُردوں کا جِلا اٹھانا) اس لئے (ضروری ہے) کہ جن چیزوں میں یہ لوگ (دُنیا میں)

Marfat.com

كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع	اختلاف کرتے رہے ہیں (قیامت کے دن) خدا (اصل حقیقت کو) اُن پر ظاہر کر دے تاکہ منکر لوگ جان لیں کہ وہی بر سر غلط تھے ﴿۳۹﴾ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو بس ہمارا کہنا اس کے بارے میں اتنا ہی ہوتا ہے کہ ہم اس کو فرماتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے (تو ہم کو مُردوں کا جلانا کیا مشکل ہے) ﴿۴۰﴾ ع

تشریح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر یہ مشرکین اور مخالفین جو تمہارے سامنے قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ مُردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا۔ اُن سے کہہ دو کہ تم جھوٹے ہو۔ خدا نے جو وعدے کئے ہیں وہ سب کے سب پورے ہو کر رہیں گے یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اس چیز کو سمجھتے نہیں مگر تم (اے پیغمبر!) ان سے کہہ دو کہ ان باتوں کے فیصلے کے لئے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہے۔ جن باتوں میں آج تم باہمی اختلاف رکھتے ہو تاکہ تمہیں معلوم تو ہو کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ باقی رہا یہ کہ کسی محال سے محال کام کا کر دکھانا میرے لئے بالکل آسان بات ہے تم صرف اس قدر سمجھ لو کہ جب ہم کوئی بھی کام کرنا چاہتے ہیں تو صرف ہمارے ارادے پر وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس دن اور جس وقت ہم تمہیں کہیں گے کہ اُٹھ کھڑے ہو بس تم زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہو گے۔

سولہواں پارہ سورہ مریم کا پانچواں رکوع ۶۶ ویں آیت:۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾	اور (جو) آدمی (منکر قیامت ہے تعجب کی راہ) پوچھا کرتا ہے کیا (واقع میں) جب میں مر جاؤں گا تو ضرور (دوبارہ) زندہ کر کے (زمین سے) نکالا جاؤں گا؟ ﴿۶۶﴾ (یہ) آدمی (اس وقت کو) یاد نہیں کرتا کہ ہم نے پہلے اس کو پیدا کیا تھا حالانکہ یہ کچھ بھی نہ تھا ﴿۶۷﴾ تو (اے پیغمبر) ہم کو تمہارے ہی پروردگار کی (یعنی اپنی) قسم ہے کہ ہم (تمام) آدمیوں کو اور (اُن کے ساتھ) شیطانوں کو بھی اپنے حضور میں) جمع کریں گے پھر ان (سب) کو جہنم

Marfat.com

کے گرد لاکر حاضر کریں گے گھٹنوں کے بل (۶۸)

تشریح :- یہاں اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی ذہنیت کو بیان فرماتا ہے جو منکر قیامت ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ منکروں کو اس بات میں بہت کچھ شُبہ ہے کہ اِس دنیا وی زندگی کے گذر جانے کے بعد پھر اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور دُنیوی زندگی کے دوران میں اُس نے جو بُرے یا اچھے اعمال کئے تھے اُن کی سزا یا جزا دی جائیگی فرماتا ہے کہ پہلی مرتبہ جب ہم نے اُس کو پیدا کیا تھا تو نہ اُس کا نام و نشان تھا نہ وہ کسی جگہ موجود تھا۔ پھر اب جبکہ ابتدا ہوگئی تو پھر ہمیں اُس کو دوبارہ بنانے میں کیا مشکل پیش آئے گی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں جو کہ انسان کو گمراہ کرتے ہیں اور حقیقت وہی سچّی ہے جو ہم نے اپنے کلام پاک میں بیان کر دیا ہے۔ جو لوگ اس کے خلاف اعتقاد رکھیں گے وہ حشر کے دن دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

سترہواں پارہ سورہ الحج کا چھٹا رکوع ، ۴۷ ویں آیت :-

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (۴۷)	اور (اے پیغمبر یہ مُنکرین لوگ نبوّت میں شبہ نکالنے کے لئے) تم سے عذاب کی جلدی مچارہے ہیں اور خدا تو کبھی اپنا وعدہ خلاف کرنے کا نہیں اور کچھ شک نہیں کہ تمہارے پروردگار کے ہاں تم لوگوں کی گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر ایک دن ہے (۴۷)

لہ سبحان اللہ یہ استدلال بھی کیسا لاجواب ہے کہ منکرین کو اپنے ابتدائی تخلیق پر نگاہ رکھنا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ انسانی نطفہ انواع و اقسام کی غذاؤں اور ماکولات کا جوہر ہے اور کہاں کہاں سے منتشر اجزاء اسمیں جمع ہوتے ہیں اور معاش و معاد کا طویل سلسلہ نطفہ میں مضمر ہے پس اگر انسانی نطفہ میں منتشر اجزاء کو ابتداءً جمع کیا جاسکتا ہے تو پھر جمع کرنے کے بعد اگر انسانی اجزاء منتشر ہو جائیں تو پھر دوبارہ جمع کیوں نہیں کیا جاسکتا (فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ (۵) خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ (۶) يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ فَاِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ط پارہ ۳۰ سورہ طارق - دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اُچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پُشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے وہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے میں ضرور قادر ہے)

Marfat.com

تشریح :۔ اے پیغمبر مخالفین اور مشرکین جو تم سے یہ کہتے ہیں کہ اے محمدؐ! جس عذاب کا تم ہمیں ڈر دکھاتے ہو وہ اپنے پروردگار سے کہہ کر ہم لوگوں پر جلد از جلد نازل کروا دو اور یہ کہو کہ وہ عذاب کب آئے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو کہ نافرمانیوں کے بدلے جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے اُسے وہ محض دھمکی نہ خیال کریں۔ نافرمانی کا بدلہ ضرور ملے گا۔ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ جب عذاب کا وقت آجائے گا تو اُس میں مطلق ڈھیل نہ ہوگی۔ خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا اور یہ سمجھ لو کہ ہمارے ہاں کا ایک دن تمہاری دُنیاوی گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔

اٹھارہواں پارہ سورہ مومنون کا چھٹا رکوع ۱۱۲ ویں آیت :۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِّينَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۴﴾	(گنہگاروں سے) ارشاد ہوگا (کہ اچھا یہ بتلاؤ) تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدّت زمین پر رہے ہوگے ﴿۱۱۲﴾ وہ جواب دینگے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے (اور سچ ہے کہ ہم کو یاد نہیں) سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے (یعنی فرشتوں سے) ﴿۱۱۳﴾ ارشاد ہوگا کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدّت رہے (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم یہ بات دنیا میں سمجھتے ہوتے ﴿۱۱۴﴾

تشریح :۔ جب خداوند تعالیٰ گنہگاروں سے یہ پوچھے گا کہ تم لوگ دُنیا میں کتنے روز رہے ہوگے۔ اس وقت وہ کہیں گے کہ خدایا ہم لوگ تو دنیا میں بس ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے۔ یعنی اس وقت اُن لوگوں کو دُنیا میں رہنے کی مدّت اتنی کم معلوم ہوگی جیسے دنیا کا ایک دن یا ایک دن سے بھی کم مگر زندگی کی حالت میں تو لوگ موت سے ایسے بے فکر ہیں کہ گویا اُن کو مرنا ہی نہیں۔ ارشاد ہوگا کہ افسوس تم لوگ اپنی دُنیاوی زندگی میں بھی یہی سمجھتے کہ دُنیا کی زندگی صرف ایک دن یا اس سے بھی کم کی ہے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ مطلب یہ کہ اگر انسان اپنی دُنیاوی زندگی میں یہ سمجھے کہ یہ چند روزہ زندگی ہے اس کے بعد مرنا ہے اور خدا کے حضور میں حاضر ہو کر دُنیاوی زندگی کا حساب کتاب دینا ہے تو ممکن ہی نہیں کہ انسان گناہ کرے۔

دسواں پارہ سورہ توبہ کا نواں رکوع ۶۸ ویں آیت :۔

Marfat.com

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰہُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۶۸﴾

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا قرار داد کر لیا ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ (ہمیشہ) اس میں رہیں گے وہی ان کو بس کرتی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور اُن کے لئے عذاب دائمی ہے ﴿۶۸﴾

پانچواں پارہ سورہ نساء کا ساتواں رکوع ۴۸ ویں آیت :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا ﴿۴۸﴾

اللہ تو اس (جرم) کو معاف کرنے والا ہی نہیں کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرایا جائے۔ ہاں اس کے سوا جو گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔ اور جس نے (کسی کو) خدا کا شریک ٹھہرایا تو اس نے (خدا پر) طوفان باندھا جو بہت ہی) بڑا گناہ ہے ﴿۴۸﴾

تشریح :۔ خدا ہرگز یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کے ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اس فعل کو قرآن نے ظلم اور مشرک کو ظالم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور شرک کو ناقابل معافی جرم ٹھیرایا گیا ہے۔ شرک کرنا خدا پر بہتان باندھنا ہے اور رقابت کے مُرادف ہے۔ قرآن و حدیث اور اجماع سے یہ مسئلہ ضروریات شرع سے ہے کہ شرک اور کفر دونوں غیر مغفور گناہ ہیں۔ اس لئے مشرکوں و منکروں اور منافقوں کے لئے دُعائے مغفرت مانگنا منع ہے۔

چھٹواں پارہ سورۂ مائدہ کا دسواں رکوع ۷۲ ویں آیت :۔

اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ

بے شک جو کوئی کسی کو اللہ کا شریک بنائے تو اللہ کے طرف سے اس پر جنت حرام ہو چکی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

پانچواں پارہ سورہ نساء کا اٹھارواں رکوع ۱۱۶ ویں آیت :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۱۶﴾

اللہ تعالیٰ تو یہ (گناہ) معاف کرتا نہیں کہ (کسی) کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کو چاہے معاف کر دے۔ جس کسی نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ (راہِ راست سے) دور جا پڑا ﴿۱۱۶﴾

Marfat.com

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے اگر چاہے۔ مگر شرک جیسے گناہ کبھی نہیں بخشے گا۔ فرماتا ہے کہ مشرک لوگ کس قدر جاہل اور نادان ہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے در پر سوال کرتے ہیں۔ آقا کو چھوڑ کر غلام سے اپنی حاجت روائی چاہتے ہیں یہی شرک ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا۔

گیارہواں پارہ سورہ توبہ کا چودھواں رکوع ۱۱۳ویں آیت :-

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾

جب پیغمبر اور مسلمانوں کو مشرکین کا دوزخی ہونا (خدا کے فرمان سے) معلوم ہوگیا تو (اب) اُن کو زیبا نہیں کہ ایسے لوگوں کی مغفرت کی دُعائیں مانگا کریں گو وہ (اُن کے) قرابت دار[لہ] (ہی کیوں نہ) ہوں ﴿۱۱۳﴾

تیسرا پارہ سورہ آل عمران کا تیسرا رکوع ۲۸ ویں آیت :-

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾

مسلمانوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا تو اللہ سے کچھ سروکار نہیں مگر (اس تدبیر سے) لامحالہ کسی طرح پر اُن (کی شرارت) سے بچنا چاہو (تو خیر) اور اللہ تم کو اپنے (جلال) سے ڈراتا ہے اور (آخر کار) اللہ ہی کی طرف جانا ہے ﴿۲۸﴾

تشریح :- اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مومنوں کو چاہیئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلم سے دوستی نہ گانٹھیں۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو سمجھ لے کہ اللہ سے اس کا کچھ بھی سروکار نہ رہا۔ ہاں اگر مدارات یا اشتراک عمل ہے تو ضرورتاً مضائقہ نہیں۔ اسی قسم کی آیت سورہ ممتحنہ میں حضرت حاطب بن بلتعہ جو کہ اہل بدر میں سے ہیں ان کے مخصوص واقعہ کے سلسلہ میں اُتری ہے جس میں صورتاً موالات تھی نہ کہ حقیقتاً بس

[لہ] جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو معلوم ہوا کہ مشرک کے حق میں استغفار نہ ہونا چاہیئے تو پھر وہ محتاط ہو گئے ابوداؤد و کتاب الجنائز میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کے لئے رب العالمین سے استغفار کی اجازت چاہی مگر اجازت نہ ملی۔ پھر زیارت قبر کی درخواست کی اس کی اجازت دے دی گئی۔

Marfat.com

عام مسلمان اسی سے سبق حاصل کریں۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا بیسواں رکوع ۱۳۹ ویں آیت :۔

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۖ زصلے	جن مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں (کیا)، وہ اُن (کافروں) کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں (یا درہے)، کہ سارا اعزاز اللہ کے قبضے میں ہے (تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ) ﴿۱۳۹﴾ تم پر اللہ تعالیٰ اپنے کتاب کے بذریعہ یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کے احکام سے انکار کیا جا رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے تو تم اُن کے پاس نہ بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں زصلے

پانچواں پارہ سورہ نساء کا اکیسواں رکوع ۱۴۴ ویں آیت :۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾	اے ایمان والو تم مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی حجت صریح قائم کرلو ﴿۱۴۴﴾ (حجت صریح یہی کہ ہم نے جب منع کردیا تھا تو پھر کیوں ایسا کیا)

دسواں پارہ سورہ توبہ کا تیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت :۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾	مسلمانو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو اُن کو (بھی اپنا) رفیق نہ بناؤ اور جو تم میں سے ایسے باپ بھائیوں کے ساتھ دوستی (کا برتاؤ) رکھے گا تو یہی لوگ (ہیں جو خدا کے نزدیک) نافرمان ہیں ﴿۲۳﴾

تشریح :۔ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ یا بھائی بند جو کفر نہ چھوڑیں اور اسلام نہ لائیں تو دوسروں کا کیا ذکر تم ان سے بھی کسی طرح کا تعلق نہ رکھو اور اگر کوئی شخص اپنے کافر عزیزوں سے رفاقت رکھے گا تو وہ شخص بھی گویا منکروں میں شمار ہو گا۔

Marfat.com

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا آٹھواں رکوع ۵۱ ویں آیت :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۱)

مسلمانو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ (لوگ تمہاری مخالفت میں باہم) ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے کوئی اِن کو دوست بنائے گا تو بیشک (وہ بھی) اِن ہی میں کا (ایک) ہے کیونکہ خدا (ایسے) ظالم لوگوں کو راہِ راست نہیں دیکھایا کرتا (۵۱)

تشریح :- مسلمانو! تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم دیکھو گے کہ یہ لوگ جب مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں تو ایک دوسرے کا دوست اور مددگار بن جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں قوم ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور جو مسلمان اِن میں سے کسی کو اپنا دوست بنائے گا تو آخرت میں ان کا حشر ان ہی لوگوں میں ہو گا۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا نواں رکوع ۵۷ ویں آیت :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۵۷)

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے (یعنی یہود و نصاریٰ) جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے اُن کو اور مشرکین کو (اپنا) دوست نہ بناؤ اور اگر تم (سچے) مسلمان ہو تو خدا سے ڈرتے رہو (۵۷)

تشریح :- ہنسی کھیل بنا رکھنے کا اشارہ دو قصوں کی طرف ہے۔ ایک یہ کہ جب مسلمان نماز شروع کرتے اور اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہتے تو یہود کہتے کہ یہ کھڑا ہونا نصیب نہ ہو اور جب رکوع و سجدہ کرتے دیکھتے تو ہنستے اور تمسخر کرتے۔ دوسرا قصہ یہ کہ مدینہ منورہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں سُنتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ تو وہ کہتا قَدْ حُرِّقَ الْكَاذِبُ یعنی جھوٹا جل جائے۔ ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اُس کے اہل و عیال سب کے سب سو رہے تھے کوئی خادم گھر میں آگ لے کر گیا اس میں سے ایک چنگاری گر پڑی اور مکان میں آگ لگ گئی وہ اور اُس کا گھر اور تمام گھر والے سب کے سب جل کر رہ گئے۔

اٹھارواں پارہ سورہ مومنون کا چھٹا رکوع ۱۱۵ ویں آیت :-

Marfat.com

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ﴿۱۱۶﴾

(لوگو) کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو (یوں ہی) بیکار پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم کو ہماری طرف پھر لوٹ کر آنا نہیں ﴿۱۱۵﴾ تو خدا (جو) بادشاہ برحق (ہے بے فائدہ کام کرنے سے بری اور) بالاتر ہے اس کے سوا کوئی (بھی) معبود نہیں (وہی) عرش بزرگ کا مالک ہے ﴿۱۱۶﴾

تشریح: تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں دُنیا میں یوں ہی بیکار بھیج رکھا ہے اور تم یہ بھی خیال کرتے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں۔ لیکن تم یہ نہیں سوچتے کہ اللہ جو تمام کائنات عالم کا بادشاہ حقیقی ہے وہ اِن عیبوں سے بہت بالاتر ہے کہ بے فائدہ اور بیکار کوئی کام کرے اور یوں ہی بیکار چیزوں کو پیدا کرتا چلا جائے اور اگر تمہارے اعمال کی کچھ پوچھ گچھ نہ ہو تو تمام کائنات کو پیدا کرنے کا کچھ مقصد ہی نہیں۔ ایسے بیکار کام کرنے سے وہ معبود مبرا ہے۔

تیئسواں (۲۳) پارہ سورہ ص کا تیسرا رکوع ۲۷ ویں آیت:۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

اور ہم نے آسمان و زمین کو اور جو چیزیں ان کے اندر موجود ہیں اُن کو بیکار نہیں پیدا کیا۔ یہ منکروں کا خیال ہے (کہ یہ تمام چیزیں بیکار اور خالی از حکمت ہیں) اور دوزخ (کی مصیبتوں پر غور کرنے) سے کافروں کے حال پر (بڑا ہی) افسوس ہے ﴿۲۷﴾ کیا جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل (بھی) کیئے اُن کو ہم اُن جیسا کر کے رکھیں گے جو ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو (جزا میں) اُن جیسا بنا دینگے جو (مستحق سزا) بدکردار ہیں؟ ﴿۲۸﴾

تشریح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر انسان کو دُنیا میں چند روز زندہ رہ کر مر جاتا ہے اور اس کے بعد اس کو اپنی دُنیاوی زندگی کا کچھ بھی حساب کتاب نہ دینا ہو تو پھر یہ تمام کارخانۂ قدرت بچوں کا کھیل بن کر رہ جاتا ہے اور زمین و آسمان اور اس کائنات کی پیدائش کا کوئی مقصد ہی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ کوئی چیز بے مقصد اور

Marfat.com

بے ضرورت پیدا نہیں کی گئی۔ منکروں کا یہ خیال ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا نہیں ہوں گے اور جزا سزا کوئی چیز نہیں اسی غلط گمانی کی بنا پر اُن کو دوزخ کی آگ میں سپرد کیا جائے گا۔ دُنیا میں کئی طرح کے لوگ موجود ہیں ان میں سے بعض وہ جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں اور بعض کفر اور شرک کرتے ہیں۔ اگر آخرت کا حساب کتاب کوئی چیز نہیں تو پھر نافرمان اور مفسد لوگ جو دُنیا میں فتنہ و فساد برپا کئے دُنیاوی عیش و عشرت کی مزیداریوں میں غرق رہیں وہ ایمان والوں نیک بخت لوگوں اور اللہ و رسول کے فرماں برداروں سے کہیں فائدے میں رہیں گے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ قانون عدل کے خلاف ہے۔ فرمایا انہی باتوں کو سمجھانے کے لئے ہم نے قرآن پاک کو نازل کیا تاکہ غفلت والے اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور نصیحت پکڑیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کیا ایمان والے اور مفسد بے ایمان لوگ یا نیک کار و بدکار دونوں ہم پلہ یا ہم رُتبہ ہوں گے یا دونوں کا انجام ایک سا ہوگا نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اور نہ عقل سلیم اس بات کو تسلیم کرسکتی ہے۔ آخر جب دُنیا میں اچھی بُری چیزوں کے خواص ہیں تو پھر اچھے بُرے اعمال کے خواص کیوں نہیں؟

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافاتِ عمل غافل مشو

پچیسواں پارہ سورہ الجاثیہ کا تیسرا رکوع ۲۲ ویں آیت:-

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو (کسی غرض اور) مصلحت سے پیدا کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ہر شخص کو اُس کے کیے کا بدلہ دیا جائے۔ (چنانچہ قیامت میں ایسا ہی ہوگا)، اور لوگوں پر (کسی طرح کا) ظلم نہیں کیا جائیگا ﴿۲۲﴾ (اے پیغمبر) بھلا تم نے اُس شخص (کے حال) پر بھی نظر کی جس نے اپنی خواہش (نفسانی) کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور علم ہوتے ہوئے اللہ نے اُس کو گمراہ کردیا۔ اور اُس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگادی ہے اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے تو خدا کے (گمراہ کئے) پیچھے اُس کو کون ہدایت دے سکتا ہے، کیا تم لوگ غور (و فکر)

Marfat.com

وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (۲۴) وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (۲۵) قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۲۶)

کو کام میں نہیں لاتے (۲۳) اور کہتے ہیں ہماری تو یہی دُنیا کی زندگی ہے اور بس کہ (یہیں) مرتے ہیں اور (یہیں) جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو (ایک وقت خاص تک زندہ رکھ کر) مار دیتا ہے اور ان کو اس کی کچھ تحقیق تو ہے نہیں یہ تو نرے اٹکل کے تکّے چلاتے ہیں (۲۴) اور جب اِن کو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو بس یہی کٹ حجتیاں کیا کرتے ہیں کہ (مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ اگر (اپنے دعویٰ قیامت میں) سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو (جِلا اٹھا کر ہمارے سامنے) لا موجود کرو (۲۵) (اے پیغمبر تم ان لوگوں سے) کہو کہ اللہ ہی تم کو زندہ رکھتا ہے پھر (وہی) تم کو مارتا ہے پھر (اسی طرح) قیامت کے دن جس (کے ہونے) میں کچھ بھی شبہ نہیں وہ تم کو (دوبارہ جِلا کر حساب کے لئے ایک جگہ) اکٹھا (بھی) کرے گا مگر اکثر لوگ (ان باتوں کو) نہیں سمجھتے (۲۶)

تشریح: فرمایا اگر نیک اور بد دونوں کے درجے برابر ہوں تو یہ آسمان و زمین کا انتظام جو حق اور انصاف پر کھڑا ہے درہم برہم ہو جائے۔ دوسری یہ کہ دُنیا کی زندگی کو ہم نے امتحان گاہ بنایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ نیک کو نیکی کا اور بد کو بدی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب قیامت برپا ہو اور وہاں ہر شخص کے نامۂ اعمال کو دیکھ کر نیک کو جزا اور بد کو سزا دی جائے۔ نیک و بد برابر ہو نہیں سکتا۔ نیک تو خدا کی مرضی پر چلتا ہے اور بد اپنی خواہشات پر چلتا ہے اور خواہشات ہی کو اپنا مقصود اور معبود بناتا ہے۔ اُس کے کان۔ دل اور آنکھیں حق کو سُننے سمجھنے اور دیکھنے سے بالکل بند ہوتی ہیں سو اللہ اس کی گمراہی دُور نہیں کرتا کیونکہ اس کو اپنی اِن بُرائی کو دور کرنے کی خود کوشش نہیں اس لئے اسے پڑا ہلاک و برباد ہونے چھوڑ دیتا ہے۔ بدکار لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے دُنیا کی زندگی ہی ہے اس کے بعد نہ جینا ہے نہ عذاب۔ مر گئے مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے

Marfat.com

اور بس ۔ پھر ہماری موت بھی کسی کے قبضے میں نہیں ۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے انسانی طاقتیں روز بروز کم ہوتی جاتی ہیں ۔ پھر ایک دن آتا ہے کہ وہ طاقت و قوّت جس کے سہارے انسان زندہ ہے ختم ہو جاتی ہے اور وہ مر کر رہ جاتا ہے فرمایا کہ یہ ان کی جہالت پن کی باتیں ہیں اور یہ حقیقت کو سمجھنے کے لئے عقل میں بالکل کورے ہیں ۔ اس کے برعکس ایک بندہ مومن نیک کار جانتا ہے کہ اس کی یہ دُنیاوی زندگی عارضی اور چند روزہ ہے جس کے متعلق وہ اتنا بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کس وقت ختم ہونے والی ہے ۔ پھر بدکار جب ہمارے احکام کو سُنتا ہے تو کج بحثیوں میں پڑ کر طرح طرح کی کٹ حجتیں بیٹھ کرنے لگتا ہے ۔ اس کے برعکس بندۂ مومن نشانات حق کو دیکھ کر اپنے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کر لیتا ہے اور احکام الٰہی کو سُن کر فوراً مصروف عمل ہو جاتا ہے تو پھر کس طرح اِن دونوں کو برابری کا درجہ دیا جا سکتا ہے ۔ اے پیغمبر تم اہل علم کو سمجھا دو کہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے وہی تمہیں موت دے گا اور وہی بالآخر قیامت کے دن جس کے آنے میں قطعاً کسی طرح کا شک و شُبہ نہیں تم سب کو ایک جگہ جمع کرے گا اور نیکوں کو نیکی کی جزا اور بدوں کو بدی کی سزا ضرور دے گا ۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶واں رکوع ۲۱۲ ویں آیت :۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾	جو لوگ (دین حق سے) منکر ہیں دُنیا کی زندگی اُن کو عمدہ دکھائی دیتی ہے اور مُسلمانوں کے ساتھ مذاق کرتے ہیں ۔ حالانکہ جو لوگ مومن پرہیز گار ہیں قیامت کے دن ان (کافروں) سے (کہیں) بڑھ چڑھ کر ہوں گے ۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دے ﴿۲۱۲﴾

تشریح :۔ منکرین اور مشرکین کے نظروں میں صرف دُنیا کی زندگی ہی سمائی ہوئی ہے ۔ کیونکہ وہ لوگ قیامت اور آنے والی زندگی کے سراسر مُنکر ہیں اور ایمان والوں کی موجودہ بے سروسامانی کو دیکھ کر ہنسی اُڑاتے ہیں کہ یہ لوگ اس نئے دین کو قبول کر کے اپنی حالتوں کو تباہ کر بیٹھے ہیں ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ مومن اور متقی

Marfat.com

اور ان منکروں اور مشرکوں کی نظروں میں تباہ کن دکھائی دیتے ہیں قیامت کے دن وہی ان منکروں کے مقابلے میں بلند پائے پر ہوں گے۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا ۲۰ واں رکوع ۱۹۶ ویں آیت:-

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾	کافروں کا ملکوں میں عیش و عشرت سے چلنا پھرنا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے ﴿۱۹۶﴾ یہ حقیر ساز و سامان ہیں پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے ﴿۱۹۷﴾

تشریح:- ان آیات میں خداوند تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ دیکھو کہیں منکروں اور مشرکوں کا عیش و عشرت سے دُنیا میں رہنا سہنا تمہیں مغالطہ میں نہ ڈالے اور تم یہ نہ سمجھو کہ یہ خیر کثیر۔ فراخی اور کشادگی باعث رحمت و رضائے الٰہی ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ دُنیاوی ساز و سامان اور مال و دولت ایک حقیر سی چیز ہیں جو آزمائش کے لئے دی جاتی ہیں اور جو لوگ اِن حقیر چیزوں میں مگن رہتے اور اُن کو اپنا مقصد اصلی بنا لیتے ہیں وہی لوگ آنے والی زندگی میں خسارہ میں رہیں گے۔ اے ایمان والو تم اِن حقیر چیزوں میں کہیں غرق ہو کر دین کھو نہ بیٹھو۔

اٹھارواں ۱۸ پارہ سورہ مومنون کا چوتھا رکوع ۵۵ ویں آیت:-

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾	کیا یہ لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال اور اولاد سے ان کی امداد کئے چلے جا رہے ہیں ﴿۵۵﴾ (اس کے یہ معنی ہیں کہ، اِن کو فائدہ پہونچانے میں ہم جلدی کر رہے ہیں (نہیں)، بلکہ (یہ لوگ اصل مطلب کو سمجھتے نہیں (کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے)، ﴿۵۶﴾

تشریح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! جن لوگوں کو دُنیاوی وُسعت، خوشحالی اور فراخی دی جاتی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے خدا راضی ہے جب ہی تو ہم پر اس قدر فضل ہو گیا۔ حالانکہ وہ بالکل بیوقوف ہیں اور حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ مال اور اولاد کا عطا ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش

Marfat.com

ہے جس کے وجہ سے ان کی عقبیٰ بھی بہتر ہو گی کیونکہ خدا کی رضامندی کا یہ معنی ہے کہ اُن کی دین و دُنیا میں فلاح اور بہتری ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو منکر بن۔ منافقین اور مشرکین وغیرہ جو دُنیا میں اولاد اور دولت سے مالا مال ہیں تمام کے تمام جنت میں داخل ہوں گے۔

پندرھواں ۱۵ پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع ۱۸ ویں آیت:-

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا (۱۸) وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (۱۹) كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا (۲۰)

جو شخص دُنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں (اور) جتنا چاہتے ہیں اسی (دنیا) میں سردست اس کو دے دیتے ہیں (مگر) پھر (آخر کار) ہم نے اُس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں وہ بُرے حالوں راندۂ درگاہِ خدا، ہو کر داخل ہو گا (۱۸) اور جو شخص طالبِ آخرت ہے اور جیسی کوشش کرنی چاہیئے ویسی اُس کے لئے کوشش (یعنی عمل صالح) بھی کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی محنت (کی خدا کے ہاں) قدر ہو گی (۱۹) (اے پیغمبر) وہ (دُنیا کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو ہم تمہارے پروردگار کی (یعنی اپنی) بخشش سے امداد دیتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش (عام ہے کسی پر) بند نہیں (۲۰)

تشریح:- فرماتا ہے جو لوگ اپنی نیکی کا بدلہ دُنیا میں چاہتے ہیں اُن کو دُنیا ہی میں دے دیئے جاتے ہیں مگر آخرت میں اُن کا کچھ حصّہ باقی نہیں رہتا اس لئے اُن کی جگہ دُوزخ ہو گی اور عقبیٰ میں نہایت ذلیل و خوار ہونا پڑے گا اور اگر کوئی دیندار اپنی اُخروی زندگی کو سنوارنا چاہے۔ اور اُس کے لئے عملی کوشش بھی کرے تو اُس کی کوشش یقیناً کارآمد ہو گی۔ اب رہا دُنیا کا معاملہ تو اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ ہم دونوں فریق کو یعنی جو دُنیا کا خواستگار ہو اُسے بھی اور جو عقبیٰ کا خواستگار ہو اس کو بھی مشروط طور پر عنایت کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ دُنیاوی عنایت کا دروازہ کسی پر بند نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعا مانگتے وقت اکثر اس طرح دُعا

Marfat.com

مانگا کرتے تھے (یا رحمٰن الدنیا ورحیم الاٰخرۃ) جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ دُنیا میں ہر شخص پر مہربان ہوتا ہے خواہ وہ فرماں بردار ہو یا نافرمان مگر آخرت کی مہربانی صرف اُن ہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کے فرماں بردار بندے ہوں۔

قرآن سے ناواقف طبقہ اکثر یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ آج غیر مُسلم کے پاس دولت بھی ہے اور حکومت بھی باوجودیکہ یہ لوگ نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قرآن کی تعلیم کے مطابق ان کا عمل ہی ہے۔ہاں یہ صحیح ہے کہ منکروں اور مشرکوں کا نہ عمل ہے نہ ایمان لیکن اللہ ربّ العٰلمین ہے وہ کو ربّ المسلمین نہیں ہے کہ دُنیاوی جاہ وجلال، مال ودولت اور حکومت صرف مُسلمانوں ہی کو دیدے خواہ مُسلمانوں کی اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور تجارتی اصول گندہ سے گندہ ہی کیوں نہ ہوں اور نظام مملکت خواہ کتنا ہی بے ایمانی، ظلم اور ناانصافی پر قائم کیوں نہ ہو۔قرآن پاک میں کھلے ہوئے الفاظ میں فرمایا ہے کہ دُنیاوی انعامات سب کے لئے یکساں ہیں۔ مگر آخرت کے انعامات صرف اُن لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو مومن ان کے طلبگار رہوں اور صحیح طور پر اس کے لئے کوشش بھی کریں۔ دُنیا کے انعامات چونکہ سب کے لئے یکساں ہیں اس لئے دُنیا کی طالبوں میں مقابلہ اور کھینچا تانی ہوگی جو طبقہ اس مقابلے میں زیادہ قابلیّت رکھے گا وہ زیادہ انعام کا مستحق ہوگا۔یہاں کسی کی شخصیت یا طرفداری کا معاملہ تو ہے نہیں۔میرے ناقص عقل میں چونکہ غیر مُسلم نے دُنیاوی ترقی کے لئے دو بڑے زبردست اصول استعمال کر رہے ہیں، ایک تو اخلاقی اور دوسرا تجارتی اصول اور مُسلمان اِن دونوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔اس لئے غیر مُسلم دُنیاوی ترقی کے میدان میں مُسلمانوں سے بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔اگر مُسلمان آج ہی قرآن کی تعلیمات پر عمل درآمد کریں اور اپنے اخلاق دُرست کرلیں تو ہمیں یقین کامل ہے کہ دُنیاوی معاملات میں وہ کسی ہمسایہ قوم سے پیچھے نہیں رہ سکتے۔مُسلمانوں نے جب تک انتظام مملکت کو خدا اور رسول کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق سنبھالا اور وہ حق وانصاف پر قائم رہے حکومت

Marfat.com

میں برابر ترقی کرتے رہے اور جب سے ان اصولوں کو چھوڑا برابر تنزلی آتی رہی [۱]

پچیسواں پارہ سورہ الشوریٰ کا تیسرا رکوع ۲۰ ویں آیت:-

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ
جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اُس کی کھیتی میں اُس کے لئے برکت دیں گے۔ اور جو دُنیا کی کھیتی کا طالب

---

[۱] آیت مذکورہ میں دو قیدوں ما نشا اور لمن نرید کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا داروں کو خاطر خواہ نہیں ملتا اور ہر ایک کو نہیں ملتا۔ حق تعالیٰ جو کچھ جتنا چاہتا ہے دیتا ہے اور پھر جس کے لئے چاہتا ہے اسکو دیتا ہے۔ بخلاف طالبان آخرت کے کہ ان کی سعی مشکور قابل قدر ہے۔ یعنی ان کے لئے کوئی ماپ تول نہیں ہے۔ ہر طالب آخرت کو ملے گا اور بے حد و بے شمار ملے گا۔ اور جو کہ مومنوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں وہ ملے گا سبحان اللہ یہ کس قدر نوازش ہے ؎

خود کہ یابد ایں چنیں بازار را — کہ بیک گُل می خرد گلزار را
نیم جاں بستاند و صد جاں دہد — آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کافروں کو حکومت و سلطنت اگر دیتا بھی ہے تو وہ "دائرہ لعنت" میں داخل فرما کر دیتا ہے اور اسکی مثال اُس مریض کی سی ہے جس کا پرہیز مایوسی کے بعد اٹھا دیا جاتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ سورہ انعام رکوع ۵ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے، اسکے برعکس مسلمانوں کو اگر دُنیاوی داد و دہش اور اعطاء سلطنت ہے تو وہ "دائرہ رحمت" میں داخل فرمانے کے بعد وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سورہ نور رکوع ۷۔ تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی) اور ان کی مثال ان شخصوں کی سی ہے جو بالکل صحیح المزاج اور توانا و تندرست ہوں اور کوئی پرہیز کھانے پینے کا ان کو نہ ہو اصحاب رسول اللہ صلعم اعتدال حقیقی، نوعی اور شخصی کے مالک تھے اس لئے ہر ملک ملکِ ما است کہ ملک خدائی ما است کا مظاہرہ انھوں نے فرمایا۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان ایک اور جماعت ہے جو نہ صحابہ کی طرح سلیم الفطرت ہے اور نہ کافروں کی طرح ممسوخ الفطرت بلکہ وہ مستور الفطرت ہے، زیر علاج ہے اور اسکے لئے پرہیز ہے۔ موجودہ مسلمان اسی تیسری جماعت میں داخل ہیں۔

Marfat.com

وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ﴿۲۰﴾

ہو تو ہم بقدر مناسب اُس کو دنیا دینگے (مگر) پھر آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ﴿۲۰﴾

تشریح:۔ اس آیت کا اشارہ مومنوں کی طرف ہے۔ فرمایا انسان کے لئے دو زندگیاں ہیں۔ ایک تو یہی دنیا کی زندگی اور دوسری آخرت کی زندگی جو قیامت کے بعد شروع ہو گی۔ جس طرح تم اس عارضی دنیا کے تمام آرام اور اس کی لوازمات طلب کرنے میں سرگرداں اور منہمک ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ اسی طرح آنے والی اُخروی زندگی کے بھی تمام آرام وراحت کا بندوبست کرو۔ وہ زندگی اس فانی زندگی کی نسبت زیادہ طولانی اور پائدار ہے۔ فرماتا ہے کہ ہمارے ہاں قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کوئی محض اس دُنیاوی زندگی کا سازوسامان تلاش کرتا ہے ہم اُس کو اُسی کا ساز و سامان دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عقبیٰ میں گھاٹے میں رہتا ہے۔ مگر جو مومن اُخروی زندگی کا سازوسامان حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ہم اس کو عقبیٰ کی زندگی کے لئے بے شمار اجر دیتے ہیں۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا پندرہواں رکوع ۱۴۴ ویں آیت:۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ

اور محمدؐ نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جائے گا تو خدا تعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور خدا تعالیٰ جلد ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو ﴿۱۴۴﴾ اور کوئی شخص بے حکم خدا مر نہیں سکتا (ہر ایک کی موت کا) وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور جو شخص دنیا میں اپنے کئے کا بدلہ چاہتا ہے ہم اُس کا بدلہ یہیں دیدیتے ہیں اور جو آخرت میں بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو وہاں دیں گے۔ اور جو لوگ (اسلام کی نعمت کا) شکر کرتے ہیں ہم اُن کو عنقریب جزائے (خیر)

Marfat.com

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ دینگے ﴿۱۴۵﴾

تشریح:۔ جب غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مُبارک شہید ہوا اور سر مُبارک زخمی ہوا تو اس وقت کسی دشمن نے پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے۔ اس خبر سے مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی کسی نے یہ تجویز کیا کہ اب کفّار سے امن لے لینا چاہیئے۔ بعض ہمت ہار کر بیٹھ رہے اور ہاتھ پاؤں چھوڑ دئے اور بعضے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعض منافق بولے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہی نہیں رہے تو پھر اپنا پہلا دین ہی کیوں نہ اختیار کر لیا جائے۔ بعض نے کہا کہ اگر نبی ہوتے تو قتل کیوں ہوتے اور بعض نے کہا کہ اگر آپ ہی نہ رہے تو ہم رہ کر کیا کرینگے جس پر آپنے جان دی اس پر ہم کو بھی جان دیدینا چاہیئے۔ اگر رسول اللہ قتل ہو گئے تو کیا ہوا اللہ تو قتل نہیں ہوا۔ اس پریشانی کے وقت اول آپ کو حضرت کعب بن مالکؓ نے دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ اے مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ صحیح سلامت ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے کہا گیا کہ پیغمبر اسلام خدا کے پیغمبر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ انھیں بھی ایک دن مرنا ہے اور دُنیا سے جانا ہے جس طرح اور پچھلے رسول دُنیا سے گزر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ دُنیا سے گزر گئے تو کیا تم حق پرستی کی راہ سے پھر جاؤ گے۔ اور تمہاری حق پرستی حق کیلئے نہیں بلکہ ایک خاص شخصیت کے لئے تھی؟ فرض کرو جنگ احد والی بات صحیح ہوتی تو پھر کیا اُن کی موت کے ساتھ ساتھ تمہاری خدا پرستی بھی ختم ہو جاتی؟ اگر تم حق کے لئے لڑ رہے تھے تو جس طرح وہ ان کی زندگی میں حق تھا اسی طرح ان کے موت کے بعد بھی حق ہے اور ہمیشہ حق رہے گا۔ اور یہ بات یاد رکھو کہ کوئی شخص بغیر حکم الٰہی مر نہیں سکتا ہر ایک کی موت کا وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور جو شخص دُنیا میں اپنے نیک اعمال کا بدلہ چاہتا ہے ہم اس کا بدلہ اسی دُنیا میں دیدیتے ہیں۔ اور جو آخرت میں بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو وہاں دیں گے اور جو لوگ اسلام کی نعمت کا شکر کرتے ہیں ہم اُن کو عنقریب جزائے خیر دینگے۔

بارہواں پارہ سورہ ہود کا دوسرا رکوع ۱۵ ویں آیت:۔

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا اور جو شخص اپنے اعمال خیر کے بدلے میں دنیاوی

Marfat.com

وَزِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

آرائش اور زینت چاہے تو ہم اس کو پورا پورا بدلہ دُنیا میں دیدیتے ہیں اور دُنیا میں گھاٹے میں نہیں رکھا جاتا ﴿۱۵﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آتشِ دوزخ کے اور کچھ نہیں۔ اور جو کچھ دُنیا میں کئے بھی تھے وہ گئے گزرے اور اُن کا کیا کرایا لغو ہوا ﴿۱۶﴾

تشریح:۔ فرمایا کہ جو شخص اپنے نیک اعمال کا بدلہ صرف دُنیا میں چاہتا ہے اور عاقبت کا خواہاں نہیں تو میں دُنیا ہی میں پورا پورا دے دیتا ہوں۔ اور ان کو کسی طرح نقصان میں نہیں رکھا جاتا مگر آخرت میں اُس کے لئے آتشِ دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں باقی رہتا۔

ستائیسواں پارہ سورہ الحدید کا تیسرا رکوع ۲۰ ویں آیت:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ﴿۲۰﴾

لوگو! جانے رہو کہ دُنیا کی زندگی (آخرت کے مقابلے میں صرف) کھیل اور تماشا اور ظاہری طمطراق اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کا خواستگار رہنا (بس یہی کچھ) ہے ﴿۲۰﴾

تشریح:۔ دُنیا کا مقصد صرف یہی ہے کہ بچپن میں کھیل کود کا شوق اور جوانی میں دُنیوی زیب وزینت حاصل کرنا اور بڑھاپے میں مال و دولت آل و اولاد کو گنوانا بس۔ اور یہ تمام مقاصد فنا ہونے والی اور محض خواب وخیال کے مانند ہے اس لئے دُنیا دھوکے کی ٹٹی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ دائمی زندگی کا سامان کرے اور ان فنا ہونے والی چیزوں میں نہ پھنسے۔

اٹھائیسواں پارہ سورہ منافقون کا دوسرا رکوع ۹ ویں آیت:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾

مسلمانو! تم کو تمہارے مال یا دالہی سے غافل نہ کرنے پائیں۔ اور نہ تمہاری اولاد جو ایسا کرے گا وہی لوگ (آخرکار) گھاٹے میں رہیں گے ﴿۹﴾

Marfat.com

۲۸ واں پارہ سورہ تغابن کا دوسرا رکوع ۱۵ ویں آیت :-

اِنَّمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۵﴾

تمہارے مال اور تمہاری اولاد (یہ) بڑا جنجال ہے اور اللہ کے ہاں (ان بکھیڑوں میں دین پر ثابت قدم رہنے والوں کے لئے) بڑا اجر ہے ﴿۱۵﴾

تشریح:- سنو تمہارے مال و دولت اور آل و اولاد کہیں تمہیں یاد الٰہی سے غافل نہ کر دیں اور تم دنیا داری ہی میں غرق ہو جاؤ اگر ایسا ہوا تو جان لو کہ آنے والی زندگی میں تم بہت گھاٹے میں ہو گے۔ مال و دولت اور آل اولاد تمہاری آزمائش کے لئے تمہیں دی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ تم ان فانی مگر دلچسپ اور دل فریب چیزوں کے پیچھے لگ کر خدا کو بھول جاتے ہو یا نہیں؟ اور کیا خدا کو ہر حال میں یاد رکھتے ہو؟ اور کیا مال کو صحیح مصرف میں استعمال کرتے ہو؟ اور اولاد سے جائز و مناسب محبت رکھتے ہو؟ ان معاملوں میں کمی بیشی دونوں تباہی کا سبب ہیں۔ اگر مال و دولت سے اتنی محبت کرنے لگو کہ اسے سوائے اپنی خواہشات نفسانی کے اور کسی جگہ خرچ ہی نہ کرو یا خدا اور رسول کے بتائے ہوئے مصارف کی بجائے ناجائز اور ناروا طریقوں پر خرچ کرتے رہو یا اس طرح بخل کرو کہ کسی کو ایک پیسہ بھی نہ دو تو یہ سب بُری ہوں گی۔ یا اگر مال و دولت سے ایسی نفرت کرنے لگو کہ اس کے حصول کے لئے کچھ کوشش ہی نہ کرو تو یہ بھی کچھ کم بُری بات نہیں۔ روپیہ نہ ہو تو جہاد فی سبیل اللہ کے اخراجات کہاں سے آئیں گے اور تمہاری تنگی اور بیماری وغیرہ کے دن کیسے کٹیں گے۔ اسی طرح اگر اولاد کی محبّت میں اس قدر منہمک رہو کہ خدا کو بھلا دو اور اُن کے واسطے روزی کمانے میں حلال و حرام کا امتیاز ہی نہ رکھو تو جہاں یہ بُری بات ہے وہاں یہ بھی بُری ہے کہ اولاد کی تعلیم و تربیت اور اُن کی پرورش و پرداخت میں پورا پورا حصہ نہ لو۔ اس لئے یہ ایک امتحان ہے اور بڑا سخت امتحان ہے۔ اِن چیزوں کا ہونا یا نہ ہونا دونوں امتحان میں داخل ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ان دو حالتوں میں سے تمہاری ایک حالت نہ ہو یعنی یا تو تم امیر ہو گے یا غریب پھر یا تو صاحب اولاد ہو گے یا بے اولاد۔ ممکن ہے دونوں چیزیں اکٹھی ہی حاصل ہو جائیں یا دونوں ہی نہ ہوں غرض کہ اس امتحان میں

Marfat.com

کامیاب ہونے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہدایت کے راستے پر چلو۔ خدا کے احکام مانو اور اُن پر عمل کرو حلال روزی کھاؤ اور کھلاؤ۔

سورہ بنی اسرائیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس سورہ میں ۱۱۱ آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں۔ اس سورہ شریف کا مضمون نہایت عجیب وغریب اور مسلمانوں کے لئے سرمایۂ عبرت ونصیحت ہے۔ شروع میں اُس شاندار واقعہ کا ذکر ہے جو معراج نبوی کے نام سے مشہور ہے اور یہ دراصل وہ عزت ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم سے قبل کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے حالات کا تذکرہ ہے۔ بنی اسرائیل کے لفظی معنی ہیں اسرائیل کے بیٹے۔ اسرائیل نام ہے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا۔ سُریانی زبان میں ایل کے معنی اللہ اور اسرا کے معنی بندہ تو اسرائیل کا عربی ترجمہ ہوا عبد اللہ اور بنی اسرائیل نسل یعقوب ٹھیرے۔

تیسرا پارہ سورہ آل عمران کے پانچویں رکوع میں حضرت مریم کے بعض اجمالی حالات اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش اور آپ کی کچھ تبلیغ حق اور مخالفین کی مخفی شرارتوں کا بیان ہے۔ اور یہ تمام ایسے واقعات ہیں کہ بغیر وحی کے کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ انجیل کی تحریف ہو چکی تھی اور اصل واقعات کی جگہ قصّے کہانیاں اور افسانے رائج تھے چنانچہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعے ان تمام واقعات کو ظاہر کر کے انھیں چیزوں کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کا نشان ٹھیرایا گیا جو کہ اصحاب بصیرت کے لئے بس تھا۔ چھٹا رکوع میں خدائے ذوالجلال کے ان وعدوں کا ذکر ہے جو ذات باری تعالیٰ کی طرف سے اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے کئے گئے تھے جب آپ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں پھنس گئے تھے اور جان کے بچاؤ کی کوئی صورت بظاہر نظر نہ آتی تھی۔ اور آپ بے ساختہ پکار اُٹھے تھے "متیٰ نصر اللہ"! کہاں ہے نصرت الٰہی اور یہ کب پہونچے گی اور حواریوں سے پوچھا تھا کہ "من انصاری الی اللہ" خدا کی راہ میں کون میرا مددگار ہے؟ بارگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اے عیسیٰ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں میں تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔ دشمن تمہارا بال تک بیکا نہ کر سکیگا اور جو الزامات اِن بد باطن لوگوں نے تم پر لگا رکھے ہیں اُن سب سے تمہیں پاک

Marfat.com

کردوں گا۔ نیز جو لوگ تمہاری تعلیم پر عمل کرینگے وہ تمہارے اُن دشمنوں یعنی قوم یہود پر تا قیامت غالب رہیں گے اور تمہیں اذیت دینے والوں کو دونوں جہان میں سخت ترین عذاب میں مبتلا کروں گا۔ پھر حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے متعلق خود عیسائیوں اور دوسرے فرقوں میں جو غلط سلط روایات چلی آرہی تھیں جن کی وجہ سے اُن کے اعمال وعقائد کفر کے درجے تک کو پہونچ چکے تھے۔ ان سب کو تفصیلی طور پر منسوخ کر کے فرمایا کہ عیسیٰ کی پیدائش تمہارے بڑے باوا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیدائش کی مانند ہے اُن کے کوئی ماں باپ نہ تھے صرف لفظ "کن" کہہ کر ہم نے انھیں پیدا کیا تھا۔ اسی طرح عیسیٰ کو بھی لفظ "کن" سے پیدا کیا ہے۔ تم کوئی دوسری بات مت سمجھو ورنہ خواہ مخواہ حضرت مریم پر کوئی تہمت لگا دو۔ اور نہ ہی کچھ تاویلیں تلاش کرو۔ بلکہ اس قدر سمجھ لو کہ ہم جو کچھ پیدا کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں اور اگر تمہارے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا اس طرح بغیر باپ کے پیدا ہونا محال ہے تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پیدائش میں تو اور زیادہ دشواریاں ہو سکتی ہیں مگر ہم نے ایک ہی طرح دونوں کو پیدا کیا ہے۔ ایک کو بغیر ماں باپ کے اور دوسرے کو بغیر باپ کے اس لئے پیدا کیا کہ تم میری قدرت کا کرشمہ دیکھو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! اگر اب بھی لوگوں کو اس بات پر یقین نہ آئے تو انھیں بددعا کرو اور جھوٹے پر خدا کی لعنت بھجواؤ۔ یقین جانو کہ واقعات یہی سچے ہیں جو بذریعہ وحی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ خدا کو ہر کام کی حکمت معلوم ہے اور ہر کام کی قدرت ہے۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾	یقین جانو یہی قصے سچے قصے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور اللہ بے شک غالب اور حکمت والا ہے ﴿٦٢﴾ آل عمران رکوع ۶

چھٹا پارہ سورہ نساء کا ۲۳ واں رکوع ۱۷۱ ویں آیت:-

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ	اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو (حد سے تجاوز) نہ کرو اور خدا کے نسبت حق بات کے سوا (ایک لفظ بھی) زبان سے نہ نکالو (حق بات تو اتنی ہی ہے کہ) مریم کے بیٹے

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ
اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ
اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ
لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

عیسیٰ مسیح بس اللہ کے (ایک) رسول ہیں اور خدا کا حکم جو
اُس نے مریم کی طرف کہلا بھیجا تھا (کہ بے شوہر حاملہ ہو جائیں
اور وہ ہوگئیں) اور (وہ ایک) رُوح تھی جو خاص، خدا
کی طرف سے (دُنیا میں آئی) تو اللہ اور اُس کے رسول
پر ایمان لاؤ اور (تین (خدا) مت کہو (اس سے، باز آؤ
(کہ یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ بس اللہ ہی اکیلا معبود
ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اُس کے کچھ اولاد ہوں
اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں
ہے اور اللہ (سب کا) کارساز بس ہے ﴿۱۷۱﴾

تشریح:۔ اہل کتاب کی ایک بہت بڑی گمراہی دین میں "غلو" ہے یعنی حقیقت و اعتدال سے متجاوز ہو کر بہت دور تک چلے جانا۔ اگر کسی کی محبّت و تعظیم پر آئے تو اتنی تعظیم کی کہ اُسے خدا کے درجہ تک پہونچا دیا اور اگر مخالفت پر آئے تو نہ صرف اس کی صداقت سے انکار کر دیا بلکہ غارت گری اور اُن کے قتل پر اُتر آئے۔ اگر زہد و عبادت کی راہ اختیار کی تو اتنی دُور تک چلے گئے کہ رہبانیت تک پہونچ گئے اور اگر دُنیا کے پیچھے پڑے تو اس میں اتنے غرق ہوئے کہ نیک و بد کی تمیز ہی اُٹھا دی۔ یہود و نصاریٰ اسی گمراہی کے شکار ہوئے۔ یہاں خطاب عیسائیوں سے ہے کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی محبت و تعظیم میں اس قدر غلو کیا کہ انھیں خدا کا بیٹا بنا دیا اور ایک خدا کی جگہ تین تین خداؤں کا اعتقاد پیدا کر لیا یعنی باپ۔ بیٹا اور رُوح القدس۔

چھٹا پارہ سورہ لنساء کا ۲۲ واں رکوع ۱۵۷ ویں آیت:۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ
عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ
وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ
شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ

اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے بھی (اُن کے دلوں پر مُہر لگا دی
گئی)، کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کے رسول
(ہونے کا دعویٰ کرتے) تھے قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ نہ
انھوں نے اُن کو قتل کیا اور نہ ہی ان کو سولی چڑھایا (واقع
میں وہ کسی اور کو سولی دے رہے تھے)، مگر ان کو ایسا

Marfat.com

بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

معلوم ہوا کہ ہم عیسیٰ کو سولی دے رہے ہیں) اور جو لوگ ان کے بابت اختلاف کرتے ہیں (اور سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ کو سولی دی گئی) تو اس معاملے میں (یہ لوگ ناحق کے) شک میں پڑے ہیں اور اُن کے پاس کوئی یقینی دلیل نہیں بجز اس کے کہ اٹکل کے پیچھے پڑے ہیں ہاں اس قدر یقینی بات ہے کہ اُن لوگوں نے اُن کو قتل نہیں کیا ﴿۱۵۷﴾ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ﴿۱۵۸﴾

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾

اور (جب قیامت کے قریب عیسیٰ دوبارہ دُنیا میں آئینگے تو) جتنے اہل کتاب ہیں ضرور اُن کے مرنے سے پہلے سب کے سب اُن پر (مسلمانوں کا سا) ایمان لائیں گے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان (منکرین) کے خلاف میں گواہی دینگے[1] صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت علیٰی علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئیں گے اُس وقت تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ اور اسلامی شریعت کے مطابق کارروائی کرینگے اور تمام دُنیا میں اسلامی شریعت قائم کردینگے اس کے بعد اُن کی وفات ہوگی ﴿۱۵۹﴾

آیت میں اسی مضمون کی طرف اشارہ[1] ہے

تشریح:۔ مذکورہ اِن آیات مبارکہ کا خطاب یہودیوں کے طرف ہے۔ اور اُن سے کہا گیا کہ خواہ مخواہ کا حجت کرنا تم لوگوں نے اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اور پھر سب سے

---

[1] قرآن مجید کی اس پیشگوئی کے مطابق حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول ناگزیر ہے اور وہ زندہ ہیں کیونکہ اب تک جملہ اہل کتاب ایمان نہیں لائے اور قبل موتہ کا مصداق پورا نہیں ہوا۔ اور اگر "موتہ" کی ضمیر خود اہل کتاب کی طرف راجع کی جائے تو پھر اسمیں اہل کتاب کی تخصیص اور ترجیحی سلوک غیر معقول ہے اور سیاق وسباق بھی زیادہ مؤید نہیں۔

Marfat.com

بڑا ظلم تم نے یہ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاکدامن عفت مآب والدہ پر بہتان تراشے۔ بعد ازاں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ ذلیل افواہیں پھیلائیں کہ ہم نے انھیں قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تم اُس جلیل القدر پیغمبر کو قتل کر سکے نہ ہی سولی دے سکے تھے۔ بلکہ حقیقت حال ہی تم پر اب تک نہ کھلی۔ اور اصلیت کا یقینی علم تم میں سے کسی کو بھی نہیں ہے۔ اِس طرح اے قوم یہود تم نے اور صدہا ظلم کئے اور ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کو توڑتے رہے اور راہِ راست سے بھٹکتے رہے۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا ۱۰واں رکوع ۷۲ویں آیت :۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (۷۲) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۷۳)	بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے جو مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح خود کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بیشک جو شخص کسی کو اللہ کا شریک بنائے تو اللہ کے طرف سے اُس پر جنّت حرام ہو چکی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۷۲) بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی خدا نہیں اور (خدا کے ہاتھ) جیسی جیسی باتیں یہ لوگ کہتے ہیں اگر ان سے باز نہیں آئے تو ان پر دردناک عذاب ہو گا (۷۳)
مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ	مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ ایک پیغمبر ہیں (اور بس) جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی ماں (مریم بھی خدا کی ایک) سچی ربندی تھیں (دوسرے آدمیوں کی طرح یہ) دونوں (ماں بیٹے)

Marfat.com

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم کس طرح ان کے لئے کھلی ہوئی دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ اُلٹے کدھر بہکے جا رہے ہیں ﴿۷۵﴾

تشریح:۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے۔ اے پیغمبران کو بتاؤ کہ اگر مسیح خود خدا ہوتا تو وہ لوگوں کو یہ نہ کہتا کہ تم اُس کی عبادت کرو جو تمہارا اور ہمارا رب ہے بلکہ وہ یہ کہتا کہ میری ہی عبادت کرو۔ اے پیغمبران لوگوں کو کہو کہ خدا کو تین میں کا ایک کہنے سے باز آئیں۔ اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ اے لوگو! مسیح ابن مریم رسولوں میں سے ایک رسول تھے خدا نہیں تھے۔ اور اُن کی ماں ایک راست باز نیک عورت تھی۔ اُن دونوں کو بھوک لگتی تھیں اور زندہ رہنے کے لئے محتاج غذا تھے۔ اگر وہ خدا ہوتے تو تمہاری دُنیاوی چیزیں نہ کھاتے نہ پیتے۔ لیکن یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ وہ تمہاری طرح کھاتے پیتے تھے اور تمہاری طرح رہتے سہتے تھے۔ وہ خدا کیوں کر ہوئے۔ خدا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو ان ضرورتوں سے بالکل بے نیاز ہو۔ دیکھو یہ بالکل سیدھی باتیں ہیں اِس لئے عبادت کے لائق خدا کے سوا اور کوئی نہیں تم لوگ اس شرک سے باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔

دسواں پارہ سورہ توبہ کا پانچواں رکوع ۳۰ ویں آیت :۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ

اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ نصاریٰ کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ اِن کے مُنہ کے بول ہیں یہ بھی اُن اگلے کافروں کی سی باتیں کرنے لگے اللہ اِن کو غارت کرے یہ کدھر کو بہکے چلے جا رہے ہیں ﴿۳۰﴾ انھوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں صوفیوں اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا کھڑا کیا حالانکہ (ہمارے ہاں سے) اِن کو صرف اسی قدر حکم تھا کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنھیں

Marfat.com

بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾	یہ لوگ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں (۳۱) (منکرین اور مخالفین) چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے پھونک مار (مار) کر اللہ کا نور (اسلام) کو بجھا دیں اور خدا کو منظور ہے کہ ہر طرح پر اپنے نور (کی روشنی) کو پورا کر کے رہے اگرچہ کافروں کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو (۳۲) اللہ وہ (ذات) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو سامان ہدایت (یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کو (یہ بات) ناگوار ہی کیوں نہ ہو (۳۳) مسلمانو! (اہل کتاب کے) اکثر عالم اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق (ناروا) طریقے سے کھاتے ہیں اور راہِ خدا سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے اور اس کو (مطلقاً) خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے پیغمبر) اُن کو (روز قیامت کے) عذاب دردناک کی خوشخبری سُنا دو (۳۴) جب کہ اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں (رکھ کر) تپایا جائیگا پھر اُس سے اُن کے ماتھے اور اُن کے کروٹیں اور اُن کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور اُن سے کہا جائیگا کہ) یہ ہے جو تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کیا تھا تو (آج) اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو (۳۵)

تشریح:۔ فرمایا کہ دیکھو یہود کے پاس بھی الہامی کتاب ہے اور نصاریٰ کے پاس بھی۔ وہ جانتے ہیں کہ خدا کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ اُس کی بیوی مگر اس کے باوجود بھی یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ باہمی ضد نے ان کو اس درجہ شرک میں مُبتلا کر دیا ہے۔ ان کے اعتقادات باطل اور بیہودہ ہو گئے ہیں۔ ان سے پہلے بھی گمراہ قومیں ایسی ہی لغو باتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ لوگ محض آپس میں ریس کرتے ہیں اور اسی وجہ سے

Marfat.com

اپنے دین و مذہب میں برباد ہوئے یہ تو ہے ان کے اعتقاد۔ اب ان کے اعمال کو دیکھو ان کے عوام خود مذہبی تعلیمات سے بالکل کورے ہوتے ہیں اور جو کچھ ان کے علماء اور مشائخ کہہ دیتے ہیں اس کو حکم الٰہی سمجھ کر ماننے لگتے ہیں۔ انھوں نے گویا اپنے علماء اور حضرت عیسیٰ کو خدا بنا رکھا ہے حالانکہ صاف لفظوں میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ علماء کی قدر و تعظیم بیشک ان لوگوں کے لئے ضروری تھیں مگر محض اس وقت تک جب تک وہ علماء اور مشائخ احکام الٰہی کو صحیح صحیح طور پر لوگوں تک پہونچاتے رہیں۔ اب جب کہ انھوں نے اپنے منصب کا غلط استعمال شروع کر دیا تو عوام کو بھی چاہیئے تھا کہ ان کی مطلق پرواہ نہ کرتے۔ ہمارے سابقین مشائخ اور صوفیوں کا قول ہے کہ ہمارے علماء میں سے جو کوئی بگڑ گیا وہ یہودی علماء کے مانند ہو گیا اور ہمارے مشائخوں میں سے جو کوئی بگڑا وہ عیسائی راہب کے مانند ہو گیا۔

سولھواں ۱۶ پارہ سورہ الکہف کا بارہواں رکوع ۱۱۰ ویں آیت :۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾	(اے پیغمبر اسلام تم) کہہ دو کہ میں بھی محض تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ (لوگو!) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو اس کو چاہیئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں (کسی کو بھی) شریک نہ کرے ﴿۱۱۰﴾

تشریح :۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام تم بھی اپنے متعلق صاف طور پر اعلان کر دو کہ میں بھی تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں لیکن اُس کا برگزیدہ ہونے کے سبب سے میرے پاس وحی آتی ہے۔ تم لوگ کسی مغالطے میں پڑ کر مجھے شریک خدا نہ ٹھہرا لینا کہ لگو میری ہی پرستش و عبادت کرنے۔ اِن کو سُنا دو کہ

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا — کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
میری حد سے رُتبہ نہ میرا بڑھانا — بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

Marfat.com

سب انسان ہیں واں جس طرح سر فگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی ایک اُس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم | نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم | کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اُس کا اور ایلچی بھی (حالی)

معبودِ حقیقی صرف خدائے یگانہ ہے۔ جو کوئی اُس معبودِ حقیقی کے سامنے سُرخرو ہو کر پیش ہونے کا خواہاں ہو اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے معبودِ حقیقی کے ساتھ کسی کو خواہ اُس کی ذات سے ہو یا صفات سے شریک نہ ٹھہرائے اور اس کے احکام پر پوری طرح عمل کرے۔

چھٹا پارہ سُورہ مائدہ کا ۱۱ واں رکوع ۸۲ ویں آیت:-

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

(اے پیغمبر!) مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے اعتبار سے یہود اور مشرکین کو تم اوروں سے بڑا سخت پاؤ گے اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو اپنے کو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ (مسلمانوں کی طرف نصاریٰ کا) یہ (میلان) اس سبب سے ہے کہ ان میں علماء اور مشائخ ہیں اور یہ کہ یہ لوگ تکبّر نہیں کرتے ﴿۸۲﴾

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ

اور جب (قرآن کو) سُنتے ہیں جو رہمارے اس) رسول (محمدؐ) پر نازل ہوا ہے تو اے مخاطب تو اُن کی آنکھوں کو دیکھتا ہے کہ ان سے آنسو جاری ہیں اس لئے کہ انھوں نے حق بات کو پہچان لیا ہے (قرآن کو سُنکر)

تشریح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! یہود و نصاریٰ اور مُشرکین میں سے تم دیکھو گے کہ نصاریٰ ہی اسلام سے زیادہ نزدیک ہیں اور دشمنی میں زیادہ

Marfat.com

سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔ نصاریٰ اسلام سے زیادہ قریب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ میں جو لوگ تارک الدنیا زاہد اور عالم ہیں اُن میں نخوت و تکبّر نہیں ہوتا۔ اور حضرت جعفرؓ نے جب "نیگوش" نجاشی (عیسائی) بادشاہ حبشہ کے سامنے سورہ مریم تلاوت کی تو اس پر رقّت طاری ہو گئی تھی اور اس کے دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے (تَرٰٓی اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ) کا اشارہ اسی کی طرف ہے (نیگوش یعنی نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا) نجاشی کے علاوہ خود عرب میں بھی عیسائیوں کی بڑی تعداد ایمان لے آئی۔ لیکن یہود کے جمود میں جنبش نہ ہوئی۔ وہ برابر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔

ساتواں پارہ سورہ مائدہ کا سولھواں رکوع ۱۱۶ ویں آیت :۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۱۱۶)	(قیامت کے) دن اللہ عیسیٰ سے پوچھے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تم نے لوگوں سے یہ بات کہی تھی کہ خدا کے علاوہ مجھ کو اور میری ماں کو (بھی) دو خدا مانو (عیسیٰ) عرض کرینگے کہ (اے پروردگار) تیری ذات پاک ہے۔ مجھ سے یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ میں (تیری شان میں) ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو میرا کہنا تجھ کو ضرور ہی معلوم ہوا ہو گا کیونکہ (تو) میرے دل (تک) کی بات جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا۔ غیب کی باتیں تو ہی خوب جانتا ہے (۱۱۶)

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا دسواں رکوع ۹۶ ویں آیت :۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۶) فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ	لوگوں (کی عبادت) کے لئے جو پہلا گھر ٹھہرایا گیا وہ یہی ہے جو (شہر) مکّہ میں ہے برکت والا اور دُنیا جہان کے لوگوں کے لئے (موجب) ہدایت (۹۶) اس میں (فضیلت کی) بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (ازاں جملہ) ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس گھر میں آ داخل ہوا

Marfat.com

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ
سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ
غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (۹۷) قُلْ يَا
أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ
بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ
عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ (۹۸)

امن میں آگیا۔ اور لوگوں پر فرض ہے کہ خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جس کو اُس تک پہونچنے کا مقدور ہو اور جو (مقدور رکھے پیچھے نعمت کی) ناشکری کرے (اور حج کو نہ جائے) تو اللہ دُنیا جہان سے بے نیاز ہے (۹۷)
(اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ اے اہل کتاب احکام الٰہی سے کیوں منکر ہوتے ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس کا شاہد حال ہے (۹۸)

تشریح :۔ مذکورہ بالا تین آیتوں میں یہود اور نصاریٰ کو خطاب کر کے کہا گیا ہے کہ تمہارا یہ کہنا کہ قدیمی عبادت گاہ بیت المقدس ہے سراسر غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے سب سے پہلے یعنی بیت المقدس سے بھی پہلے انسان کی عبادت گاہ مکہ معظمہ قائم کی تھی۔ بیت المقدس کے بانی تو حضرت سلیمان علیہ السّلام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام حضرت سلیمان علیہ السّلام سے قبل اس دُنیا میں تشریف لائے تھے

خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا — وہ دُنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
کہ اِس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدا کا — ازل میں مشیّت نے تھا جس کو تاکا

اور حضرت ابراہیم نے خود بھی وہیں ایک عرصہ تک عبادت کی۔ پھر اگر تم ابراہیمؑ کی اتباع کا دم بھرتے ہو تو خانہ کعبہ کو اپنا مرکز ہدایت اور جائے عبادت تصوّر کرو۔ دیکھو صداقت کے جو نشانات مکہ معظمہ کی عبادت گاہ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ اور کسی جگہ نہیں ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام جس جگہ خدا کی عبادت کرتے تھے وہ جگہ آج تک اسی طرح "مقام ابراہیم کے نام سے" قائم ہے اور دُنیا میں مشہور چلی آ رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ حدود حرم کے اندر جو شخص بھی آجائے وہ دشمن کے خوف سے ہر طرح مامون اور محفوظ رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ صرف اسی زیارت گاہ کی نسبت خدا کی طرف سے یہ احکام صادر ہوئے کہ تم اِس کی زیارت یعنی حج کے لیے دُنیا کے گوشہ گوشہ سے آؤ اگر تمہیں سفر کی استطاعت ہو۔ دیکھو دُنیا میں اور کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جس کے متعلق خدا نے حکم دیا ہو کہ اس کی زیارت کرنا

Marfat.com

ضروری (فرض) کیا۔ اس قدر نشانات تمہارے لئے کافی نہیں؟ پھر بھی تم کہتے ہو کہ بیت المقدس سب سے پرانی عبادت گاہ ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقر کا سترہواں رکوع ۱۴۵ ویں آیت:-

وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ ج

اور (اے پیغمبر) جن لوگوں کو کتاب (تورات اور انجیل) دی گئی ہے (یعنی یہود اور نصاریٰ) اگر تم (دنیا جہان کے) سارے دلیلیں اُن کے پاس لے آؤ تو بھی وہ (لوگ) تمہارے قبلے (یعنی بیت اللہ) کی پیروی نہ کریں (حالانکہ تم نے مدینہ میں کچھ عرصہ ان کی تالیف قلب میں بیت المقدس کو قبلہ بنایا)

سورۃ الفیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیتیں ہیں:-

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ① اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ② وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ③ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ④ فَجَعَلَهُمْ

(اے پیغمبر) کیا تم نے (اس بات پر) غور نہیں کی کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا (برتاؤ) کیا ① کیا اُس نے اُن کے (تمام) داؤ غلط نہیں کر دیے ② اور اُن پر جھُنڈ کے جھُنڈ پرندے بھیجے ③ جو اُن پر کنکر کی پتھریاں (اوپر سے) پھینکتے تھے ④ یہاں تک کہ ان کو کھائی ہوئی بھُس کی طرح (تباہ)

لہ تاریخ ازرقی اور تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر اُترنے کے بعد باری تعالیٰ سے درخواست کی کہ بیت المعمور کی طرح دنیا میں بھی ایک عبادت گاہ ہونی چاہیئے چنانچہ حسب حکم الٰہی حضرت جبرئیل امین نے خانہ کعبہ کی اس جگہ کو اپنے پر سے مَس کیا اور بنا رکھی۔ خلا ہی خلا ہو گیا بعد ازاں دیگر فرشتوں نے پانچ پہاڑوں۔ کوہ جودی، کوہ لبنان، کوہ حرا، کوہ زیتا، کوہ سینا کے پتھروں سے اس خلا کو پُر کیا۔ پھر بیت المعمور کو جو کہ خانہ کعبہ کے محاذ میں ہے اس بنا پر رکھ دیا گیا۔ طوفان نوح تک اسی طرح یہ معبد رہا۔ طوفان کے وقت بیت المعمور کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا تا آنکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل نے مل کر اس کی بُنیادوں کو اُٹھایا اور تعمیر کی جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ

Marfat.com

كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ﴿۵﴾ کر دیا ﴿۵﴾

تشریح:۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً پچاس روز قبل یہ عام الفیل کا واقعہ پیش آیا تھا جس میں ابرہۃ الاشرم عیسائی ہاتھیوں کے قطار کے ساتھ خانۂ کعبہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

یہ سورہ اس واقعہ کے تقریباً پینتالیس سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور غالباً اس وقت متعدد لوگ اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہوں گے۔ اور ایسے تو ہزاروں ہوں گے جنہوں نے دیکھنے والوں سے براہ راست اور بلاواسطہ اس واقعہ کو سُنا ہوگا۔ کفارِ عرب ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے کے درپے رہتے تھے۔ اگر اس واقعہ کے بیان میں ذرا بھی غلطی ہوتی یا جھوٹ شامل ہوتا تو وہ اس کی علانیہ تردید کرتے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے اس واقعہ کی سچائی میں کوئی شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ یمن میں ابرہۃ الاشرم نامی ایک عیسائی گورنر تھا جس کو اپنی روز افزوں ترقی پر بڑا ناز وفخر تھا۔ اُس نے یہ سوچا کہ تمام عرب کا مرکزِ اجتماع بجائے مکّہ معظمہ کے صنعا قرار دیا جائے جو اس کا صدر مقام تھا۔ اس مقصد کے بنا پر اُس نے صنعا میں ایک بڑا عظیم الشان گرجا بنایا اور تمام اردگرد کے ملکوں کو دعوت دی کہ وہ لوگ صنعا میں آئیں اور آکر اس جگہ خدا کی عبادت کریں مگر خانۂ کعبہ کو چھوڑ کر جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام بلکہ آدم علیہ السلام کے وقت سے مرکز خلق اللہ چلا آتا تھا۔ کوئی بھی صنعا کے گرجے کی طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ اہل عرب نے اس گرجے کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اِس لئے ابرہہ نے جھنجلا کر خانۂ کعبہ کو ڈھا دینے کا تہیہ کرلیا۔ اور اس نے ایک ایسا لشکر مرتب کیا جس میں ہاتھی بھی تھے۔ تاکہ عربوں کے دلوں پر رعب چھا جائے اور وہ مقابلے کی تاب نہ لاسکیں غرضکہ یہ لشکر جرار بڑے آب وتاب سے مکّہ معظمہ کے پہاڑیوں میں خیمہ زن ہو کر لڑائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ لیکن خدا کو کب منظور تھا کہ یادگار ابراہیمی یعنی خانۂ کعبہ برباد ہوجائے۔ بلکہ خدا کو اِس گھر کا قائم رکھنا اس لئے منظور تھا کہ اپنے آنے والے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے امت کے لئے مطابق دعاء خلیلی مرکز ہدایت اور عبادت گاہ بنا رہے۔ اس لئے اپنے قدرت کاملہ سے ایک

Marfat.com

ادنا سا پرندہ ابابیل کے ذریعہ سے اُس لشکرِ جرار اور ہاتھیوں کے ایک بڑے حصّے کو برباد کر دیا۔ کچھ لوگ بچے کھچے صنعا کو بھاگ گئے۔ ابرہہ بھی زخمی ہو چکا تھا وہ صنعا پہونچکر مر گیا۔ الغرض خداوند کارساز نے تاریخی یادگار اور پُرانے عبادت گاہ کو اس طرح برباد ہونے سے بچالیا جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ اور ظاہر فرمایا کہ شعار الٰہی کی توہین کرنے والے کا یہ حشر ہوتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو

گیارہواں پارہ سورہ توبہ کا تیرہواں رکوع ۱۰۷ اویں آیت :-

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

(اور ایک قسم کے منافق وہ بھی ہیں، جنھوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑی کی کہ (مسلمانوں کو) نقصان پہونچائیں اور (خدا اور رسول کے ساتھ) کفر کریں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں اور اُن لوگوں کو پناہ دیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پہلے لڑ چکے ہیں اور (پوچھا جائے گا تو) قسمیں کھانے لگیں کہ ہم نے تو بھلائی کے سوا اور کسی قسم کا ارادہ کیا نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ ضرور جھوٹے ہیں ﴿۱۰۷﴾ (سوائے پیغمبر) تم اُس (مسجد) میں کبھی (جاکر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ ہاں وہ مسجد جس کی بُنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی! اس کا البتہ حق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو کر امامت کیا کرو کیونکہ، اُس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند (بھی) فرماتا ہے ﴿۱۰۸﴾

تشریح :- ان آیات کا اشارہ ایک تاریخی واقعہ کی طرف ہے۔ مدینہ منورہ کے ایک مشہور قبیلہ بنو خزرج میں ایک شخص ابو عامر راہب تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت سے پہلے عیسائی ہو گیا تھا۔ جب حضور نے نبوّت کا اعلان کیا تو ابو عامر آپ کے خلاف ہو گیا۔ اور مسلمانوں کے خلاف کئی لڑائیوں میں اُس نے حصہ لیا۔

Marfat.com

جنگ حنین کی فیصلہ کن لڑائی کے بعد وہ ابو عامر ملک شام کی طرف بھاگا اور وہاں سے خط و کتابت کے بذریعہ مدینہ کے چند مشہور منافقوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور ان سے کہا کہ تم لوگ اپنا ایک مرکز بنا لو تاکہ جب میں رومی سپاہ کے کچھ افراد کے ساتھ مدینہ کے محاذِ جنگ کو دیکھنے کے لئے آؤں تو وہاں ٹھہر سکوں اور تم لوگ بھی ہمیں مدد دے سکو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس مشورہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسجد قبا کے قریب ہی ایک مسجد بنائی اور رسول اللہ سے درخواست کی کہ آپ اس مسجد کا افتتاح کریں۔ حضور اس وقت جنگ تبوک پر تشریف لے جا رہے تھے۔ فرمایا کہ وہاں سے واپسی پر افتتاح کروں گا۔ اس مسجد کی تعمیر سے منافقوں اور منکروں کی یہ غرض تھی کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کر کے ان کے متفقہ مرکز سے جو قبا میں قائم ہو چکا تھا تنظیم کو توڑ دیں تاکہ جب اس عظیم الشان جماعت کے اندر باہمی پھوٹ پڑ جائے تو وہ آسانی سے مسلمانوں پر چوٹ لگا سکیں۔ دوسری یہ کہ اپنے حمایتوں اور ہم خیال منافق اور منکروں کے لئے ایک ایسا اڈہ بنا لیں جہاں سے دھوکا اور فریب کا جال بچھا کر صحابہ کرام کی جماعت کو برابر کے لئے کمزور اور کھوکھلا بنا سکیں۔ تیسری غرض یہ تھی کہ رسول اللہ کے قائم کئے ہوئے مرکز کی اہمیت کو نقصان پہونچایا جائے۔ پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ تبوک سے واپس آئیں تو انھوں نے پھر درخواست کیں کہ مسجد کا افتتاح کیا جائے۔ آپ جانے والے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر ان کا سارا فریب کھول کر رکھدیا۔ چنانچہ آپ نے مسجد کو فوراً گرا کر زمین کے ساتھ ملا دینے کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔ کیونکہ اس مسجد کے قیام سے مسلمانوں کو اور ان کے مرکز کو اور ان کی تنظیم کو اور خود اسلام کو سخت تکلیف اور نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ تکلیف اور نقصان کو عربی زبان میں ضرر کہتے ہیں اس لئے یہ "مسجد ضرار" کے نام سے مشہور ہے۔ فرمایا کہ وہ منافق جنھوں نے مسجد ضرار تعمیر کی ہے۔ اگرچہ قسمیں کھا کھا کر تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اس تعمیر سے ان کا مقصد محض اسلامی خدمت ہے۔ مگر اے پیغمبر تم ہرگز یقین مت کرو کیونکہ یہ سراسر جھوٹے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ مومنوں کے درمیان جھگڑے فساد برپا ہوں اور دشمنان اسلام کی گھات کے لئے ایک مرکز قائم ہو جائے۔ تم اس مسجد میں قدم تک نہ رکھو۔

Marfat.com

مسجد درحقیقت وہی مسجد ہے جس کی بنیاد روز اول سے تقویٰ وطہارت کی بنا پر پڑی ہو۔ چنانچہ تم دیکھ لو کہ جو لوگ اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں وہ سب ظاہر و باطن کی پاکیزگی کے شیدائی ہیں اور اللہ بھی ایسے ہی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جن کے دل بھی پاک ہوں اور لباس بھی۔

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا چودہواں رکوع ۱۱۴ ویں آیت:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کا نام لئے جانے کو منع کرے اور ان کے بربادی کا درپے رہے۔ یہ لوگ خود اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر ڈرتے (ڈرتے)، ان کے لئے دُنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی، بڑا بھاری) عذاب ہے (لفظ مساجد میں مکّہ کی مسجد۔ مدینہ کی مسجد۔ بیت المقدس کی مسجد اور دُنیا کی تمام مسجدیں آگئیں) ﴿۱۱۴﴾

تشریح:۔ خداوند تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے پیغمبر! اس شخص سے بڑھ کر دنیا میں اور کون بڑا ظالم ہو سکتا ہے جو لوگوں کو اللہ کا نام لینے اور اس کا دھیان لگانے کے مخصوص مقامات سے روکے۔ اور ایسی جگہوں کی بربادی میں خواہ وہ کسی صورت پر ہو کوشش کرے۔

بیت المقدس کو جب رومیوں نے فتح کیا تھا تو مسجد اقصیٰ کو بُری طرح خراب و برباد کیا تھا حالانکہ ان کو چاہیئے تھا کہ وہاں ڈرتے ڈرتے داخل ہوتے برخلاف اس کے کہ وہ لوگ ایک متمردانہ اور فاتحانہ انداز سے نعرہ لگاتے ہوئے وہاں داخل ہوئے اور مسجد اقصیٰ کو توڑ پھوڑ ڈالا تھا علیٰ ہذا القیاس جو لوگ خدا کی عبادت گاہوں کو ویران و برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو صرف دُنیا ہی میں ذلیل و خوار نہیں کیا جاتا بلکہ ان کو اپنے آخری ٹھکانے میں بھی سخت عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا نواں رکوع ۷۸ ویں آیت:۔

Marfat.com

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡهُوۡدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾	آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے رہنے تک نمازیں ادا کیا کرو (ظہر، عصر، مغرب اور عشا، یہ چار وقتی نمازیں آگئیں)، اور فجر کی بھی نماز پڑھو۔ بیشک فجر کی نماز کا پڑھنا (فرشتوں کی) حاضری کا وقت ہے ﴿۷۸﴾ اور کچھ رات رہے نماز تہجد بھی پڑھو کہ وہ تمہارے لئے (فرض سے) زائد ہے۔ امید ہے کہ تمہارا رب تم کو مقام محمود میں جگہ دے ﴿۷۹﴾

تشریح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر سورج ڈھلنے کے بعد سے لے کر رات کے اندھیرے رہنے تک معینہ وقتوں پر نماز ادا کیا کرو۔ ان اوقات میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء چار نمازیں فرض ہوگئیں۔ اور پھر صبح کے وقت بھی نماز پڑھو یہ پنجگانہ فرائض ہوئے۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کچھ رات رہے تک نماز تہجد بھی ادا کرنا چاہیئے۔ بطور نفل۔ ان کی ادائگی بہت سے اجر ثواب کا موجب ہوگی۔ اس نماز کی برکت سے تم کو مقام محمود عطا ہوگا جہاں کھڑے ہوکر تم گنہگاروں کی شفاعت کرسکو گے۔ ان الفاظ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خداوند کریم نے نماز کو سب سے بڑی عبادت قرار دی ہے اور اس کے وسیلے سے انسان ہر اس بلندی پر پہونچ سکتا ہے جہاں تک ایک انسان کی رسائی ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کو معراج المومنین کہا گیا ہے۔ نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کے اندر سب سے جو عمدہ بات پیدا کرنا چاہتا ہے وہ باطن کی پاکی اور نیت کی سچائی ہے۔ مقام محمود کے لفظی معنی تو مقام پسندیدہ کے ہیں لیکن حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مقام محمود وہ ہے جس کا وعدہ پیغمبر صلوٰۃ والسّلام سے ہے اور وہ مرتبہ شفاعتِ کبریٰ ہے جو بحکم خدا پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم عام شفاعت کرینگے۔

۲۸ واں پارہ سورہ جمعہ کا دوسرا رکوع ۹ ویں آیت:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا	مسلمانو! جب جمعے کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو یاد الٰہی (یعنی نماز) کی طرف لپکو اور (اس وقت بیچنا (تجارت) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے

Marfat.com

الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَاۨ انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱﴾	بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو ﴿۹﴾ پھر جب نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے کہ) اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ اور (جہاں رہو) کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۱۰﴾ اور (اے پیغمبر) جب یہ لوگ سودا (بکتا) یا تماشا (ہوتا) دیکھیں (تمہارے پاس سے) چھٹک کر اسی طرف کو چل دوڑیں اور تمہیں (خطبہ پڑھتے) کھڑا کا کھڑا چھوڑ جائیں (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دو کہ جو (ثواب عبادت) اللہ کے ہاں ہے (وہ) تماشے اور سودے سے بہت بہتر ہے اور اللہ (سب) روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے ﴿۱۱﴾

تشریح:۔ سنو! اللہ حکم دیتا ہے کہ جب نماز جمعہ کی اذان دی جائے تو تم تمام کاروبار کو ملتوی کر کے اللہ کی عبادت کے لئے حاضر ہو جاؤ اور لپک کر جمعہ کے نماز میں شریک ہو۔ یہ نہیں کہ نماز میں کاہلی اور سستی ہو۔ اگر تم اس کی حقیقت سمجھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ بات تمہارے لئے بہت ہی مفید ہے۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ اور تلاشِ روزی میں مشغول ہو جاؤ ایسا کبھی نہ کرو کہ جمعہ کے اذان سننے کے بعد بھی تم اپنے تجارت اور خرید فروخت میں لگے رہو۔ پیغمبر صلوٰۃ والسّلام کے زمانہ میں ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ملک شام کا قافلہ تجارت کا غلہ لے کر آیا اور اس نے قاعدے کے مطابق لوگوں کے خبر کرنے کے لئے نقارہ بجا دیا۔ جو لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے تھے کچھ ہانڈے کی سیر دیکھنے کے لئے اور کچھ خرید فروخت کے لئے کھسک گئے صرف بارہ[۱] آدمی باقی مسجد نبوی میں رہ گئے تھے اس پر یہ عتاب نازل ہوا وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً الخ

---

[۱] مراسیل ابوداؤد میں ہے کہ ابتداءً خطبہ جمعہ بھی بعد نماز ہوتا تھا مگر اس کی اہمیت کے پیش نظر کر سب سنیں اول کر دیا گیا۔ سامعین نے جب کہ نماز جمعہ ہو ہی جاتی تھی غالباً خطبہ کی اہمیت نہ جانیں۔ ابتدائے زمانہ کا یہ طرز عیدین کے خطبہ میں آج کل بھی ہے بلکہ نماز جمعہ کے بعد سنتیں تک اکثر نہیں پڑھتے۔

Marfat.com

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا پانچواں رکوع ۴۳ ویں آیت۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ — اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور جو لوگ (ہمارے حضور میں بوقت ادائے نماز) جھکتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو ﴿۴۳﴾

تشریح:۔ جھکنے والوں کے شامل جھکو یعنی نماز باجماعت پڑھو۔ نماز باجماعت کے حکم میں بہت سے فوائد ہیں۔ ازاں جملہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بڑائی کی گھمنڈ کم ہوگی۔ زکوٰۃ سے محبت مال گھٹے گی اور نماز سے طبیعت میں انکساری آئے گی۔

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا پانچواں رکوع ۴۵ ویں آیت:۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ — اور (مصیبت کی برداشت کے لئے) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ نماز شاق ہے مگر اُن پر نہیں جو خاکسار ہیں ﴿۴۵﴾ (اور) جو یہ خیال (پیش نظر) رکھتے ہیں کہ وہ (آخر کار) اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ﴿۴۶﴾

تشریح:۔ اور جب مصیبت و تکلیف پیش آئے تو صبر اور نماز سے اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ صبر اور نماز دو بڑی روحانی قوتیں ہیں جن سے اصلاح نفس اور انقلاب حال میں مدد لی جا سکتی ہے۔ یعنی خدا کی طرف رجوع ہو کر مدد لینا چاہیئے مگر نماز ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی راحت طلب طبیعت پر بہت ہی کٹھن گزرتا ہے۔ البتہ خدا ترس انسانوں کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں جو خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اُس کے رعب سے لرزتے اور ڈرتے ہیں۔ اُس کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے ہر وقت اور ہر لحظہ خشوع اور خضوع کے ساتھ حاضر رہتے ہیں اور انھیں یہ یقین ہے کہ ایک دن اُسی کے حضور میں حاضر ہونا ہے اگر یہاں اُس سے لو نہ لگایا اور اُس کا دل سے دم نہ بھرا تو روز جزا میں کیا مُنہ دکھائیں گے ایسے لوگوں پر یہ عمل کٹھن نہیں ہوتا ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع ۱۵۳ ویں آیت:۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا — مسلمانو! (تم کو کسی طرح مشکل پیش آئے تو اس کے

Marfat.com

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾	مقابلے کے لئے، صبر اور نماز سے مدد لو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ﴿۱۵۳﴾ (نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر و فکر سے رُوح کو تقویت ملتی ہے جس شخص یا جس جماعت میں یہ دو قوتیں پیدا ہو جائیں گی وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتی[لہ])

چودھواں پارہ سورہ نحل کا ۱۶ واں رکوع ۱۲۶ ویں آیت:-

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	اور اگر تم (کسی سے) بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی لو جتنا کہ تمہارے ساتھ سلوک کیا گیا ہو۔ اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے ﴿۱۲۶﴾

تیرہواں پارہ سورہ رعد کا تیسرا رکوع ۲۲ ویں آیت:-

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾	اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے پروردگار کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے (دُنیاوی تکلیفوں پر) صبر کیا اور نمازیں پڑھیں اور ہم نے جو ان کو رزق دیا تھا اُس میں سے چپکے (چپکے) اور ظاہر (ظہور خدا کی راہ میں) خرچ کیا اور بُرائی کے مقابلے میں (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کی دنیا کا انجام (بخیر) ہے ﴿۲۲﴾ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ (آپ بھی) جائیں گے اور اُن کے بڑوں اور اُن کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو نیک کار ہوں گے (سب اُن کے ساتھ جائیں گے) اور اجنت کے ہر) دروازے سے فرشتے ان کے پاس

لہ معلوم ہو کہ اس دُنیا "دار المصائب" میں مصیبت کا علاج اس کو انگیز کرنا ہے نہ کہ اس سے گریز کرنا۔ ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت کا آنا لابدی ہے۔ بنا بریں قوت برداشت پیدا کرنا اصل علاج ہے۔

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتے ہیں رنج — مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

Marfat.com

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

آ آکر (۲۳) اُن سے سلام علیک کرینگے (اور کہیں گے کہ دنیا میں) جو تم صبر کرتے رہے ہو اسی کا صلہ ہے سو (ماشاء اللہ) تمہارا (کیسا) اچھا انجام ہوا (۲۴)

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۱۹واں رکوع ۱۵۵ ویں آیت :-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۶﴾ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿۱۵۷﴾

اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (ارضی) کی کمی سے آزمائیں گے اور (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو (خوشنودیِ خدا اور کشائش کی) خوش خبری سُنا دو (۱۵۵) لوگ جب ان پر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں (ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں تو وہ ہم کو ہمارے صبر کا اجر دیگا (۱۵۶) یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے پروردگار کی عنایت اور رحمت ہے اور یہی راہِ راست پر ہیں (۱۵۷)

تشریح :- اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ محبوبِ حقیقی کی راہ میں محبت کا دم بھرنے والوں متوکل اور ثابت قدم رہنے والوں کا ہم پہ اس طرح امتحان لیں گے کہ کھرے کھوٹے میں امتیاز ہوجائے۔ ایمان کے دعویٰ داروں کو بھوکا پیاسا رکھیں گے اور اُن کے جان و مال کا نقصان بھی کرینگے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اُن کی زندگی راہِ مولا میں قربان ہوجائے۔ تو اے لوگو! یہ نہ سمجھو کہ ان کی محنتیں اکارت گئیں۔ بلکہ وہ اپنی روحانیت سے کام لیتے رہیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ صرف ایثار و قربانی اور تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کرنے والوں کو ہی دینی و دُنیوی مقاصد میں کامیاب سمجھا جاتا ہے اور وہی لوگ انعاماتِ الٰہی کے مستحق ہوا کرتے ہیں جو ہر حال میں صبر کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دسواں پارہ سورہ توبہ کا گیارہواں رکوع ۸۴ ویں آیت :-

وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا

اور (اے نبی!) ان (منافقوں) میں سے کوئی مرجائے تو تم اُس کے جنازہ پر ہرگز نماز مت پڑھو۔ اور اس کی

Marfat.com

تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾	قبر پر کھڑے بھی مت ہو۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے انکار کر دیا ہے۔ اور حالتِ انکار ہی میں مرے ہیں ﴿۸۴﴾

تشریح :- سورہ توبہ کا نواں رکوع ۸۴ ویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقوں اور منکروں کے بارے میں ہماری وعید ہے کہ وہ جہنّم میں جائیں گے۔ یہاں اس آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے پیغمبر اگر منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو تم اس کے جنازہ کی نماز تک نہ پڑھو اور اُس کے قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لئے دُعائے مغفرت بھی نہ مانگو کیونکہ میرے یہاں اُن کی مغفرت اس لئے نہیں ہے کہ وہ فاسق و کافر مرے ہیں اور اُن لوگوں سے دوزخ کی آگ کا قرارداد ہو چکا ہے کہ یہ لوگ اُس دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے ساتھ کسی طرح کی رعایت بھی نہ کی جائے گی۔

یہاں لفظ (لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اس کی قبر پر کھڑے مت ہو) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر کسی متوفی کے لئے مغفرت کی دُعا مانگنا ناروا نہیں اگر سرے سے ناجائز یا ناروا حرکت تھی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کلیۃً قبروں پر کھڑے ہونے سے منع فرما دیا ہوتا یہاں بالخصوص منافقوں کے قبر پر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے۔ اس لئے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ مومنین کے قبروں پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ جن بھائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی قبرگاہ پر کھڑے ہو کر متوفی کے مغفرت کے لئے دعا مانگنا یا فاتحہ پڑھنا ناروا و ناجائز ہے۔ یہاں اس آیت سے اُن کے عقیدہ کا بُطلان ملتا ہے۔

تیسرا پارہ سورہ آلِ عمران کا دوسرا رکوع ۱۹ ویں آیت :-

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾	دینِ (حق)، تو خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے۔ اور اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) نے جو (دینِ حق سے) مخالفت کی تو (حق بات) معلوم ہونے کے بعد (کی اور) آپس کے ضد سے (کی) اور جو شخص خدا کی آیتوں سے منکر ہو تو اللہ کو (اس سے) حساب لیتے (اور اُس کو نافرمانی کی سزا دیتے) کچھ دیر نہیں لگتی ﴿۱۹﴾

تشریح :- ہماری دینی روش جس کا نام اسلام ہے اس روز سے انسان کا

Marfat.com

دین چلا آ رہا ہے جب سے انسان پیدا کیا گیا ہے اور تمام انبیاء کرام صرف اسی ایک ہی دین کی تعلیم دیتے چلے آئے ہیں۔ باقی رہا یہود ونصاریٰ اور دوسری امتوں کے باہمی اختلاف۔ سو یاد رکھو کہ وہ اختلافات نہ خدا کے طرف سے تھے اور نہ نبیوں کی تعلیمات تھیں اور نہ اُن پر نازل کردہ کتابوں سے پیدا ہوئے۔ بلکہ وہ اُن اُمتوں کے بعض لوگوں کی باہمی ضد اور عناد کا نتیجہ تھا جس کا اثر اُن کے تمام افراد پر پڑا۔ دیکھو اے اُمتِ محمدی تم بھی کہیں بھولے سے ایسی غلطی میں نہ پڑو بلکہ ہمیشہ یہی اعلان کرو کہ "ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں اور صرف ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو ہماری طرح اُس کے فرمانبردار بندے ہیں" اگر تم یہودی ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ عیسائی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر کسی اور گروہ سے تعلق رکھتے ہو تو بھی کوئی ڈر نہیں۔ آؤ سب مل کر اللہ کے فرماں بردار بن جائیں۔ فرماں برداری کیا ہے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اگلے انبیاء کرام کی طرح اُسے روزِ روشن کی مانند عیاں کر دیا ہے۔ اور قرآن میں اس کا پورا پورا بیان ہے۔ لہذا آؤ سب مل کر فرماں برداری کے طریقے سیکھیں۔ اور قرآن کی تعلیم کو اپنا اصلی مقصد بنائیں۔ کیونکہ اور کوئی تعلیم زمانے کے دست برد سے بچ نہ سکی۔ مسلمانو! جو لوگ اس طریق کار پر عمل کرینگے وہی راہِ ہدایت پر ہوں گے اور آخرت میں من مانی مُرادیں پائیں گے اور جو لوگ اس طریق کار سے انکار کریں گے وہی لوگ عذاب الٰہی کے مستوجب ہوں گے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا چونتیسواں ۳۴ رکوع ۲۵۶ ویں آیت :-

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۖ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾	دین میں زبردستی (کا کچھ کام) نہیں۔ گمراہی سے ہدایت (الگ) ظاہر ہو چکی ہے تو جو جھوٹے معبودوں کو نہ مانے اور اللہ (ہی) پر ایمان لائے تو اُس نے مضبوط رسّی پکڑ رکھی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں (اور اس کا بیڑا پار ہے) اور اللہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے ﴿۲۵۶﴾

تشریح :- اس آیت میں خدا کھلے لفظوں میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ دین میں زبردستی نہیں اور لوگ ہیں کہ ناحق اسلام پر تہمت لگاتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر

Marfat.com

پھیلایا گیا۔ اگر کسی بادشاہ نے دین کو ملک گیری کا حیلہ بنا کر ایسا کیا بھی ہو تو دین اور مذہب پر کیا الزام۔ جو کوئی خوش اعتقادی اور اپنی مرضی سے اللہ پر ایمان لے آئے اُسی کا بیڑا پار ہے۔ کیونکہ دین کی راہ دل کے اعتقاد اور یقین کی راہ ہے اور اعتقاد دعوت و موعظت سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ جبر و تشدد سے۔

۲۶ واں پارہ سورہ الحجرات کا دوسرا رکوع ۱۶ ویں آیت :-

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

(اے پیغمبر) ان لوگوں سے کہو کہ کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو؟ حالانکہ جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ (تو سب ہی کچھ) جانتا ہے اور اللہ ہر چیز (کے حال) سے واقف ہے ﴿۱۶﴾ (اے پیغمبر یہ لوگ) تم پر اپنے اسلام لانے کا احسان رکھتے ہیں تم (ان سے) کہہ دو کہ مجھ پر اپنے اسلام (لانے) کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا رستہ دکھایا بشرطیکہ تم (دعویٰ اسلام میں) سچے ہو ﴿۱۷﴾

تشریح :- وہ لوگ جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے اکثر مسلمانوں کو یہ جتاتے پھرتے ہیں کہ ہم اسلام کے دائرہ میں آتے ہیں ہم کو یہ دو اور وہ دو یا ہم سے فلاں رعایت کرو وغیرہ وغیرہ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسلام لائے ہو تو احسان کس پر کئے ہو. تم اِس کا شکر نہیں کرتے کہ خدا نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق دی۔ لوگوں کو جتانے سے کیا فائدہ۔ جاؤ خدا کا شکر بجا لاؤ کماؤ کھاؤ اور خدا کی راہ میں اپنی کمائی میں سے کچھ خیرات کرو۔ اور اگر مانگنا ہے تو اس سے مانگو جو زمین اور آسمان کا مالک ہے ؎

منّت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی — منت شناس زو کہ بخدمت بداشتت

بادشاہ پر یہ احسان نہ رکھو کہ تم اسکی خدمت کرتے ہو — بلکہ تم پر اس کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت پر رکھا ہے

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۳ واں رکوع ۱۸۳ ویں آیت :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم (بہت سے

Marfat.com

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۳﴾	گناہوں سے) بچو ﴿۱۸۳﴾ (وہ بھی، گنتی کے چند روز (ہیں)،
اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ كَانَ	اس پر بھی جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں رہو، تو
مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ	دوسرے دنوں سے گنتی (پوری کر دے) اور جن (بیماروں
فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى	اور مسافروں) کو کھانا دینے کا مقدور ہے اُن پر (ایک
الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ	روزے کا) بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے اس پر
طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ	بھی جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے تو یہ اس
خَيۡرًا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنۡ	کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا (ہر
تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ	حال، تمہارے حق میں بہتر ہے ﴿۱۸۴﴾ رمضان وہ مبارک
تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهۡرُ رَمَضَانَ	مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا جس میں لوگوں
الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ	کے لئے رہنمائی اور ہدایت کی روشن دلیلیں ہیں اور (حق
هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ	کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے۔ پس تم میں سے جو بھی
الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ	یہ مبارک مہینہ پائے اُس میں روزے رکھے۔ اور جو
شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَـصُمۡهُ ؕ	بیمار ہو یا سفر میں ہو (جس کے وجہ سے روزے نہ
وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ	رکھ سکا) وہ اتنے ہی دن بعد میں روزے رکھ کر
فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيۡدُ	(گنتی) پورے کر لیں۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا
اللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ	ہے وہ تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا (اور یہ
بِكُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ	رعایت بھی اسی لئے ہے) کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ	کی بڑائی کرو (اور ان رعایتوں پر) اس کا احسان
وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾	مانو ﴿۱۸۵﴾

تشریح:۔ ان آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ جب سے دُنیا قائم ہے تمام اُمتوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا رہا ہے اسی قاعدہ کلیہ کے ماتحت یہود کو بھی حکم دیا گیا تھا مگر وہ روزہ کے فلسفے کو بھول گئے محض رسمی طور پر دیکھا دیکھی اور شریعت کے احکام میں کمی بیشی کرتے ہوئے اس فریضہ کو ادا کرنے لگے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ روزے فرض کرنے سے اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو کھانا پینا ترک کرکے ہمہ تن پرہیز گار بننے اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنے کی مشق کرنی چاہیئے کیونکہ جہاں جسم کو توانا اور تندرست

Marfat.com

رکھنا ضروری ہے وہاں رُوح کو بھی پژمردہ اور مُردہ ہونے سے بچانا لازمی ہے یہاں اُمت محمدی کو مخاطب کرنے سے یہ غرض ہے کہ یہود اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قابل التفات نہیں رہے۔ اس واسطے تمہیں ان کے موجودہ دین اور ان کی موجودہ روش پر قطعاً توجہ نہ کرنا چاہیئے۔ روزہ کی اصل یہ ہے کہ انسان چند روز خدا کی یاد میں غرق ہے کھانا پینا ترک کردے۔ دن کو مطلق کچھ نہ کھائے شام وسحر صرف اس قدر غذا کا استعمال کرے جو اُس کے زندہ رہنے کے لئے کافی ہو۔ مگر جو لوگ پہلے ہی سے بیماری کی مصیبتوں میں مُبتلا ہیں اور کچھ زیادہ مشقت برداشت کرنے کی تاب وطاقت نہ رکھتے ہوں انھیں زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔ نیز وہ لوگ جو سفر کی مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور تکان وکمزوری سے چکنا چور ہیں۔ ہر روز نیا سفر درپیش ہے اور خورونوش وراحت وچین کی سہولت کا ان کے لئے کوئی سامان نہیں وہ بھی روزہ نہ رکھیں ہاں بعد میں قضا پوری کرلیں۔ دوسری آسانیاں یہ تھیں کہ بیمار اور مُسافر کو اجازت تھی کہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں بعد کو قضا رکھ لیں اور اگر یہ مریض اور مُسافر مقدور والے ہوں تو قضا بھی نہ رکھیں بلکہ روزہ پیچھے ایک محتاج کا پیٹ بھر دیں مگر بعد کو یہ حکم منسوخ ہوگیا البتہ جو شخص بہت زیادہ ناطاقت ہو اور روزہ رکھنے کے قطعی ناقابل ہو تو ایسے شخص کے لئے یہ حکم اب بھی ہے۔ ہاں اگر انسان قضا روزہ رکھے اور شوق سے غریب اور مسکین کو کھانا بھی کھلائے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہے اور اس کے لئے بہتری کا باعث ہے کیونکہ روزے کے بدلے روزے ہوئے اور فضیلت رمضان جو فوت ہوگئی تھی اس کی تلافی کے لئے محتاج کا پیٹ بھر دیا گیا۔

پھر بتایا کہ یوں نہ سمجھو کہ انسان کے روزے سے خدا کی ذات کو کوئی نفع پہونچتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روزہ انسان ہی کو انسان کامل بناتا ہے جب کہ حقیقی معنی میں انسان روزہ رکھے۔

یہاں ۱۸۵ آیت میں یہ بتایا کہ مختلف اُمتوں کو مختلف اوقات میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر مُسلمانو! تم اپنے روزے ماہ رمضان میں رکھا کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے ایک مُبارک مہینہ ہے۔ دیکھو قرآن جس میں لوگوں کے لئے رہنمائی کے قوانین سیدھے سادھے احکام اور حق وباطل میں تمیز کرنے کے اصول بتائے گئے ہیں وہ اسی

Marfat.com

ماہِ مُبارک میں نازل کیا گیا۔ پس اگر اس مہینے میں تم نے روزہ رکھ لیا تو برکت حاصل کر لی اور قرآن کریم کی سالگرہ بھی منا لی۔ اسی طرح قرآن تاریخی پہلو سے زندہ رہے گا اور روزہ کے طفیل سے تمہاری رُوحانی تربیت بھی ہو گی۔ اس لئے تم اس ماہِ مُبارک میں روزے رکھا کرو۔ ہاں تم میں سے جو مریض ہوں وہ روزے نہ رکھیں اور اسی طرح مسافروں کو بھی تکلیف نہیں دی جاتی۔ بیمار کو تندرستی حاصل ہونے کے بعد اور مسافر اپنے قیام گاہ پر پہونچنے کے بعد اسی قدر روزے رکھ کر اس رعایت کے ملنے میں خدا کا شکر بجا لائیں۔ تمہیں تنگ کرنا اور پریشانی میں ڈالنا خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔ سنو روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کرنے کا نام نہیں بلکہ تمہیں تمام خواہشات نفسانی کو بالکل ترک کر دینا چاہیئے اور ہمہ تن یادِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۶ واں رکوع ۲۶۱ ویں آیت:-

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾	جو لوگ اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی (خیرات کی) مثال اُس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوئیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ برکت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ (بڑی) گنجائش والا (اور ہر ایک چیز کے حال سے) واقف ہے ﴿۲۶۱﴾
اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾	جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کئے پیچھے (کسی طرح کا) احسان نہیں جتاتے اور نہ (لینے والے کو کسی طرح کی) تکلیف دیتے ہیں ان کو (اُن کے دئے) کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ملے گا (آخرت میں)، نہ تو اُن پر (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ (کسی طرح پر) آزردہ خاطر ہوں گے ﴿۲۶۲﴾
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ	نرمی سے جواب دیدینا اور (سائل کے اصرار سے) درگزر کرنا اُس خیرات سے بہت بہتر ہے جس کے

Marfat.com

اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾	(دے) پیچھے (سائل کو کسی طرح کی) ایذا ہو اور اللہ بے نیاز (اور) بردبار ہے ﴿۲۶۳﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾	مسلمانو! اپنی خیرات کو احسان جتانے اور (سائل کو) تکلیف دینے سے اس شخص کی طرح اکارت مت کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتا تو اس کی (خیرات کی) مثال چٹان کی سی ہے کہ اس پر کچھ تھوڑی سی مٹی (پڑی) ہے۔ پھر اس پر برسا زور کا مینہ اور اس کو سپاٹ کر (کے بہہ بہا) گیا جو کچھ انھوں نے کمایا اس پر وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں فرماتا ﴿۲۶۴﴾

تشریح:۔ یہاں سخاوت کے فضائل کو وضاحت سے بیان کرنے کے بعد کچھ خفیف سا اشارہ یہودیوں کی طرف ہے۔ فرمایا دیکھو تم اُن کے نقش قدم پر نہ چلنا یہود خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملے میں بڑے بخیل واقع ہوئے تھے جس کے سبب سے اُن کی روحانیت فنا ہو چکی اور وہ انسانیت کا جوہر کھو چکے۔ تم اُن کی طرح مال و متاع کی محبّت میں نہ پھنسنا بلکہ تمہیں خوب کمانا اور دل کھول کر نیک کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے۔ مال و دولت کماؤ اور قوم و ملّت کی بہبودی اور پائداری پر خرچ کرو۔ زندگی کا یہی راز ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ خلوص دل سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص نے زمین میں ایک دانہ بویا اور سات سَو دانے حاصل کئے بلکہ بعض مرتبہ اُس سے بھی کئی گنا زیادہ مل جاتا ہے۔ مگر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اُسی صورت میں فائدہ ہوتا ہے جب اُس میں کسی طرح کی ریاکاری کا شائبہ نہ ہو اور نہ بعد میں کسی طرح کا احسان جتایا جائے۔ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کا تمام کیا کرایا اکارت جاتا ہے۔ خدا کو روپئے پیسے کی ضرورت نہیں بلکہ تمہاری

Marfat.com

خلوص نیّت کی ضرورت ہے۔ دیکھو اگر تم صرف اللہ کو خوش کرنے اور اپنی روح کو دُکھ درد سے بچانے کے خیال سے اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تمہارے اعمال اس سدا باغ بہار کی طرح ہوں گے جو کبھی خشک نہ ہو۔ اس کے برعکس اگر ریاکاری ایذا دہی اور نفس پرستی کے خیال سے خرچ کرو گے تو ہمیشہ گھاٹے میں رہو گے اور کوئی نفع نہ ہوگا۔

تیسرا پارہ سورہ لبقرہ کا ۳۷ واں رکوع ۲۶۷ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۲۶۷﴾

مسلمانو! اپنی حلال کمائی اور ان (حلال) چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے واسطے زمین سے نکالی ہیں تو (ہماری راہ میں) خرچ کرو۔ ناقص چیزیں دینے کا ارادہ بھی نہ کرو (غضب ہے) کہ تم (ہماری راہ میں) ایسی ردّی چیز خرچ کرو حالانکہ (وہی چیز کوئی تم کو دینی چاہے تو) تم اس کو (کبھی خوش دلی سے) نہ لو مگر یہ کہ (دیدہ دانستہ) اُس (کے لینے) میں چشم پوشی کرو اور یہ جانے رہو کہ اللہ بے نیاز (اور) سزاوار (حمد (وثنا) ہے ﴿۲۶۷﴾

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۶۸﴾

شیطان تمہیں تنگدستی سے ڈراتا ہے اور بُرے کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور اللہ اپنی طرف سے (گناہوں کی) معافی اور برکت کا تم سے وعدہ فرماتا ہے اور اللہ (بڑی) گنجائش والا (اور سب کے حال سے) واقف ہے ﴿۲۶۸﴾

إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۷۱﴾

(لوگو!) اگر خیرات ظاہری طور سے دو تو وہ بھی اچھا (کہ اس سے خیرات کے علاوہ دوسروں کو بھی ترغیب ہوتی ہے) اور اگر اس کو چھپاؤ اور حاجتمندوں کو دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے (کیونکہ اس میں شہرت اور نمود کا دخل نہیں ہوتا) اور (ایسا دینا) تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ﴿۲۷۱﴾

Marfat.com

تشریح: چھتیسواں ۳۶ رکوع میں صدقہ وسخاوت کی فضیلت بتا کر ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی تھی اور ریا کاری کی خیرات یا صدقہ کے بُرے نتائج سے خبردار کر کے محض خلوص دل سے غریبوں اور مسکینوں کی امداد کرنے کی تلقین کی گئی تھیں۔ اس رکوع کے اِن آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کی راہ میں صرف عمدہ اور وہی چیز دینی چاہیئے جو چیز تم خود اپنے لئے پسند کرو۔ ایسا نہ کرو کہ جو چیز نکمی اور بیکار ہو اسے خیرات کے نام سے محتاجوں کو دیدو اور سمجھو کہ اس طرح تم نے ثواب کما لیا۔ اللہ کی راہ میں وہی چیز دینی چاہیئے جو انسان کو خود اپنے لئے پسند ہو۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں ہم مپسند یعنی جو چیز تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے دوسروں کے لئے بھی مت پسند کرو۔ خیرات کے وقت ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھا کرو۔

قوم کی امداد میں خرچ کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے سے انسان غریب نہیں ہو جاتا صدقہ اور خیرات کرنے سے خود اپنی ذات اور دوسروں کو فائدہ پہونچتا ہے نہ کہ خدا کا اس میں ذاتی فائدہ ہے اور نہ ہی رسول کا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے۔ اب اگر تم پوچھو کہ اللہ کے نام پر کیا دینا چاہیئے تو اس میں تم پر کسی طرح کی خاص پابندی عائد نہیں کی جاتی۔ تمہیں اپنے حلال کمائی میں سے اور اپنی زمین کے پیداوار میں سے جو کچھ بھی میسر آئے دے سکتے ہو مگر اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ خدا کے نام پر نکمی اور ردی چیزیں نہ دیا کرو بھلا خداوند تعالیٰ تمہاری اس قسم کی چیزوں کو کیوں قبول کرنے لگا ہے جبکہ تمہیں کوئی ایسی ردّی چیز دے تو تم اس کو قبول نہیں کرتے بلکہ ناراض ہو جاتے ہو۔ خدا بھی اسی طرح نکمی چیزوں کی سخاوت پر کوئی اجر نہیں دیتا۔ اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اگر تم اپنی حلال کمائی میں سے ہماری راہ میں غربا کی امداد یا اسلامی فوج کی مدد (جو صرف تحفظ اور اشاعت اسلام کی نگرانی کے لئے رکھی گئی ہو) یا قومی کام کی معاونت کے واسطے خرچ کرو گے تو ہرگز یہ نہ سمجھو کہ تم غریب ہو جاؤ گے بلکہ اس طریق کار سے تمہاری کمائی میں برکت ہوگی۔ قوم کی دھاک بندھے گی۔ اسلامی حکومت کی بُنیاد مضبوط ہوگی۔ دشمنانِ اسلام مقابلے کی جرأت نہ کریں گے اور تمہاری افراد خوش حال اور مطمئن ہو کر بہتر سے بہتر کام کرنے کے قابل ہوں گے۔ سنو یہ ضروری نہیں کہ صدقہ پوشیدہ طور ہی سے دیا جائے اور

Marfat.com

نہ یہ کہ لوگوں کو دکھا کر دیا جائے بلکہ مناسب حال اور جو صورت بہتر ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے ہاں اتنی بات ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ ریا کاری نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف انہیں مسلمانوں کو دو جو تمہیں مستحق نظر آئیں اور خود کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور مسکین ہوں۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا دسواں رکوع ۹۱ ویں آیت:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۱﴾

جب تک (خدا کی راہ میں) اُن چیزوں میں سے نہ خرچ کرو گے جو تم کو عزیز ہیں نیکی (کے درجے) کو ہرگز نہ پہنچ سکو گے اور کوئی سی چیز بھی خرچ کرو اللہ اس کو جانتا ہے ﴿۹۱﴾

تشریح:۔ یاد رکھو کہ تم نیکی کا درجہ کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم میں یہ بات پیدا نہ ہو جائے کہ مال و دولت میں سے جو کچھ محبوب رکھتے ہو اسے راہ حق میں خرچ کرو۔ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اللہ کے علم سے چھپا نہیں ہے یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ وہ چیز جو تم راہ مولا میں دیتے ہو وہ تمہیں محبوب ہے یا نہیں۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع ۲۱۵ ویں آیت:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

(اے پیغمبر!) تم سے (لوگ) پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں تو (ان کو) سمجھا دو کہ (خیر خیرات کے طور پر) جو مال بھی خرچ کرو تو وہ (تمہارے) ماں باپ کا حق ہے (ماں باپ کو زکوٰۃ اور دوسرے صدقات واجبہ دینا درست نہیں۔ یہاں اس آیت میں نفلی خیرات کا بیان ہے) اور قریبی رشتہ داروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا اور مسافروں کا جو کچھ بھی نیک کام کرو گے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اس پر ثواب دے گا) مصارف خیرات کی تو تشریح فرما دی اور مقدار کی نسبت لوگوں کی ہمت پر چھوڑ دیا کہ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔

سورۂ الاعراف میں تمام مشہور انبیائے کرام کے حالات اور واقعات اور اُن کی تعلیمات کا نچوڑ پیش کیا گیا۔ اور پیغمبر اسلام کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ جس طرح اگلے

Marfat.com

انبیاء اور اُن کے ہدایت پر چلنے والوں کو اذیتیں پہونچائی گئیں اسی طرح اے محمد تمہیں اور تمہارے اتباع کرنے والوں کو بھی پہونچائیں گے۔ اور دشمنان اسلام و مخالفین ہرگز یہ نہ چاہیں گے کہ ہر طرف تمہارے خدا کا دین پھیل جائے۔ اس لئے سورۂ انفال میں ان تمام مشکلات کا حل بتایا گیا ہے جو دشمنانِ اسلام اور مخالفین کی طرف سے مسلمانوں کو پیش آنے والی تھیں۔ اور مسلمانوں کو ایک ایسا کارگر عمل بتایا گیا کہ جب تک وہ اس پر قائم رہیں گے دُنیا کی کوئی بھی طاقت اُن کے مقابلہ کا حوصلہ نہ کر سکے گی۔ اس سے قبل سورۂ آل عمران میں مسلمانوں سے خطاب ہو چکا ہے۔ کُنتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ یعنی لوگوں کی رہنمائی کے لئے جس قدر اُمتیں پیدا ہوئیں اُن میں تم (مسلمان) سب سے بہتر ہو کہ اچھے (کام کرنے) کو کہتے ہو اور بُرے (کاموں) سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ مگر کیا ہم مسلمان خَیۡرَ اُمَّۃٍ کے بنا پر اپنے اپنے فرائض کو پورا کرتے ہیں؟ افسوس ہم ایسے ایسے گندے کاموں میں مُبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ۔ ہم غیروں کو بُرائی سے کیا روکیں گے اور کیا ہدایت کریں گے جبکہ ہم خود ہی گمراہی اور سیاہ کاری میں مُبتلا ہیں۔

یہ جان لو کہ قرآن نے جنگ کا قدم نہیں اٹھایا اور نہ وہ داعی امن ہو کر کبھی اٹھا سکتا تھا لیکن جب دین الٰہی کی اشاعت کرتے کرتے سردار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چودہ سال گذر گئے اور مخالفین کی ریشہ دوانیاں روز بروز بڑھتی چلی جارہی تھیں کیونکہ اسلام سے دشمنوں کی مخالفت نہ کسی مُلک گیری کی بنا پر تھی نہ کسی خاص فرد یا جماعت سے تھی۔ بلکہ صرف اس بنا پر تھی کہ لوگ اپنے پچھلے عقائد چھوڑ کر کیوں نئے اعتقاد قبول کر رہے ہیں یعنی محض اختلاف عقائد کی بنا پر دشمن اسلامی جماعت کو نیست و نابود کر دینا چاہتی تھیں۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ دیکھو اگر بحیثیت قوم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنی مدافعت کرو اور جب دشمن مقابلے پر آئے تو ایسے ڈٹ کر لڑو کہ دشمن کی تمام طاقتیں چُور چُور ہو کر رہ جائیں تاکہ فتنہ و شرارت کی چنگاریاں پھر کبھی فروغ نہ پا سکیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو سب سے پہلے بدر کی لڑائی پیش آئی۔ پس سورہ انفال میں جنگ بدر کے پورے پورے حالات اور قوانین جنگ پر پوری بحث ہے مسلمانوں نے جب تک قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کیا دُنیا کی تمام تمردی طاقتیں

Marfat.com

اُن کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔ محمد بن قاسم سترہ سال کا ایک نوجوان لڑکا تھا مگر اپنے سینے کے اندر تعلیمات اسلام کا صحیح مرقعہ رکھتا تھا اس نے اس وقت جب کہ سوائے عرب کے تمام دُنیا۔ اسلام اور مسلمانوں کی جانی دشمن تھی۔ صرف چھ ہزار سوار اور تین ہزار پاپیادہ مسلمان رضا کاروں کی مدد سے ہندوستان اتنے بڑے ملک میں حملہ کر دیا اور کراچی سے لیکر ملتان تک تمام علاقہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور دین اسلام کا پرچم ملک عرب سے لیکر ہندوستان کی سرزمین پر لہرا دیا جس کی یادگار رہتی دُنیا تک روشن رہے گی۔

یہ ثمرے ہیں اُن کی جواں مردیوں کے نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیوں کے (حالیؔ)

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع ۱۶ ۲ ویں آیت:-

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾	(مسلمانو!) تم پر جہاد فرض[1] کیا گیا اور وہ تم کو ناگوار بھی گزرے گا اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿٢١٦﴾

تشریح:- اگرچہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور تمہیں یہ مار کاٹ بُری معلوم ہوتی ہے لیکن یہی چیز تمہاری حیات قومی کی اساس اولین ہے۔ اگر تم غور و فکر سے کام لو۔ اور اپنی ذہنیت کو مجاہدانہ بنالو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع ۱۵۴ ویں آیت:-

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ	اور جو لوگ اللہ کے راہ میں مارے جائیں اُن کو مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں مگر

---

[1] جہاد فرض ہے جبکہ اُس کے شرائط پائے جائیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ فرض دو طرح کا ہوتا ہے ایک فرض عین اور دوسرا فرض کفایہ۔ اگر دشمنانِ اسلام زبردستی مسلمانوں پر چڑھ آئیں تب تو جہاد فرض عین ہے ورنہ فرض کفایہ۔

Marfat.com

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (ان کی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے ﴿۱۵۴﴾

تشریح :- اس آیت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ حق وصداقت کو قبول کرنے والے مومنوں کو شرارت پسند طبقہ یعنی مخالفین ومشرکین سے ہر وقت تکلیف اور اذیت پہونچا کرتی ہیں۔ فتنہ وفساد کرنے والے راہِ راست سے پھر جانے والے اور تعلیمات خداوندی سے انکار کرنے والے لوگ اکثر مسلمانوں کو اذیت پہونچاتے ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہوا کرتا ہے کہ مسلمان اور دین اسلام دُنیا میں فروغ نہ پالیں ایسے حالات میں اِن خداترس فرماں برداروں کو چاہیئے کہ وہ نہایت ثابت قدم اور مستقل مزاج رہیں اور ظاہراً وباطناً حق بندگی کو ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اس امر کے پابند لوگ ہمیشہ روحانی قوت سے مسلح رہتے ہیں۔ اور خدا ایسے لوگوں کو ضرور مدد بھی کرتا ہے۔ خدا کے فرماں برداروں کو اگر ایسے بدکرداروں اور منکروں سے لڑنا بھی پڑے تو مضائقہ نہیں۔ اور ایسے ہی جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ نیک لوگ اس لڑائی میں مارے جائیں تو تم یہ نہ سمجھو کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ ایسے مقتول کو شہید کہا جاتا ہے اور اس کے متعلق گو یہ کہنا کہ وہ مر گئے صحیح اور جائز ہے لیکن اس کی موت کو دوسرے مُردوں کی سی موت سمجھنے کی مخالفت کی گئی ہے۔ اس لئے کہ خدا کی راہ میں سر کٹانے والوں کو ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے اور روحانی طریقہ پر اشاعت اسلام کے لئے وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں مگر ہمارے حواس زندگی کو یہ طاقت نہیں کہ اُس حیاتِ ابدی کو سمجھ سکے۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا ۱۷ واں رکوع ۱۶۹ ویں آیت :-

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾	اور (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے ہیں اُن کو مرا ہوا خیال نہ کرو (یہ مرے نہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں (اس کے خوان کرم سے) اُن کو روزی ملتی ہے ﴿۱۶۹﴾

دسواں پارہ سورہ انفال کا ۹ واں رکوع ۶۵ ویں آیت :-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ	اے پیغمبر مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ لڑنے پر اکساؤ کہ اگر تم (مسلمانوں) میں سے ثابت قدم رہنے

Marfat.com

عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (۶۵)	والے بیس بھی ہوں گے (تو وہ) دو سو کافروں پر غالب رہیں گے اور تم (مسلمانوں) میں سے (ایسے) سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب رہیں گے کیونکہ یہ (کافر) ایسے لوگ ہیں جو (اجر عاقبت کو) سمجھتے نہیں۔

تشریح:۔ فرمایا کہ اے پیغمبر! مسلمانوں کو سُنا دو کہ اب جبکہ وہ کم تعداد میں ہیں اور ہر طرف دشمن ہی دشمن نظر آرہے ہیں جو تمہاری ہستی کو فنا کر دینے پر تُلے ہوئے ہیں تو تمہیں بھی چاہیئے کہ تم اپنی قومی عزت و وقار کو قائم رکھتے ہوئے بحیثیت قوم و مذہب زندہ رہو اور اپنے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرو اور جہاد کے لئے تیار رہو۔ اگر تم اللہ کی راہ پر ثابت قدم رہ کر مدافعت کرو گے تو یقینی طور پر تمہارا ایک فرد کافروں کے دس افراد پر غلبہ حاصل کرے گا اور تم فتحمند اور کامیاب لوٹو گے۔ کیونکہ منکرین اور مشرکین لوگ اسلامی وحدت اور اجتماع ملی سے ناواقف اور تم اس چیز کے شیدا۔ وہ ذاتی غرض کے حاصل کرنے کی فکر میں اور تم مقصدِ حیات پر مٹنے والے۔ اُن کا بھروسہ دُنیاوی اسباب پر اور تمہارا محض اللہ کے توکل پر۔ وہ صدہا معبودانِ باطل سے ڈرنے والے اور تم ایک ہی خدا کے در پر سرِ نیاز خم کرنے والے اور توحید کا نعرہ لگانے والے۔ تم ہو

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے — کہانت کی بُنیاد ڈھا دینے والے
سرِ احکامِ دیں پر جُھکا دینے والے — خدا کے لئے سر کٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے تم ڈرنے والے (حالی)

اب تم خود ہی سمجھو کہ بھلا وہ تمہارا کیا مقابلہ کرینگے۔ تم جس قدر ایمان و ایقان سے زیادہ بہرہ ور ہو گے اسی قدر زیادہ مضبوط و بہادر بنو گے اور وہ جس قدر زیادہ کفر پر اصرار کرینگے اسی قدر زیادہ بزدل اور پست ہمت ہوں گے۔ اے مسلمانو! جہاد و قتال کی غرض کیا ہے؟ یاد رکھو کہ اس کی غرض صرف مخالفین اور مشرکین کی طاقت کو پاش پاش کرنا اور کفر و الحاد کو دُنیا سے مٹانا ہے۔ جہاد

Marfat.com

کی غرض یہ نہیں کہ تم تخت و تاج حاصل کرو۔ مال و دولت لوٹو۔ قیدیوں کے عوض روپیہ پیسہ لے کر انھیں چھوڑتے جاؤ اور دولت کماؤ اور نہ ملک گیری مقصد ہو بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ صرف اللہ اور اس کے دین کے خاطر جہاد کرنا اس کا کلمہ اونچا کرنا اور بس!

دسواں پارہ سورہ توبہ کا چھٹا رکوع ۳۸ ویں آیت:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾

اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلو تو تم زمین پر گرے چلے جاتے ہو کیا تم آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو؟ دنیاوی زندگی کا مال و متاع (تو) آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہے (۳۸) اگر تم (بلائے جانے پر بھی راہ خدا میں لڑنے کے لئے) نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑا سخت سزا دے گا۔ اور تمہارے بدلے کسی اور دوسری قوم کو لے آئے گا۔ اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (۳۹)

تشریح:۔ ان آیات کریمہ کا تعلق اس لڑائی سے ہے جس کو غزوہ تبوک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تبوک ایک مقام ملک شام میں ہے جہاں روم کی عملداری تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کر چکے تھے۔ مشرکوں کا زور و طاقت دب چکا تھا۔ یہود اور نصاریٰ ملک عرب سے بھاگ رہے تھے کہ روم کے عیسائیوں کو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت سے بہت اندیشہ ہونے لگا۔ اسی بنا پر انھوں نے اپنے قیصر کے ماتحت چالیس ہزار لشکر جرار تبوک میں جمع کیا۔ اور مسلمانوں کے مرکز یعنی مدینہ منورہ پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کی جمعیت کو توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے ملک گیری یا لڑائی کے غرض سے نہیں بلکہ صرف رومیوں کے حوصلے پست کرنے

Marfat.com

کے لئے صحابۂ کرام کو جمع کر کے فرمایا کہ تم نے جس شجرِ اسلام کو اپنے خون سے سینچا ہے اُسے آج قیصرِ روم جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔ دیکھو تم اپنی قومی اتفاق کو بکھرنے نہ دو اور دشمن کو یہ موقع ہی نہ دو کہ وہ یہاں تک آسکے۔ آپ کو صرف یہ منظور تھا کہ کچھ ادھر سے سبقت ہو اور رومیوں کو دھمکی ہو۔ چنانچہ آخر تک لڑائی بھڑائی ہوئی بھی نہیں۔ مگر یہاں تو ایک دنیا قیصرِ روم کے نام سے لرزاں تھی۔ کسی کو اُس کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ مسلمان بھی گھبرائے اور بعض منافقوں نے جہاد پر جانے سے بچنے کے لئے حیلے اور بہانے تراشنے شروع کر دیئے۔ کسی نے کمزوری اور ضعیفی کا عذر پیش کیا تو کوئی گرمی کی شدت کی آڑ لینے لگا تو کسی نے کہا کہ میرے پاس لڑائی کا سامان نہیں ہے۔ الغرض بعضوں نے چاہا کہ کسی بہانے سے بھی ہو جہاد پر جانے سے بچ جائیں کیونکہ قیصرِ روم کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور کہا گیا کہ مسلمانو! تمہیں ہو کیا گیا ہے جو لڑائی کا نام سُن کر زمین کے ساتھ پیوند ہو رہے ہو۔ تمہیں اپنے عزیز و اقارب اپنا مال و اسباب اور اپنی جانیں جہاد فی سبیل اللہ سے کیوں زیادہ محبوب ہو رہی ہیں؟ دیکھو! خدا کی فرماں برداری و رسول کی پیروی اور آخرت کے انعامات کے مقابلے پر یہ ساری دُنیاوی چیزیں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اگر تم نے تلوار کو چھوڑ دیا دشمن کے مقابلے سے منہ موڑ لیا اور جہاد سے جی چرایا تو یاد رکھو تمہاری قومیت پاش پاش ہو جائے گی اور کسی ایسی قوم جو تلوار کی دھنی ہو گی اور لڑائی سے نہ گھبرائے گی تمہاری جگہ لا کھڑی کر دی جائے گی۔ اور تم اُن کے ماتحت ذلیل اور رُسواکن زندگی بسر کرو گے۔ اور اُن کا تم کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۲ واں رکوع ۲۴۳ ویں آیت:-

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا	(اے پیغمبر!) کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر غور نہیں
مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ	کیا جو موت سے بچنے کے لئے گھروں سے نکل بھاگیں
حَذَرَ الۡمَوۡتِ فَقَالَ لَهُمُ	حالانکہ وہ لوگ ہزاروں کے تعداد میں تھے پس اللہ
اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ	نے حکم فرمایا کہ مرجاؤ (سب مر گئے)، پھر انھیں زندہ
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ	کر دیا کیونکہ موت و حیات کا معاملہ اللہ کے حکم پر

Marfat.com

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

موقوف ہے، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے فضل کرنے والا ہے۔ ولیکن اکثر لوگ اس کے شکر گزار نہیں ہوتے ﴿۲۴۳﴾

تشریح:۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کی ایک عبرت ناک مثال بیان فرمائی ہے اور واضح کر دیا کہ جب کسی قوم میں اخلاقی کمزوریاں۔ بزدلی اور موت کا خوف پیدا ہو جائے تو وہ قوم صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہے۔ اور اگر پھر وہ اپنی حالت کو درست کر لیں اور کمزوریوں کو دور کر دیں تو پھر کامیابی آکر اُن کے قدم چومنے لگتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک مرتبہ اس قدر کمزور حالت ہو گئی تھی کہ اُن کے مخالفین نے اُن کو شہروں سے نکال دیا تھا حالانکہ تعداد کی رو سے یہ اسرائیلی اپنے مخالفین سے کہیں زیادہ تھے۔ مگر موت کا ڈر ان کے دلوں پر اس قدر طاری تھا کہ تمام ذلتیں گوارا کرتے ہوئے جہاد سے بھاگے آخر کار ان کی حالت وہی ہوئی جو ہونی تھی۔

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُن سے ایک ایک رخصت مٹیں خوبیاں ساری نوبت بنوبت (حالیؔ)

جہاد اگرچہ ظاہراً ناگوار دکھائی دیتا ہے لیکن یہی چیز حیات قومی کے لئے اساس اوّلین ہے۔ دیکھو مسلمانو! اگر تم نے یہود کا رویہ اختیار کیا تو بس پھر تمہارا بھی وہی حال ہو گا جیسا کہ اُن کا ہوا۔ یہاں کسی کی شخصیت یا رعایت کا معاملہ تو ہے نہیں جو تمہیں چھوڑ دیا جائے[1]۔

---

[1] جس مذہب میں سیاست نہیں وہ مذہب ناقص ہے۔ اور جس سیاست میں تلوار نہیں وہ سیاست ناقص ہے۔

اگر بدن میں فساد آجائے یا کسی عضو میں متعفن مادہ پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح ضروری ہے تاکہ باقی اعضاء محفوظ ہو جائیں پس اگر جسمانی مریض بدنی اپریشن کو مفید اور اس صورت میں ڈاکٹر کو اپنا محسن تصور کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر انسانیت کو بچانے کے لئے کچھ بدکردار انسانوں کا آپریشن کیا جائے تو وہ قابل اعتراض ہو۔

Marfat.com

۲۸ واں پارہ سورہ الصف کا پہلا رکوع دوسری آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (۲) كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (۳) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (۴)

مسلمانو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کرکے دکھا نہیں سکتے (۲) (یہ بات) اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو (سب کچھ) اور کرو (کچھ) نہیں (۳) بیشک خدا (تو) اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں (اور جگہ سے نہیں ٹلتے اور اس حالت میں) وہ گویا ایک دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے (۴)

تشریح :- مدینہ منورہ کا ذکر ہے کہ کچھ مسلمان آپس میں بیٹھے تذکرہ کر رہے تھے کہ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں عمل خدا کو بہت زیادہ پسند ہے تو ہم اس کے کرنے میں جان و مال سے کبھی دریغ نہ کریں۔ اس پر یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ الخ نازل ہوئی مسلمانوں کے اس طرح کہنے میں دعویٰ اور اپنے نفس پر اعتماد پایا جاتا تھا جو شانِ بندگی کے خلاف ہے اور آخر یہی ہوا کہ جو بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرتے تھے جنگ اُحد میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص سے سخت بیزار ہوتا ہے جو زبان سے باتیں تو بہت کرتا ہو مگر عملاً کچھ نہ ہو۔ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ پوچھتے ہو کہ اللہ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے تو لو سُنو۔ اللہ کو وہ لوگ بہت ہی پسند اور محبوب ہیں جو اللہ کی راہ میں اُس کے دُشمنوں کے مقابلے میں سیسے کی دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں اُن کی تعریف یہ ہے کہ گولیاں یا تیر کھا کھا کر بدن چھلنی ہو جائے تو ہو جائے مگر ممکن نہیں کہ اپنی جگہ پر ٹس سے مس ہوں (رفی الوقت)، یہی فعل اللہ کو بہت پسند ہے۔

۲۸ واں پارہ سورہ الصف کا پہلا رکوع چھٹویں آیت :-

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي

اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا (آیا) ہوں (یہ کتاب) توراۃ جو مجھ سے پہلے (نازل ہو چکی) ہے (میں) اُس کی تصدیق کرتا ہوں اور (ایک اور) پیغمبر کی (تم کو) خوش خبری سُناتا ہوں، جو میرے

Marfat.com

اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ⑥

بعد آئیں گے (اور) اُن کا نام ہوگا احمد پھر جب وہ (احمد جن کا نام محمدؐ بھی ہوگا) بنی اسرائیل کے پاس کھلے ہوئے معجزے لیکر آئے وہ لگے کہنے کہ یہ تو صریح جادو ہے ⑥

تشریح :- اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے پیرو بھی بڑی لمبی لمبی باتیں کیا کرتے تھے کہ ہم اُس رسول کی فرماں برداری میں کوئی بھی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے جس نبی کی بشارت آپ ہمیں دے رہے ہیں۔ لیکن دیکھو اب جبکہ موقع آیا تو وہ کس طرح انکار کئے چلے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو سراسر جادو ہے۔

پانچواں پارہ سورہ النساء کا ۱۸ واں رکوع ۱۲۳ ویں آیت :-

لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْکِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ⑫③ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ⑫④

نہ تمہاری تمناؤں پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برا کام کرے گا وہ اس کی سزا پائیگا اور اسے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار ⑫③ اور جو شخص کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ایسے لوگ جنّت میں داخل ہوں گے اور تِل برابر بھی اُن کی حق تلفی نہ ہوگی ⑫④

تشریح :- آیات مذکورہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان اس پر بحث چھڑ گئی کہ کون افضل ہے۔ یہود کہنے لگے کہ ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ ہماری کتاب بھی تمہاری کتاب سے پہلے آئی ہے اس لئے ہم اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ مسلمان کہنے لگے ہم تم سے بہت اچھے اس لئے ہیں کہ ہمارا نبی خاتم الانبیاء ہے اور ہماری کتاب تمام آسمانی کتاب کا نچوڑ اور بہترین کتاب ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو سُنا دیا گیا کہ عمل اور ایمان کی جگہ باطل امیدوں میں مگن ہو جانا انتہائی درجے کی گمراہی ہے۔ یہود اور نصاریٰ اسی

Marfat.com

گمراہی میں پڑ کر تباہ و برباد ہو گئے۔ یہود کہتے ہیں کہ ہم خدا کے چہیتے بندے ہیں۔ ہم پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ وہ اس غلط فہمی میں اچھے کاموں کو چھوڑ بیٹھے اور سنگدل ہو گئے۔ پھر عیسائی بھی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے لئے کفارہ بنے اس لئے اب وہ جو کچھ بھی کریں اُن کے لئے کوئی بازپرس نہیں۔ بخشے تو ضرور جائیں گے اس مقام پر مسلمانوں کو صاف صاف الفاظ میں تنبیہہ کر دی گئی کہ دیکھو ان فضول باتوں سے کچھ فائدہ نہیں۔ تمناؤں کو سرمایۂ دین بنانے سے نجات نہیں مل سکتی جو شخص خیالی تمناؤں پر رہتا ہے اور نیک عمل کے طرف متوجہ نہیں ہوتا اُس کو اُس کے عمل کی سزا دی جائیگی اور کوئی بھی ہستی اُس کی مدد نہ کر سکے گی۔ جو شخص نیک عمل کرے اور ایمان بھی رکھتا ہو تو وہ ضرور جنّت میں جائیگا۔ یہی دین حق ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلا آ رہا ہے اور اسی دین اور مذہب کی تعلیم حضرت ابراہیم خلیل اللہ دیتے رہے۔ اِن آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل شئے ایمان اور عمل ہے اپنے طریقے یا اپنے مذہب کی بڑائی سے کچھ نہیں ملتا۔ اگر ایک مسلمان ایمان و عمل کے برکات سے خالی ہے تو اسکو وہی سزا دیجائیگی جو ایک بدکار یہود یا گنہگار عیسائی کو۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع ۲۱۴ ویں آیت :-

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

مسلمانو! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم جنّت میں جا داخل ہو گے۔ حالانکہ تم کو اب تک ان لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اُن پر (مخالفین کے وجہ سے) ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور اُن کو یہاں تک متزلزل کیا گیا کہ (اُس زمانہ کے) پیغمبر تک اور ان کے ہمراہی ایمان والے (سب بے ساختہ) بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہو گی (فرمایا) اللہ تعالیٰ کی مدد بس قریب ہے ﴿۲۱۴﴾

(یہ اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُن واقعات کی طرف ہے جس وقت آپ پکار اُٹھے تھے" متی نصر اللہ" خدا کی مدد کب پہونچے گی۔ جس کا بیان سورہ آل عمران کے پانچویں رکوع میں ہے)

تشریح :- بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محض زبان سے اللہ پر ایمان لے آنا ہی

Marfat.com

کافی ہے۔ یاد رکھو کہ مومن کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ ایمان کا اقرار کرلے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر یہ سمجھ لے کہ بس اب جنتی ہو گئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ احکام الٰہی پر پوری طرح عمل کرے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اُن تمام مصیبتوں میں بھی ثابت قدم رہے جو حق پرستوں پر ہمیشہ سے آتی رہی ہیں۔ جب کہیں انھیں کامیابی کا امیدوار ہونا چاہیئے۔

تیسرا پارہ سورہ آل عمران کا چوتھا رکوع ۳۱ ویں آیت :-

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (۳۱)

(اے پیغمبر! دُنیا کو) سُنا دو کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو۔ (اس صورت میں) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے تمام گناہوں کو معاف (بھی) کر دے گا اور اللہ (بہت) معاف کرنے والا مہربان ہے (۳۱)

تشریح :- اب سے لیکر رہتی دُنیا تک جو لوگ محبوب خدا بننا چاہیں تو اُن کے لئے طریقۂ محمدی اور شریعت اسلام پر چلنا بے حد ضروری ہے۔ ایسے اتباع کرنے والوں سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو گی تو اُن سے اللہ پرسش کرے گا جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ مگر جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں چلتے اور اس طرح شریعت کا احترام بھی نہیں کرتے وہ منکر ہیں اور منکر لوگ ہر لحاظ سے دُنیا اور آخرت میں گھاٹے میں رہیں گے۔

پانچواں پارہ سورہ النساء کا نواں رکوع ۶۹ ویں آیت :-

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا ؕ (۶۹)

اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے (تو) وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر خدا نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء۔ صدیقین۔ شہدا اور صلحاء[۱] اور یہ لوگ (جنت میں) بڑے ہی اچھے رفیق ہیں (۶۹)

---

[۱] قرآن مجید نے چار جماعتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء۔ صالحین ۴

Marfat.com

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا جاننا بس کرتا ہے (کہ اس کے فضل میں کون کتنے کا مستحق ہے) ﴿٧٠﴾

تشریح:۔ اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو کہ انبیاء کے مرتبے پاؤ۔ خدا کے دوستوں کی صحبت حاصل کرو۔ نیکوں اور اُس کے راہ پر کٹ مرنے والوں کی صف میں جگہ پاؤ تو اُس کے لئے تمہیں خدا کے احکام پر چلنا اور رسول کی پیروی کرنی ضروری ہے ورنہ یہ عالی مقام و مرتبہ کسی طرح ہاتھ نہ آئے گا۔ فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر فضل و رحمت اور کیا ہوسکتی ہے کہ معزز ترین مرتبے اور بہترین زندگی صرف اُن کاموں کے انعامات ٹھہرائے جائیں جو خود انسان کی دُنیاوی زندگی میں اس کے لئے سرمایہ راحت و آرام اور سامان عیش ہوں۔

چودھواں پارہ سورہ نحل کا ۱۳واں رکوع ۹۷ویں آیت :۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

جو کوئی نیکی کا کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو اُسے ہم (دُنیا میں) پُر لطف و پاکیزہ زندگی دیتے ہیں اور جو کچھ وہ اچھے عمل کرتے رہتے ہیں ہم ان کا بدلہ (آخرت میں) بہت عمدہ دینگے ﴿٩٧﴾ جب تم قرآن پڑھنا چاہو تو شیطان مردود کے وسوسوں سے پناہ مانگ لیا کرو ﴿٩٨﴾

---

* نبی وہ ہے جو اپنی نظری اور عملی دونوں قوتوں میں ابنائے زمانہ سے فائق و برتر ہو اور اس کی نظری قوت کا منشاء وحی الٰہی ہو۔ صدیق وہ ہے جسکی نظری قوت نبی کی نظری قوت کے مشابہ اور قریب ہو جو علم نبی کو بذریعہ وحی کے معلوم ہوں۔ صدیق پر الہامی طور پر ان کا انکشاف باتباع نبی ہو جائے اس لئے صدیق کا مرتبہ نبی کے بعد ہی ہے (آخر نہایاتِ الصدیقین اول درجاتِ الانبیاء۔ عوارف المعارف قول بایزید بسطامی) شہید وہ ہے کہ جس کی قوت عمل نبی کی عملی قوت کے مشابہ ہو اس لئے شہید جان و مال ہر چیز سے خدا کی راہ میں علی ثبوت دیتا ہے اور تعمیل کے واسطے ہمہ وقت حاضر ہے صالح جو دونوں قوتوں میں صدیق اور شہید کے مشابہ ہو اس کا رتبہ چوتھا ہے۔ عمل و علم کے اعتبار سے ابتداءً دو مرتبے ہیں اور پھر فاعلیت و قابلیت کے رو سے وہ ہیں بنابریں کل چار مرتبے ہوئے (دیکھو تحذیرالناس حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسمؒ)

Marfat.com

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

بیشک شیطان کا قابو ایمان والے اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والوں پر نہیں چلتا ﴿۹۹﴾ اس کا قابو صرف اُن ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ کے شامل شرک کرتے ہیں ﴿۱۰۰﴾

تشریح :- فرماتا ہے کہ یہ ہمارا وعدہ ہے اور تم اس کو خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ تم میں سے جو کوئی نیک کام کرے گا اور ہمارا فرماں بردار ہو گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو اس کو ہم ایک نہایت ہی پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور آخرت میں بہترین انعامات دیں گے۔ پاکیزہ زندگی کے تمام اصول وقوانین ہم نے اپنے اس کتاب یعنی کلام مجید میں بیان کردیئے ہیں پس تمہارا فرض ہو کہ تم اپنے ذہن کو تمام گندگی سے پاک وصاف کر کے قرآن پاک کی تلاوت کرو اور اس پر عمل کرو اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ان لوگوں پر شیطان کا کچھ بھی قابو نہیں چلتا جن کے دل ایمان سے روشن ہوں اور اللہ ورسول کے فرماں بردار ہوں اور اپنے رب پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہوں۔ شیطان اُن ہی لوگوں پر اپنا قابو رکھتا ہے جو شرک کی گندگی میں پھنسے ہوئے ہیں اور شیطانی حرکات کی طرف طبیعت کی رغبت ہو۔

۲۹ واں پارہ سورہ القلم کا دوسرا رکوع ۳۴ ویں آیت :-

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ

بیشک پرہیزگاروں کے لئے اُن کے پروردگار کے ہاں (بہشت کے مزے) مزے کے باغ ہونگے ﴿۳۴﴾ کیا ہم (اپنے) فرماں بردار بندوں کو گنہگاروں کے برابر کردینگے ﴿۳۵﴾ تم لوگوں کو کیا (ہوگیا) ہے کیسے (بے تکے) حکم لگایا کرتے ہو ﴿۳۶﴾ کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے (اور) اُس میں پڑھتے ہو ﴿۳۷﴾ کہ جو کچھ تم پسند کروگے وہی آخرت

Marfat.com

اَیۡمَانٌ عَلَیۡنَا بَالِغَۃٌ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ اِنَّ لَکُمۡ لَمَا تَحۡکُمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ سَلۡہُمۡ اَیُّہُمۡ بِذٰلِکَ زَعِیۡمٌ ﴿۴۰﴾ اَمۡ لَہُمۡ شُرَکَآءُ ۚ فَلۡیَاۡتُوۡا بِشُرَکَآئِہِمۡ اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۱﴾ یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّ یُدۡعَوۡنَ اِلَی السُّجُوۡدِ فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَۃً اَبۡصَارُہُمۡ تَرۡہَقُہُمۡ ذِلَّۃٌ ؕ وَ قَدۡ کَانُوۡا یُدۡعَوۡنَ اِلَی السُّجُوۡدِ وَ ہُمۡ سٰلِمُوۡنَ ﴿۴۳﴾

میں ملے گا (۳۸) یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو روز قیامت تک چلی جائیں گی کہ تم جس چیز کی فرمائش کرو گے وہی تمہارے لئے (آخرت میں) موجود کردی جائے گی (۳۹) (اے پیغمبر) ان لوگوں سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس کا ذمہ لیتا ہے (۴۰) یا انھوں نے (خدا کے) شریک ٹھیرا رکھے ہیں (اور وہ ذمہ دار بنتے ہیں) پس اگر (اپنے دعوے میں) سچے ہیں تو اپنے (ان) شریکوں کو لا حاضر کریں (۴۱) جس دن پردہ اٹھا دیا جائیگا اور لوگ سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو (سجدہ) نہ کرسکیں گے (۴۲) (شرمندگی کے مارے) ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی (اور) ذلت ان (کے چہروں) پر چھائی ہوگی اور (دنیا میں) ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا اور اس وقت یہ لوگ اچھے بھلے بھی تھے (مگر شرارت سے سجدہ نہیں کرتے تھے) (۴۳)

تشریح:۔ فرماتا ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ میرے فرماں برداروں اور مجھ سے ڈرنے والوں کے پاس نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات ہوں گے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ایک وفادار غلام کو جو ہمیشہ اپنے آقا کی فرماں برداری میں لگا رہتا ہے اور ایک نافرمان اور سرکش غلام کو جو کبھی آقا کا کہنا مانتا ہی نہیں دونوں کو ایک ہی درجہ دیں اور دونوں کو ایک ہی آنکھ سے دیکھیں۔ تم دنیاوی مال و دولت اور جاہ و جلال کو فضل الٰہی کہتے ہو حالانکہ یہ سراسر تمہاری آزمائش کے سامان ہیں۔ ان کو اللہ کا فضل محض اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے جب اس دولت اور ثروت کو خدا کے حکم کے مطابق صحیح مصارف میں لگایا جائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تمہاری ذہنیتوں کو کیا ہوگیا ہے۔ تم کس طرح کی باتیں سوچتے اور کیسے فیصلے کرتے ہو کہ جو اس دنیا میں خوش حال ہے آگے چل کر عقبیٰ میں بھی خوش حال رہیں گے۔ کیا اس صداقت کے لئے تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے جسکو

Marfat.com

پڑھ کر تم نے ایسا سمجھ لیا ہے؟ یا کیا تم نے ہم سے اس بات پر قسمیں لے رکھی ہیں کہ قیامت کے دن پوری ہو کر رہیں گی کہ تم وہاں جو کچھ مانگو گے وہی تمہیں دیا جائیگا؟ یا کیا تم نے جن بُتوں یا انسانوں کو شریک خدا ٹھہرا رکھا ہے انھوں نے ان باتوں کا ذمہ لے رکھا ہے کہ جو کچھ تم نے سوچ رکھا ہے وہ ضرور تم کو مل کر رہے گا؟ دیکھو جس دن اللہ اپنی تجلّی کو ظاہر کرے گا وہ لوگ جو دُنیا میں اس کے بارگاہ میں سربسجود ہوا کرتے تھے سب سجدے میں آجائیں گے۔ مگر مشرکین اور مخالفین کی کمر نہ مڑے گی وہ سجدہ میں نہ جا سکیں گے اس لئے اُن کا سارا بھید حاضرین پر کھل جائے گا۔ اور شرم و ندامت سے آنکھیں جھک پڑیں گی۔ کیونکہ اُن لوگوں کو دُنیا میں بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہونے کو بُلایا جاتا تھا مگر وہ نہیں آتے تھے۔

پانچواں پارہ سورہ النساء کا گیارھواں رکوع ۸۵ ویں آیت :-

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا (۸۵)	جو شخص نیکی اور بھلائی کے (کام کی دوسروں کو) سفارش کرے اُسے بھی اُس نیکی (کے نتائج) سے حصّہ ملے گا اور جو شخص بُرے (کاموں کی) سفارش کرے گا اس کو اُس بُرائی میں سے حصّہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے (۸۵)

تشریح :- اچھے کام کی سفارش یہ ہے کہ مثلاً کسی نے دولتمندوں سے سفارش کرکے کسی غریب کو کچھ روپیہ پیسہ دلوا دیا اور بُرے کام کی سفارش یہ ہے کہ مثلاً حاکم سے سفارش کرکے مجرم کو سزا سے بچا دیا۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۳ واں رکوع ۱۸۶ ویں آیت :-

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (۱۸۶)	اور (اے پیغمبر) جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو (ان کو سمجھا دو کہ) ہم (اُن کے) پاس ہیں۔ جب کبھی کوئی ہم سے دُعا کرے تو ہم دُعا کرنیوالے کی دُعا کو سنتے ہیں اور اگر مناسب ہوتا ہے تو) قبول (بھی) کر لیتے ہیں۔ تو اُن کو چاہیئے کہ ہمارا حکم مانیں اور ہم پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھے رستے پر ہو لیں (۱۸۶)

Marfat.com

تشریح :- فرمایا دیکھو! اگر تمہارے اندر روحانی طاقت پیدا ہو جائے گی تو جب تم ہمیں پکارو گے ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اور جب ہم سے مانگو گے تو ہم تمہاری حاجتوں کو پورا کریں گے اور ہمیشہ سیدھی راہ پر چلنے کی تمہیں طاقت بخشیں گے

پانچواں پارہ سورہ النساء کا گیارہواں رکوع ۷۹ ویں آیت :-

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾

(اے انسان!) جو کچھ تجھے بھلائی پیش آتی ہے وہ محض خدا تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کچھ برائی پیش آتی ہے وہ تیرا اپنا نفس کا سبب ہے اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں لوگوں کی طرف پیغام پہونچانے والا (بنا کر) بھیجا ہے اور تمہارے (پیغمبر ہونے کے لئے) اللہ کی گواہی کافی ہے ﴿۷۹﴾

تشریح :- اِس سے پہلے آیت میں فرمایا ہے کہ نفع ہو یا نقصان سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ فائدہ اللہ کی طرف سے اور نقصان بندے کی طرف سے ہوتا ہے۔ ان دونوں آیات میں مخالفت سی معلوم ہوتی ہے اور کلام الٰہی میں یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک جگہ میں کچھ اور دوسری جگہ میں کچھ۔ چنانچہ اسی رکوع کے ۸۲ ویں آیت میں فرمایا وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ ترجمہ :- اگر (قرآن) خدا کے سوا (کسی اور) کے پاس سے (آیا) ہوتا تو ضرور اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ ان دو مخالفتوں میں واقعی وجہ توفیق پوچھو تو یہ ہے کہ خدا نے دنیا کے انتظام کا ایک قاعدہ ٹھہرا دیا ہے۔ ہر چیز اور ہر واقعے کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اسی سے یہ جہان عالم اسباب کہلاتا ہے۔ جیسے مثلاً حاکم ظاہر نے ایک قانون بنا دیا اور اس قانون میں چوری کی سزا ایک سال قید بامشقت مقرر کر دی۔ اب زید نے چوری کی اور قانون کے مطابق جیل خانے بھیجا گیا۔ کہنے میں تو یوں آتا ہے کہ حاکم نے زید کو قید کیا مگر حقیقت میں زید نے خود اپنے کو قید کیا کیونکہ نہ وہ چوری کرتا نہ جیل خانے جاتا۔ پس حاکم کا زید کو قید کرنا اور زید خود اپنے تئیں قید کرنا اپنی اپنی جگہ دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔ اب جو کچھ برائیاں یا مصیبتیں انسانی گناہ کے سبب دنیا میں پیش آتی ہیں تو وہ خود میرا اپنی کرتوت کا سبب ہے اسلئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ برائیاں اور مصیبتیں جو کچھ تمہیں پیش آتی ہیں وہ تمہارا اپنا کیا ہوا ہے۔ اور (اے محمدؐ)

Marfat.com

تمہارے پیغمبر ہونے کے لئے صرف ہماری گواہی کافی ہے اور وہ گواہی ہم نے اپنی کتاب یعنی قرآن میں بیسویں جگہ صاف لفظوں میں سُنا دیا ہے (سورہ احزاب کا پانچواں رکوع ۴۰ ویں آیت۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا پندرہواں رکوع ۱۴۴ ویں آیت۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور محمدؐ نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی رسول گذر چکے ہیں)

۲۵ واں پارہ سورہ شوریٰ کا چوتھا رکوع ۳۰ ویں آیت:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾

اور (لوگو!) تم پر جو مصیبت پڑتی ہے تو تمہارے اپنے ہی کرتوت سے اور خدا (تمہارے) بہت (سے قصوروں) سے درگزر کرتا ہے ﴿۳۰﴾

تشریح:۔ یہ یقینی طور پر جان لو کہ انسان کو جو کچھ رنج و مصیبت پیش آتی ہے وہ انسان کے اپنے ہی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ اس پر بھی خداوند تعالیٰ انسان کے بہت سے قصور اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے۔ اگر وہ پاک پروردگار انسان کے ہر گناہ پر مواخذہ کرے تو پھر انسان کا دنیا میں گھنٹہ بھر بھی زندہ رہنا محال ہے۔

پندرھواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع ۱۱ ویں آیت:۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

اور کبھی انسان بُرائی کی ویسی ہی دُعا مانگا کرتا ہے جس طرح بھلائی کی دُعا۔ اور انسان بڑا جلد باز ہے ﴿۱۱﴾

تشریح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کا علم ناقص ہے کیونکہ آدمی کو علم غیب تو دیا نہیں گیا۔ بسا اوقات وہ ایک مطلب کو نافہمی سے اپنے حق میں مفید سمجھ کر خدا سے اس کا خواستگار ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ اس کے حق میں مضر ہے۔ اور جب ان دُعاؤں کے مقبولیت کی وجہ سے مصیبت میں پڑ جاتا ہے تو اپنی قسمت کو روتا ہے اور بُرا کہنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے میری قسمت میں یہ لکھ رکھا

Marfat.com

تھا اور وہ لکھ رکھا تھا۔ یہ نہیں جانتا کہ مصیبت خود اُس کے اپنی دُعا کی مقبولیت کی وجہ سے ہوئی ہے۔[1]

تیسواں پارہ سورہ عصر۔

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾	قسم ہے عصر کی ﴿۱﴾ کہ انسان گھاٹے میں ہے ﴿۲﴾ مگر وہ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل (بھی) کئے اور دوسرے کو (دین، حق کی پیروی کی) ہدایت کرتے رہے اور (نیز) ایک دوسرے کو (مصیبتیں) صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہے (وہ البتہ گھاٹے میں نہیں ہے) ﴿۳﴾

تشریح :۔ عصر کے معنی زمانہ اور وقت کے بھی ہیں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں وقت کیسا منحوس تھا اور فلاں گھڑی کیسی نحس تھی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر بتا دیا کہ دیکھو وقت میں نحوست نہیں ہوتی۔ ہاں تمہارے افعال اور کرتوت میں ضرور نحوست ہوتی ہے۔ سنو وقت اسی طرح راس المال یعنی تجارت کی پونجی ہے۔ جیسے تاجر کے پاس ایک رقم پونجی کی ہوتی ہے۔ پس جو تاجر سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے اُس کی پونجی محفوظ رہتی ہے اور نفع بھی اٹھاتا ہے۔ لیکن جو تاجر اپنی تجارت میں فضول خرچی کرتا رہتا ہے وہ اپنی پونجی کھو بیٹھتا ہے اور گھاٹے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو وقت کی قدر و قیمت سے ناآشنا ہیں اور وقت کو فضول برباد کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو فضول لہو لعب میں برباد کرتے ہیں وہ آخر تک سخت خسارہ میں رہتے ہیں۔ فرمایا وقت اُن لوگوں کا برباد نہیں

---

[1] دراصل انسان کی حقیقت عدم ہے۔ یہ خدا کا فضل و کرم ہے کہ عدم کو وجود کا لباس پہنا یا گیا۔ بنابریں انسان جو بھی نیکی کرے گا تو اُس کی نسبت وجود کی طرف ہوگی کیونکہ وہ اسی کا فیضان ہے۔ اس کے خلاف گناہ چونکہ وہ عدم سے متعلق ہے اور انسان بالاصل عدم ہے لہذا اس کو انسانی نفس کی طرف منسوب کیا جائیگا۔ آیت کریمہ۔ ما اصابك من حسنةٍ فمن اللہ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

ہوتا جن کے دلوں میں ایمان ہے اور جن کے عمل نیک ہیں اور جو ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرنے اور اللہ کی راہ میں محنت و مشقت برداشت کرنے کی نصیحت کرتے رہتے ہیں فی الحقیقت یہی لوگ دُنیاوی زندگی کے سودے میں فائدہ اُٹھاتے ہیں[1]

۲۴ واں پارہ سورہ زمر کا پانچواں رکوع ۴۹ ویں آیت :-

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۴۹)

تو انسان (کی عادت ہے کہ اُس) کو جب کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پُکارتا ہے پھر جب ہم اُس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھ کو بس (میری) لیاقت کی وجہ سے ملی ہے (انسان کا ایسا سمجھنا غلط ہے) بلکہ یہ (نعمت) آزمائش ہے مگر اکثر لوگ (اس بات سے) واقف نہیں (۴۹)

تشریح :- اِس آیت میں پروردگار نے انسانی نفسیات کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کو کوئی تنگی یا تکلیف پہونچتی ہے تو اُس وقت اس کی طبیعت کا رجحان ہماری طرف ہوتا ہے۔ مگر جونہی اس کی حالت دُرست ہوئی وہ اپنے پر گھمنڈ کرنے لگتا ہے اور خدا سے ایسا بے پرواہ ہوجاتا ہے کہ گویا ہیں اسکی حاجات کو پورا کرنے والا ہی نہیں اور اس صورت میں جو کچھ نعمت آزمائش کے خاطر ہم اس کو دیتے ہیں تو وہ ناشکر گزار یہ کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھے میری فلاں فلاں تدبیر سے ملی ہے۔

۲۵ واں پارہ سورہ الشوریٰ کا پانچواں رکوع ۴۸ ویں آیت :-

---

[1] اس مختصر سورہ میں قومی عروج و زوال کے اسباب بڑی خوبی سے بیان فرمادیے گئے ہیں۔ بلاشبہ زمانہ کی تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے ان اصول اربعہ پر عمل کیا وہ کامیاب اور جنہوں نے اعراض برتا وہ ناکامیاب ہوئے (۱) علوم صحیحہ و ایمانیات کا حامل ہونا (۲) پھر اعمال صالحہ یعنی علوم صحیحہ پر عامل ہونا۔ (۳) پھر انہیں علوم صحیحہ کی دوسروں کو تبلیغ کرنا (۴) اور اس راہ میں جو تکالیف و شدائد ہوں انکو برداشت کرنا۔ یہی وہ اصول ہیں کہ جن کو اختیار کرنے کے بعد قومی و ملّی عروج نصیب ہوتا ہے۔

Marfat.com

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

(اے پیغمبر) اگر (اتنے سمجھانے پر بھی یہ لوگ) روگردانی کرتے رہیں تو ہم نے تم کو ان پر کچھ داروغہ بنا کر تو بھیجا نہیں تمہارے ذمے تو (حکم الٰہی کا) پہونچا دینا ہے اور بس۔ اور جب ہم آدمی کو اپنی رحمت (کی لذت) چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ اور اگر لوگوں کو اُن کے اپنے ہی کرتوت کے بدلے میں کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے تو (خدا کی شکایت کرنے لگتے ہیں اور) انسان بڑا ہی احسان فراموش ہے ﴿۴۸﴾ آسمان اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (صرف) بیٹیاں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے (صرف) بیٹے عنایت کرتا ہے ﴿۴۹﴾ یا بیٹے اور بیٹیاں (ملاکر) ان کو دونوں قسم کی اولاد دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ایسا (بے نام و نشان) کر دیتا ہے کہ اُس کے اولاد ہی نہیں ہوتی (اور) وہ (اولاد کی مصلحت سے) واقف (اور مرد و زن بنانے پر) قادر ہے ﴿۵۰﴾

۲۵ واں پارہ سورہ حٰم السجدہ کا چھٹا رکوع ۴۹ ویں آیت:۔

لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ؗ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا

آدمی بہتری کی دُعا (مانگنے) سے (کبھی) نہیں اُکتاتا اور اگر اس کو تکلیف پہونچی ہے تو دل شکستہ (اور) بالکل نا اُمید (ہو جاتا ہے) ﴿۴۹﴾ اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہونچ جاتی ہے اور تکلیف کے بعد ہم اس کو اپنی مہربانی (کی لذت) چکھا دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ میرا ہو لیا اور میں نہیں سمجھتا کہ (کبھی) قیامت برپا ہو۔ اور اگر مجھ کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہو (بھی) تو اُس کے ہاں (بھی) میرے لئے اچھا ہی (اچھا) ہے تو جو لوگ (قیامت کے) منکر ہیں جیسے جیسے عمل یہ

Marfat.com

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَابِجَانِبِهٖ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿٥١﴾

لوگ کرتے رہے ہیں (قیامت کے دن ہم اُن کا بُرا بھلا) اُن کو ضرور بتا دیں گے اور اُن کو عذاب سخت (کا مزہ) چکھائیں گے (سو الگ) ﴿٥٠﴾ اور جب ہم انسان پر (اپنا فضل) کرم کرتے ہیں تو وہ ہماری طرف سے (منہ پھیر لیتا ہے اور (ہم سے) کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اُس کو تکلیف پہونچتی ہے تو لمبی چوڑی دُعائیں کرنے لگتا ہے ﴿٥١﴾

تشریح :- فرمایا انسان کے شرک و کفر میں پڑنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ طمع اور لالچ کا پُتلا ہے۔ تکلیف کا منہ تک نہیں دیکھنا چاہتا اور مال و دولت کے چاہنے اور جمع کرنے اور بھلائی کے طلب کرنے میں کبھی بھی تھکتا نہیں۔ پھر اگر مال و دولت مل جائے یا راحت و آرام حاصل ہو جائے یا دلی مقاصد پورے ہو جائیں تو وہ اس میں اس طرح غرق ہو جاتا ہے کہ خدا تک کو بھول جاتا ہے اور نیکی کے کاموں سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ جو فرشتوں سے بہتر ہونے کا دعوی دار تھا مال و دولت کے ملنے سے بدتر ہو کر رہ جاتا ہے۔ برعکس اِس کے کہ اگر اُس کو مال و دولت نہ ملے اور دُنیاوی مقاصد پورے نہ ہوں۔ تکلیف اور مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑے تو ہمت ہار دیتا ہے۔ اور اللہ سے نا اُمید ہو کر در بدر پیشانی رگڑنے پر اُتر آتا ہے۔ بعض دفعہ اپنی مُشرکانہ عادت کے ماتحت خدا کو چھوڑ کر اوروں کے در پر سوالی بن کر چلا جاتا ہے۔ اِس کی یہ حالت حالتِ شرک سے مشابہ ہے۔ الغرض یہ دونوں حالتیں اُس کے لئے خدا کی ناراضی اور اُس کے عتاب کا سبب بنتی ہیں۔ اس کے برعکس جو شخص راحت و آرام اور تکلیف و مصیبت اور تونگری و افلاس ہر حال میں خدا کو یاد رکھے اور اُسی کے سامنے سرِ عبودیت کو جُھکائے وہی خدا کی نگاہ میں قابل عزت اور اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ہے۔

بارہواں پارہ سورہ ہود کا دوسرا رکوع ۹ ویں آیت :-

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا

اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی (کی لذت) چکھائیں پھر اُس (نعمت) کو اُس سے چھین لیں تو (ہماری شکایت

Marfat.com

مِنۡهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوۡسٌ كَفُوۡرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ نَـعۡمَآءَ بَعۡدَ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَـقُوۡلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىۡ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوۡرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰۤـئِكَ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ﴿۱۱﴾

کرنے لگتا ہے کیونکہ) وہ (ذراسی بات میں) نا امید ہو جانے والا (اور) ناشکرا ہے ﴿۹﴾ اور اگر اُس کو کوئی تکلیف پہونچی ہو اور اُس کے بعد ہم اُس کو آرام (کی لذت) چکھائیں تو کہنے لگتا ہے کہ (اب) مجھ (پر) سے سب سختیاں دور ہو گئیں کیونکہ وہ بہت ہی (جلد) خوش ہو جانے والا (اور) شیخی بگھارنے والا ہے ﴿۱۰﴾ مگر جو لوگ صبر (کے خوگر ہیں) اور نیک عمل کرتے ہیں (اُن کا یہ حال نہیں) یہی ہیں جن کے لئے (خدا کے ہاں) بخشش اور بڑا اجر ہے ﴿۱۱﴾

تشریح:- اِن آیات میں انسان کی خوشی اور اُس کے غم کی حالتوں کی تصویر کھینچ کر دکھائی گئی ہے اور انسانی فطرت کے نکتہ کو قرآنی الفاظ کی باریک بینی سے صاف ظاہر کر دیا ہے۔ فرماتا ہے کہ انسان کو دیکھو کہ راحت و آرام کی زندگی گزارتے گزارتے اگر کسی وقت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے تو جھٹ مایوس و ناشکر گزار بن جاتا ہے۔ تمام اُمیدیں چھوڑ کر موت کو بلانے لگتا ہے مگر اس رنج و کلفت کے اسباب پر غور نہیں کرتا کہ کن اعمال کے بدلے یہ بات پیش آئی ہے اور اُلٹا خدا کو بدنام کرنا شروع کر دیتا ہے کہ اُس نے ہماری قسمت میں یہ تکلیف و رنج لکھ رکھا تھا۔ پھر دیکھو کہ جب تکلیف و رنج اٹھانے کے بعد اچھے دن آتے ہیں تو یہ نہیں کہتا کہ خدائے کارساز نے رحم فرما کر میرا کام بنا دیا ہے۔ بلکہ اپنی تغیر و تبدل حالات کو اپنی کارسازی کا سبب بناتا ہے اور مدد الٰہی کو بالکل بھول جاتا ہے۔ اگر عالم رنج میں وہ مایوس و ناشکر گذار تھا تو آج عالم راحت میں بھی وہ مغرور اور تکبر کے مارے اپنے سے باہر ہو رہا ہے۔ مگر کم ہیں وہ باہمت افراد جو حد اعتدال پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ جب اُن کو کوئی تکلیف پیش آتی ہے تو صبر و شکر کرتے ہیں یہی ہے وہ طبقہ جو مغفرت خداوندی اور اجر ثواب کا مستحق ہے۔ غرض کہ انسان ہر حالت میں ناشکر گزار رہے۔

گیارہواں پارہ سورہ یونس کا دوسرا رکوع گیارہویں آیت:-

وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ
اور جس طرح لوگ فائدوں کے لئے جلدی کیا کرتے ہیں

Marfat.com

اِسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ط	اگر (اُسی طرح ، خدا بھی (ان کی بداعمالیوں کی سزا میں) ان کو جلدی سے نقصان پہونچا دیا کرتا تو ان کی موت (کبھی کی) ، آچکی ہوتی ط

تشریح :- جس طرح انسان دُنیاوی فائدے حاصل کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور اس جلد بازی کی وجہ سے جن جن گناہوں کے مُرتکب ہوتے ہیں ٹھیک خدا بھی اسی طرح اُن بداعمالیوں کے بدلہ دینے میں جلدی کرے اور ہر گناہ کے ساتھ ساتھ نقصان بھی پیش آتے رہیں تو پھر دُنیا میں انسان کا ایک منٹ بھی زندہ رہنا ممکن نہیں

گیارہواں پارہ سورہ یونس کا گیارہواں رکوع ۱۰۷ ویں آیت :-

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۗ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾	اور اگر خدا تجھ کو کوئی تکلیف پہونچائے تو اُس کے سوا کوئی اُس (تکلیف) کا دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کسی قسم کا فائدہ پہونچائے تو کوئی اس کے فضل کا روکنے والا نہیں (وہ) اپنے بندوں میں سے جس (کسی) کو چاہے فائدہ پہونچائے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۰۷﴾

سُورہ یونس کے بعد سورہ ہود ہے ان دونوں صورتوں کا مضمون تقریباً ایک ہی ہے ۔ مگر سورہ ہود میں اگلی امتوں کی نافرمانیوں کی سزاؤں کا ذکر کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے ۔ اس سورہ شریف میں توحید کی تعلیم ہے اور پرستارِ توحید کہ جس کا دوسرا نام مومن بھی ہے اور منکرِ توحید کہ جس کا دوسرا نام کافر ہے دونوں میں مقابلہ کرکے دکھایا گیا ہے ۔ فرماتا ہے کہ دونوں فریقوں کی مثال یوں سمجھو کہ ایک اندھا اور بہرا ہو ۔ اور دوسرا فریق آنکھوں اور کانوں والا ۔ پھر پوچھتا ہے کہ کیا یہ دونوں فریق برابر ہوں گے ؟ جواب یہی ہوگا کہ نہیں ۔ یہ دونوں فریق برابر نہیں ہوسکتے ۔ فرماتا ہے کہ بس سمجھ لو کہ اسی طرح پرستارانِ توحید اور منکرین بھی برابر نہیں ہوسکتے ۔

سورۂ مائدہ کا پہلا رکوع اور پہلی آیت میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ تم جو عہد

Marfat.com

وپیمان کرو اسے ضرور پورا کرو خواہ وہ معاہدہ تمہارا خدا کے ساتھ ہو خواہ رسول سے یا کسی نوع انسانی سے ہو۔ بہرحال معاہدہ جو بھی ہو اور جس کسی سے بھی ہو اُس کو پورا کرنا ایک مسلمان کا فرض ہے۔ خدا کا عہد وپیمان کا پورا کرنا یہ ہے کہ احکام الٰہی کی اطاعت کی جائے۔ جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہا جائے اور جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے انھیں سرانجام دیا جائے۔ اس کے بعد کھانے پینے کی چیزوں کی حلت وحرمت کا ذکر آیا ہے اور ایک اصولی بات بتا دی گئی ہے کہ جانوروں میں سے کس طرح کے جانور کھانا حرام ہیں۔ اگر تم اس کی تفصیل معلوم کرنا چاہو اور ایک ایک چیز کا نام لے کر پوچھو کہ فلاں چیز یا فلاں جانور حلال ہے یا حرام تو واضح رہے کہ رسول نے اس کے متعلق حدیث صحیح کے ذریعہ تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ اس لئے تمہارا دین آج ہر طرح مکمل اور کامل ہے۔ جو چیزیں تفصیلی طور پر پیغمبر خدا نے تم پر حلال کیں وہ حلال ہیں اور جن چیزوں کو حرام ٹھہرا دیں وہ سب حرام ہیں چنانچہ اس اعلان تکمیلِ دین کے تین ماہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے پس اے مسلمانو (فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ) تم غیر مسلم سے نہ ڈرو۔ تمہارے دلوں میں اگر ہمارا ڈر ہے تو تمام دُنیا تم سے مرعوب رہے گی۔ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ) اور تمہارا دین آج ہر طرح مکمل ہے۔ تمہیں ہر طرح کی آسانیاں دی گئیں (وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ) اور ہر طرح کی نعمتیں تمہیں بخش دی گئیں (وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا) اور میں نے دینِ اسلام کو تمہارے لئے منتخب کیا اور اسلام تمہیں تمام کاموں میں ہمارا فرماں بردار اور عبادت گزار بنا دے گا۔ اگر تم میں فرماں برداری اور عبادت گزاری نہیں تو تم مسلمان بھی نہیں۔ پھر سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن اور پیغمبر اسلام کے ذریعے تمہیں حلال اور حرام تو معلوم ہو گیا ہے لیکن پچھلی امتوں کی طرح تم پر پابندیاں عائد نہیں کی گئیں۔ (فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ) سو کسی جگہ بھوک وپیاس کے مارے تمہاری جان جانے کا اندیشہ ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ حرام چیز اس قدر کھا سکتے ہو کہ موت سے بچ جاؤ۔ خدا تمہارے حال کو دیکھتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی ایسی تکلیف ڈالی جائے جو تمہاری برداشت سے باہر ہو۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو وہ تمام یہود اور نصاریٰ جو اسلام قبول

Marfat.com

کر چکے تھے سخت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ" ہیں اسلام میں اس قدر آزادی"
تم پر وہ چیزیں حلال ہیں جو تمہارے لئے نقصان دہ یا نفرت انگیز نہیں ۔ فرمایا اگر
تمہیں شکاری کتوں کے ذریعہ شکار کا شوق ہو تو (مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ)
کتوں کو اس طرح سدھا کر شکار میں لے جاؤ کہ وہ شکار پکڑ کر خود نہ کھائیں بلکہ تمہارے
پاس لے آئیں ۔ اور اگر تمدن و معاشرت کی نسبت پوچھو تو تمہیں جاننا چاہیئے
کہ یہ بھی حرام ہے کہ کوئی مرد اور عورت آپس میں (وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ)
پوشیدہ طور پر دوستانہ تعلقات قائم کرے ۔ مرد اور عورت کے درمیان وہی تعلق
جائز ہے جو بذریعہ نکاح قائم ہو

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا اکیسواں رکوع ۱۶۸ ویں آیت :۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

لوگو! جو چیزیں زمین میں ہیں اُن میں سے شرعی حلال اور پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطانی اور سرکش طاقت کے قدم بہ قدم مت چلو کیونکہ (شیطان) تمہارا کھلا دشمن ہے ﴿۱۶۸﴾ وہ تو تمہیں بدی اور بے حیائی (کے کام کرنے) کو کہے گا اور اللہ کی بابت (تم سے) وہ باتیں کہلوائے گا جس کا تمہیں علم تک نہیں ﴿۱۶۹﴾ اور جب اُن (مخالفوں) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ حکم بھیجا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں نہیں جی ہم تو اُس (طریقے) پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو (چلتے ہوئے) پایا ہے ۔ بھلا اگر ان کے باپ دادا کسی بات کو نہیں سمجھتے تھے اور راہِ راست پر بھی نہ تھے تو بھی یہ انھیں کی تقلید کرینگے ﴿۱۷۰﴾

تشریح :۔ ان آیتوں میں انسان کو یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اُس کے
رسول کے حکم کے مطابق پاک و صاف اور حلال چیزوں کا استعمال کرنا چاہیئے ۔ نہ
وہ چیز کھائے جو انسان کی صحت اور اخلاق کے لئے نقصان دہ ہو ۔ اور نہ ہی
راہِ راست سے گمراہ ہو کر احکام خداوندی کے خلاف شیطان کے قدم بہ قدم

Marfat.com

چلے۔ جس طرح بعض مشرکین بتوں کے نام پر جانور چھوڑا کرتے تھے بلکہ اب بھی چھوڑتے ہیں اور اس جانور کو کھانا یا اُس سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا حرام سمجھتے تھے مشرکین عرب سانڈ وغیرہ کو بھی کھانا حرام سمجھتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام کا اٹھارواں رکوع ۱۵۰ ویں آیت میں فرمایا۔ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اپنے گواہوں کو لا حاضر کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ (یہ چیزیں جن کو تم حرام بتاتے ہو) اللہ نے حرام کیا ہے، پھر جن بتوں کے نام پر جانور چھوڑا کرتے تھے تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ میری (مکتی) شفاعت اِن بتوں کے ذریعہ ہوگی۔ یہاں اس آیت میں اس کی ممانعت کی گئی ہے اور فرمایا کہ یہ شیطانی اغوا ہے۔ شیطان کا صرف یہی کام ہے کہ وہ انسان کو بے حیائی بے شرمی اور گناہ کے رستے پر لگائے اور اُس کے منھ سے ایسے ایسے کلمات کہلوائے جن سے وہ عذاب کا سزاوار ہو۔ شیطان انسان کو آمادہ کرتا ہے کہ جس طریق پر تمہارے باپ دادا یا اگلے بزرگان چلا کئے تم بھی اسی طریق کو اختیار کرو۔ کیونکہ یہی سیدھی راہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کھانے پینے کے بابت وہم پرستی کی بنا پر خواہ مخواہ اپنے پر فضول پابندیاں لگا لینا کوئی دینداری نہیں اور اس سے ترقی یا نجات عقبیٰ کبھی حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ جس قدر اچھی پاک وصاف اور حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کر دی گئی اور مباح کر دی گئی ہیں انھیں شوق سے کھاؤ اور ایمان کی راہ پر چلو۔ اللہ اور رسول کے حکموں کی تعمیل کرو اور توہم پرستی کو چھوڑ دو۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا پہلا رکوع پہلی آیت:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ڛ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (۱)	اے ایمان والو (اپنے) اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے تمام چوپائے (جو بمشابہ) مویشی جانور (یعنی گائے بکری بھیڑ اور اونٹ وغیرہ) حلال کر دیے گئے ہیں مگر وہ جو تم کو (آگے) پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ لیکن جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کرنا حلال نہ سمجھ لینا۔ بیشک خدا جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے (۱)

Marfat.com

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا پہلا رکوع تیسری آیت :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣﴾

تم پر حرام کر دی گئی ہیں مردار (جانور) خون۔ سؤر کا گوشت (وہ جانور) جو خدا کے سوا کسی اور کے نامزد کیا گیا ہو۔ گلا گھونٹ کر مارا ہوا۔ چوٹ لگا کر مارا ہوا۔ وہ جو کسی بلندی سے گر کر مر جائے۔ وہ جو کسی جانور کا سینگ لگ کر مر جائے۔ اور وہ جسے درندوں نے (پھاڑ) کھایا ہو مگر جس (کے مرنے سے پہلے تم اس) کو ذبح کرلو (تو وہ حرام نہیں) اور (حرام ہے) تم پر (وہ جانور) جو کسی تھان پر (چڑھا) کر ذبح کیا جائے۔ (تھان کے معنی وہ مقامات جن کو لوگ متبرک سمجھ کر خدا کے سوا دوسروں کی نذر و نیاز چڑھاتے ہیں جیسے دیوتاؤں کے تھان یا کوئی ایسی دوسری جگہ جسے متبرک سمجھتے ہیں) اور یہ (بھی منع ہے) کہ (ساجھے کے جانور کا گوشت جوئے کے طور پر) تیروں (کے پاسوں) سے آپس میں تقسیم کرو یہ گناہ کی بات ہے (مسلمانو!) اب ناامید ہو گئے مخالفین تمہارے دین کے طرف سے (اور وہ اب تمہاری سخت مخالفت کرینگے) تو تم اُن سے ہرگز مت ڈرو مجھ سے ڈرو۔ اب ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا

ل عربی زبان میں کمال اور تمام دونوں لفظ نقصان کے مقابل ہیں۔ ان میں فرق یہ ہے کہ کمال اوصاف وصفات خارجیہ کے نقصان کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور تمام اجزاء کے لحاظ سے مثلاً انسان کا اگر ایک ہاتھ نہ ہو وہ ناقص ہے یعنی اسے ناتمام انسان کہا جائیگا خواہ وہ کتنا ہی حسین کیوں نہ ہو۔ اور اگر اُس کے اعضاء پورے ہیں مگر صورت اچھی نہیں۔ اخلاق نادرست ہیں۔ خصائل درشت و ناہموار ہیں تو اس کو بجائے ناتمام کے نامکمل انسان کہا جائے گا۔ آیت بالا مذکورہ میں دونوں لفظوں کو جمع کر کے یہ بتا دیا گیا ہے کہ دین اسلام اب ہر پہلو سے مکمل ہو چکا

Marfat.com

اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور ہم نے اسلام کو تمہارے مذہب بننے کے لئے پسند فرمایا پھر (اس پر بھی) جو کوئی شدت بھوک سے بیتاب ہو جائے بشرطیکہ گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو اور مجبوری کوئی حرام چیز کھالے بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحمت والا ہے (۳)

ف۔ آٹھواں پارہ سورہ انعام کا چودھواں رکوع ۱۲۱ ویں آیت :۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ

اور جس (ذبیحے) پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اُس میں سے (گوشت) مت کھاؤ اس میں سے (گوشت کا) کھانا البتہ نافرمانی ہے ط

ساتواں پارہ سورہ مائدہ کا ۱۲ واں رکوع ۸۷ ویں آیت :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (۸۷) وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا

اے ایمان والو تم اُن پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں اور حد سے (بھی) آگے نہ بڑھو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (۸۷) اور اللہ نے جو کچھ حلال و پاک چیزیں دی ہیں انھیں کھاؤ اور اُس سے ڈرتے رہو

---

۴ ہے نہ اس میں اجزا کا نقصان باقی ہے نہ اوصاف کا اس لئے اب اس کی حرکت ارتقائی ختم ہو گئی ہے۔ اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا صرف ایک تاخر زمانی نہیں ہے۔ کسی شخصیت کا صرف آخر میں آنا فضیلت کی کوئی دلیل نہیں ہوتی بلکہ سنت اللہ چونکہ یہ ہے کہ ہر شئے کا خاتمہ کمال پر کیا جائے اس لئے یہاں آپ کا تاخر زمانی آپ کے انتہائی کمال کی دلیل ہے۔ اسی حقیقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر نبوت سے ایک بلیغ تشبیہ دیکر واضح فرمادیا تھا۔ یہود کو جب خدا تعالیٰ کے اس اکمال و اتمام کی خبر پہونچی تو ان سے رہا نہ گیا اور انھوں نے ازراہ حسد کہا اے عمر! اگر کہیں یہ آیت ہمارے حق میں اترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ معلوم ہوا کہ ختم نبوت دینی ارتقاء اور حق تعالیٰ کے انتہائی انعام کا اقتضاء ہے اور وہ کمال ہے۔ اس سے بڑھ کر امت کے لئے اور کمال نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

طَيِّبًا ص وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

جس پر تم ایمان لائے ہو ﴿۸۸﴾

تشریح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں چاہیے کہ نہ عیسائیوں کی طرح تارک دنیا ہو کر دنیاوی نعمتوں کو اپنے پر حرام کر لو اور نہ ہی یہودیوں کی طرح سے آگے بڑھو۔ بیشک حدود سے آگے یا پیچھے ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ تم نہ عیسائیوں کی طرح تارک دنیا بنو اور نہ یہود کی طرح بالکل بے خوف و نافرمان بنا یا تمہیں چاہیئے کہ جو حلال چیزیں ہیں انھیں کھاؤ پیو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔

چودھواں پارہ سورہ نحل کا پندرہواں رکوع ۱۱۶ ویں آیت:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

اور (اے مسلمانو! کافروں کی طرح) جو کچھ تمہاری زبان پر آئے (بے سوچے سمجھے) جھوٹ نہ بک دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگاتا ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے ﴿۱۱۶﴾

آٹھواں پارہ سورہ انعام کا ۱۹ واں رکوع ۱۵۱ ویں آیت:۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا

(اے پیغمبر!) ان سے کہو کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے وہ یہ کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی (کے ڈر) سے مار نہ ڈالو ہم ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے بھی طریقے ہیں اُن کے قریب تک مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہو خواہ پوشیدہ۔ اور جس چیز کا مار ڈالنا اللہ نے حرام ٹھہرا دیا ہے اُس کو قتل مت کرو مگر ہاں کسی حق کی بنا پر ہو (قصاص) یہ وہ باتیں ہیں جن کا تاکیدی حکم خدا نے تمہیں دیا ہے۔ تاکہ تم لوگ عقل سے کام لو ﴿۱۵۱﴾

Marfat.com

تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور یتیم کے مال کے نزدیک تک مت جاؤ مگر ہاں ایسے طریقے سے جو اُس کے حق میں) بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ سنِ بلوغ کو پہونچ جائیں۔ اور انصاف کے ساتھ ماپ اور تول کو پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی شخص کو اُس کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب کبھی بات کیا کرو تو حق و انصاف کی کرو۔ اگرچہ معاملہ قرابت داری کا ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کے ساتھ جو عہد و پیمان کرو اسے پورا کیا کرو۔ اے لوگو! یہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو (اور عمل کرو) ﴿۱۵۲﴾ اور (اس نے، یہ بھی ارشاد فرمایا ہے، کہ یہی ہمارا سیدھا رستہ ہے اسی پر چلے جاؤ (دوسرے، راستوں پر نہ ہو لینا کہ یہ تم کو خدا کے رستے سے (بھٹکا کر) تتر بتر کر دیں گے (غرضیکہ) یہ رسب وہ باتیں، ہیں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ ﴿۱۵۳﴾

تشریح:۔ انسان کے لئے سب سے بڑی چیز جو حرام قرار دی گئی ہے اور جس کے مباح کر لینے پر اُسے سخت سزائیں دی جائیں گی وہ یہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ خواہ اس کی ذات سے ہو یا صفات سے کسی دوسری چیز یا انسان کو شریک ٹھہرائیں۔ اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کیونکہ اس گناہ کی بخشائش نہیں ہے اور کسی صورت سے اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف نہیں فرمائیگا قرآن اس کو "ظلم" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ اگر مسلمان "لا الٰہ الا اللہ" کا اعلان کرنے کے بعد بھی شرک کا شیوہ اختیار کریں تو ہرگز مسلمان نہیں ہیں۔ آجکل مسلمانوں پر جو دُنیاوی مصائب و آفات نازل ہو رہے ہیں اس کی محض یہی وجہ ہے کہ ان کے عقیدے اب مومنوں کے سے نہیں رہے ہیں۔ اِن کے دلوں میں شرک کا روگ بھر گیا ہے۔ وہ سب سے بڑے ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ خدا کو فراموش کر بیٹھے ہیں اور دوسرے کے دروازوں پر سر رگڑتے ہیں۔ انھوں نے خدا کو چھوڑا

Marfat.com

خدا نے بھی انھیں چھوڑا" فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔ اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو" کس قدر عبرت ناک منظر ہے کیا توحید کی یہی تعلیم ہے اور یہی ایمان ہے۔

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے (حالیؔ)

خداوند کریم کا یہ فرمان ہے کہ اے مسلمانو کسی اور کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ ماں باپ کے شامل بدسلوکی نہ کرو اپنے اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے مت مار ڈالو اور بے حیائی کے کام چوری چھپے یا علانیہ نہ کرو یہ ساری چیزیں تم پر حرام کردی گئی ہیں نیز یتیم کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ناپ و تول میں کمی نہ کرو بے انصافی نہ کرو۔ اقرار اور وعدہ کو پورا کرو۔ مگر افسوس آج کل زیادہ تر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اب وہ حرام کو حرام اور حلال کو حلال نہیں سمجھتے۔ ماں باپ کے شامل بدسلوکی کی مثال جس قدر مسلمانوں میں ملتی ہے شاید ہی اور کہیں ملے۔ بے ادبی۔ بے پرواہی۔ نافرمانی ایذا رسانی اور بدسلوکی آج کل کے اولاد میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ظاہر و پوشیدہ بے حیائی کو تو کچھ نہ پوچھئے۔ دغا بازی اور یتیموں کے مال کھانے والے بھی بکثرت نظر آئینگے عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے والوں اور ناپ تول میں کمی کرنے والوں ڈنڈی مارنے والوں کی بھی کچھ کمی نہیں۔ وعدہ خلاف اقرار و قول کو توڑنے والے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ کیا آج مسلمانوں کی وہی حالت نہیں جو نزول وحی کے زمانہ میں یہود کی تھی؟ جس کے وجہ سے اُن پر بلائے آسمانی نازل ہوئی تھیں افسوس

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے (حالیؔ)

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا دسواں رکوع ۸۰ ویں آیت:۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور (اے پیغمبر حالات) لوط کو (یاد کرو) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا (۸۰) تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم حد (انسانی سے) گزر گئے ہو (۸۱) تب اُس کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنے گاؤں سے نکال دو یہ بڑے پاک د

Marfat.com

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (۸۲) فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (۸۳) وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ (۸۴)

صاف بنتے ہیں (۸۲) پس ہم نے لوط کو اور اُن کے متعلقین کو (عذاب سے) بچا لیا بجز اُس کی بیوی کے کہ پیچھے رہ جانے والوں میں رہی (جو لوگ عذاب میں رہ گئے تھے) (۸۳) اور ہم نے ان پر ایک طرح (پتھروں) کا مینہ برسایا (اے انسان!) دیکھو گنہ گاروں کا کیا انجام ہوا (۸۴)

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُنیا میں اُن کی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ اُس زمانے میں فحش و بے حیائی کی حد ہو چکی تھی۔ لوگ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے شہوت بازی کیا کرتے تھے۔ حضرت لوط نے اسکے خلاف جہاد کیا مگر اُن لوگوں نے ایک بات نہ مانی بلکہ الٹے پھپتیاں اُڑاتے اور تمسخر کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ میاں پاک باز و اگر ہمارے حرکات ناشائستہ اور گندہ ہیں تو ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ ہم تو اس بات کو بُرا نہیں سمجھتے۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا یعنی غضب الٰہی نازل ہوا اور پتھروں کی بارش ہوئی اور آج بھی ساری دُنیا اُس قوم لوط پر لعنت بھیجا کرتی ہے۔ اے کاش اِس زمانے کے لوگ خدا سے ڈریں اور اللہ کے غضب سے بے خوف نہ ہوں اور اپنے اُن نازیبا حرکت سے باز آجائیں جس کی وجہ سے قوم لوط غارت ہوئی[1]

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا گیارہواں رکوع۔ ۸۵ ویں آیت:۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ

اور (ہم نے) مدین (والوں) کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) اُس نے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی

[1] قرآن مجید میں دوسری جگہ قوم لوط کے واسطے تعمل الخبائث کا بھی لفظ آیا ہے۔ تفسیر دُر منثور میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کی تشریح میں فرمایا ہے کہ قوم لوط اغلام بازی کے علاوہ اور جرم بھی غنڈوں کے سے کرتی تھی جس میں داڑھی کا منڈانا اور مونچھوں کا بڑھانا بھی شامل تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

Marfat.com

رَبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۸۵) وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۹۰) فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۹۱)

معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں آچکی ہیں پس (تم) ناپ تول میں (چیزیں) پوری (پوری) دیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں (جو خریدتے ہیں) کم نہ دیا کرو اور ملک میں امن ہونے کے بعد فساد مت پھیلاؤ تمہارے لئے یہی بہتر ہے اگر تم اپنے دلوں میں ایمان رکھتے ہو (۸۵) اور قوم شعیب کے جو لوگ سردار (اور ان کی رسالت سے) منکر تھے انھوں نے (آپس میں) کہا کہ اگر شعیب کے کہے پر چلے تو اس میں شک نہیں کہ تم برباد ہو کر رہو گے (۹۰) غرض کہ ان لوگوں کو زلزلے نے آلیا اور اپنے گھروں میں (جیسے بیٹھے تھے، بیٹھے (کے بیٹھے) رہ گئے (۹۱)

تشریح: پھر لوط علیہ السّلام کے بعد شہر مدین کے رہنے والوں کی طرف اُن کے بھائی حضرت شعیب علیہ السّلام کو بھیجا۔ اُس زمانے میں وہی مرض تھا جو آج بھی عام ہے یعنی بیوپار اور روزمرہ کے معاملات میں دھوکا اور فریب عام تھا کم تولنا۔ کم ناپنا، ناقص چیزوں کا دے کر اچھی چیزوں کی قیمت لینا یہ تمام عیوب تھے۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے کہا کہ دیکھو یہ سب گناہ عظیم ہیں اِن سے پرہیز کرو۔ اور حکم خداوندی پر چلو اور چلنے والوں کی مدد کرو۔ دیکھو تم سے پہلے جن لوگوں نے خدا کی نافرمانی کیں انھیں سزائیں مل چکی ہیں تم ان سے سبق سیکھو اور اللہ پر ایمان لے آؤ۔ مگر انھوں نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ہدایات پر عمل نہ کئے اور آخر کار ان لوگوں کو زلزلے نے تباہ و برباد کر دیا۔

۳۰ واں پارہ سورہ التطفیف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۳۶ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (۱) الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

کم دینے والوں کے لئے (بڑی) خرابی ہے (۱) کہ لوگوں سے ناپ کر (خود) لیں تو پورا لیں (۲) اور

Marfat.com

یُسۡتَوۡفُوۡنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا کَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ﴿۳﴾ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۴﴾ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۵﴾ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۶﴾	جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں (۳) کیا یہ لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ ان کو قبروں سے، اٹھایا جائیگا قیامت کے دن (۵) جس دن تمام لوگ پروردگار کے سامنے رجواب دہی کے لئے، کھڑے ہوں گے (۶)

تشریح :- لوگوں کا طریقہ یہ تھا جیسا کہ آج بھی اکثر بیوپاریوں کا ہے کہ خود جب کسی سے کوئی چیز ناپ یا تول کرلیں تو پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک ناپ اور تول کر لے لیتے ہیں۔ مگر جب دوسروں کو تول یا ناپ کر کوئی چیز دیتے ہیں تو ضرور ناپ اور تول میں کم دیتے ہیں اور اس وقت نہایت بے شرمی سے دوسروں کے حقوق بھلا دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ناپ اور تول میں لوگوں کو نقصان اور خسارے میں رکھنا کچھ کم بُرائی نہیں۔ جس گناہ کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کی اُمت کو خدا نے تباہ و غارت کردیا تھا۔ کم ناپنے اور کم تولنے والوں کو سخت تباہی کا سامنا ہوگا۔ اس لئے کہ وہ کم ناپ و تول سے لوگوں کا مال ناجائز طریقے پر کھاتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ کام اُنھیں لوگوں سے ہوسکتا ہے جن کو اس بات پر یقین کامل نہیں کہ اُن کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کھڑا کیا جائے گا۔ اور ان اعمال بد کے لئے سزا دی جائے گی۔ اگر انھیں دوبارہ زندہ ہونے اور اپنے اعمال کا حساب کتاب دینے کا خوف ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ ناپ اور تول میں کمی کرتے۔ اسی لئے کم تولنے اور کم ناپنے والوں کو بھی اُن ہی منکروں میں شمار کیا گیا ہے جو (بعث بعد الموت) یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ اگرچہ اُن کا اپنا عقیدہ ہی کیوں نہ ہو کہ مرنے کے بعد زندہ ہوکر خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے اور اپنے اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے۔ کیونکہ عقیدے کا رکھنا محض اسی وقت مفید اور قابل تعریف ہوگا جب اس کے لوازمات پر عمل بھی ہو۔ اور سچ پوچھئے تو وہ عقیدہ دراصل عقیدہ ہی نہیں جو مقرون بالعمل نہ ہو۔

۱۹واں پارہ سورہ نمل کا پہلا رکوع چوتھا آیت :-

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ	جو لوگ روزِ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ہم نے ان کے

Marfat.com

زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿۴﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿۵﴾

اعمال اُن کو عمدہ کر دکھائے ہیں تو یہ لوگ بھٹکے پھرتے ہیں ﴿۴﴾ یہی لوگ ہیں جن کو بُری طرح کا عذاب ہونا ہے اور یہی لوگ ہیں جو آخرت میں سب سے، زیادہ نقصان میں رہیں گے ﴿۵﴾

تشریح:- جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بعد مرنے کے نہ زندہ ہونا ہے اور نہ کوئی حساب کتاب ہے مر گئے قصہ ختم ہو گیا۔ ایسے ہی طبقہ کے لوگوں کے اعمال تخلیقاً ہم عمدہ کر کے دکھاتے ہیں اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں یہی ٹھیک اور بہتر ہے۔ انہی لوگوں کو آخرت میں بڑا عذاب ہوگا اور یہ لوگ بہت زیادہ نقصان میں ہوں گے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۵ واں رکوع ۲۵۸ ویں آیت:-

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ م إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ لا قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ط قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۲۵۸﴾

(اے پیغمبر!) کیا تم نے اس شخص (نمرود) کی حالت پر غور نہیں کیا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے پروردگار کے بارے میں کج حجتیں کی (اور اس لئے کی) کہ اللہ نے اُس کو بادشاہت دے رکھی تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میرا رب تو وہ ہے جو (انسان کو) جِلاتا اور مارتا ہے (اس پر) وہ لگا کہنے کہ میں (بھی) زندہ رکھ سکتا اور مار سکتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے کہا اچھا ہمارا رب سُورج کو (ہر روز) مشرق کی طرف سے نکالتا ہے تو (ایک روز) مغرب کی جانب سے نکال دکھا (یں یہ بات سُن کر) وہ کافر ہکا بکا رہ گیا (پھر بھی ایمان نہ لایا) اور اللہ ہٹ دھرم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ﴿۲۵۸﴾

تشریح:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ تم اور تمہارے پیرو اپنی موجودہ کمزور حالت اور بے بسی سے گھبرا کر کہیں تبلیغ حق اور جہاد فی سبیل اللہ کو نہ چھوڑ بیٹھنا۔ دشمن اور دشمنان دین کی ان گنت فوج اور اُس کے بے انتہا خزانے

Marfat.com

تم سب کو مرعوب نہ کریں۔ تمہیں چاہیئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور اُن کے زمانہ کے ظالم و مغرور اور خدائی دعویدار بادشاہ کا واقعہ اپنے سامنے رکھو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس بادشاہ کو خدا کا فرماں بردار بننے اور اُس کی عبادت کرنے کے لئے دعوت دی تھی۔ تم بھی منکروں اور مشرکوں کو ایمان لانے کی دعوت دو۔ کیا ہم نے ابراہیمؑ کو اپنی حفاظت میں نہ لیا؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دُشمن اس کا بال تک بیکا نہ کرسکا اور کیا اُس کی آواز پر تمام دُنیا کی قوموں نے لبیک نہ کہا تھا؟ تم بھی اے محمدؐ اسی طرح بے پرواہ ہو کر دعوت تبلیغ حق کے لئے کمربستہ ہو جاؤ خدا کا دین پھیلاؤ اور مظالم سے نہ ڈرو میں تمہارا اور تمہاری تقلید کرنے والوں کا محافظ ہوں۔

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا ساتواں رکوع ۵۸ ویں آیت :-

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾

اور جو بستی (ایسی ہے کہ اُس کی زمین) عمدہ ہے اُس کے پروردگار کے حکم سے اُس کی پیداوار (بھی عمدہ ہی) نکلتی ہے اور جو (بستی ایسی ہے کہ اُس کی زمین) ناقص ہے اُس کی پیداوار (بھی) ناقص ہی ہوتی ہے اسی طرح ہم (اپنی قدرت کے) دلیلیں طرح طرح سے اُن لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں جن کا شیوہ شکر گزاری ہے ﴿٥٨﴾

تشریح :- جو زمین جوہر دار ہوتی ہے اور پیداوار کی صلاحیت رکھتی ہے اُس میں پھل پھول خوب اُگتے ہیں اور نکمّی اور ریتیلی زمین پر اگر سالہا سال بارش ہوتی رہے تب بھی ایسی زمین سے کچھ بھی پیداوار نہیں ہوتی ہے۔ یہی حال انسانی طبیعت کا ہے جس طبیعت و دل میں پند و نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اُس پر تبلیغ کا اثر جلد ہوتا ہے اور خوب اثرانداز ہوتا ہے اور وہ طبیعت ایمان کی دولت سے مالامال ہو جاتی ہے۔ اور جس طبیعت میں پند و نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں وہ ریتیلی زمین کے مانند ہے۔ اگر سالہا سال بھی اس زمین پر بارش ہوتی رہے تو اس زمین میں پیداوار کی کچھ بھی امید نہیں۔ اسی طرح جو دل سیاہ اور مُردہ ہے

Marfat.com

اُس پر پند و نصیحت کا کچھ بھی اثر زندگی بھر نہیں ہوتا۔

۲۷ واں پارہ سورہ القمر کا پہلا رکوع پہلی آیت:-

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾

قیامت پاس آگئی اور (پیغمبر کے معجزے سے) چاند دو ٹکڑا ہو گیا (کہ قرب قیامت کی یہ بھی ایک نشانی ہے) اور (یہ لوگ) اگر کوئی معجزہ (بھی) دیکھیں (تاہم حق سے) روگردانی کریں اور کہیں کہ (یہ بھی ایک قسم کا) جادو ہے جو سدا سے ہوتا چلا آیا ہے ﴿۲﴾ اور ان لوگوں نے (پیغمبر کو) جھٹلایا اور (اپنی نفسانی) خواہشوں کی پیروی کی اور ہر ایک کام (کا ایک وقت) ٹھہرا ہوا ہے (از اں جملہ ان کی سزا کا بھی) ﴿۳﴾ اور ان کو تو (اگلی امتوں کے) اتنے حالات پہونچ چکے ہیں کہ جن میں (کافی) تنبیہہ تھی ﴿۴﴾

تشریح:- ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے رات کا وقت تھا اور آپ کے بعض مخالفین بھی وہاں منیٰ میں جمع تھے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی فوق العادت نشانی کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ انھوں نے نگاہ جو اُٹھائی تو دیکھا کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ایک ٹکڑا اُن میں کا مغرب کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف چلا گیا ہے۔ جب لوگوں نے خوب اچھی طرح اس نظارہ کو دیکھ لیا تو پھر دونوں ٹکڑے آپس میں جُٹ گئے۔ مگر اس پر بھی وہ منکرین ایمان نہ لائے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاند پر یا ہم پر جادو کر دیا ہے۔ (حالانکہ آسمانیات پر جادو نہیں چلتا) اِس واقعہ کو معجزہ "شق القمر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعض مسلمانوں کے نزدیک یہ واقعہ قیامت کے روز ظہور میں آئیگا لیکن جمہور علماء کرام کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ قیامت کے روز چاند کی کیا خصوصیت ہے تمام نظام شمسی و قمری ہی درہم برہم ہو جائیگا۔ اگر شق القمر کے معجزہ کا واقع ہونا اسی طرح تسلیم کر لیا جائے جس طرح روایت کی گئی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایک

Marfat.com

نبی سے ایسی بات کا ظہور میں آنا کچھ محال نہیں۔ پس اس روایت کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد ان آیات کا مفہوم یہ ہو گا کہ اے منکران حق تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ چاند کس طرح پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ حالانکہ تمہارے نزدیک ایسا ہونا محال کیا بلکہ ناممکن تھا۔ پس جان لو کہ جس طرح آج چاند پھٹ گیا اسی طرح جب قیامت آئے گی تو ہر چیز پھٹ کر اور اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر برباد ہو جائے گی اور جس طرح ہمارے لئے آج تمہیں یہ معجزہ اپنے پیغمبر کے ذریعہ دکھانے میں کوئی دقت نہ ہوئی اور نہ کچھ وقت لگا اسی طرح قیامت کے روز تمام نظام شمسی و قمری کے توڑنے یا درہم برہم کرنے میں بھی ہمیں نہ کوئی دقت ہو گی اور نہ ہی کچھ وقت لگے گا مگر تم لوگ ایسے نافرمان بندے ہو کہ معجزہ دیکھنے کے بعد بھی تم یہی کہتے ہو کہ یہ تو ایک جادو تھا۔ سوچو کیا آسمان پر بھی جادو چلتا ہے؟ جادو کا تعلق تو سفلیات سے ہے۔

۱۹ واں پارہ سورہ شعراء کا پہلا رکوع تیسری آیت:۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ﴿٤﴾	(اے پیغمبر تم کچھ ایسے منقبض ہو رہے ہو کہ) شاید تم خود کشی کر بیٹھو کہ یہ لوگ ایمان (کیوں) نہیں لاتے۔ ہم چاہیں تو ان (لوگوں) پر آسمان سے ایک (زبردست) نشانی اتاریں اور ان کی گردنیں اُن کے آگے جھک کر رہ جائیں ﴿٣﴾ (نشانی سے مراد ہے عذاب یا معجزہ غرضکہ کوئی ایسا واقعہ جو منکروں کو ایمان لانے پر مجبور کرے۔ لیکن ہم زبردستی کرنا نہیں چاہتے۔ دنیا میں ہم نے ہر ایک انسان کو آزاد خیال چھوڑ رکھا ہے کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جاتا)

آٹھواں پارہ سورہ انعام کا چودھواں رکوع ۱۱۱ ویں آیت:۔

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ	اور اگر ہم ان (منکروں) کے پاس فرشتوں کو بھیجدیں اور مُردے بھی ان سے باتیں کرنے لگیں۔ اور ہم تمام موجودات (غیبیہ) کو لا کر ان کے سامنے کھڑے کر دیں

Marfat.com

شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ (۱۱۱)	تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں۔ ہاں اگر اللہ (زبردستی) چاہے (تو وہ اور بات ہے)، لیکن ان میں اکثر لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں (۱۱۱)

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر جو لوگ ایمان لانے والے نہیں اُن کو اگر فرشتے دکھا دئے جائیں۔ مُردے بھی اپنے قبروں سے اُٹھ کر ان کے شامل باتیں کرنے لگیں۔ اور جو کچھ طلب کریں وہی اُن کے سامنے لاکھڑی کر دی جائیں تب بھی وہ لوگ ایمان لانے والے نہیں کیونکہ ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ ہاں اگر خدا زبردستی کرنا چاہے تو وہ اور بات ہے۔ لیکن خدا کسی پر زبردستی نہیں کرتا۔

تیرہواں پارہ سورہ رعد کا چوتھا رکوع ۳۱ ویں آیت:۔

وَلَوْ أَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط بَلْ لِّلّٰهِ الْأَمْرُ جَمِيْعًا ط	اور اگر کوئی قرآن (ایسا بھی نازل ہوا) ہوتا جس (کی برکت) سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس (کی برکت) سے زمین (کی مسافت) بہ آسانی طے کی جا سکتی یا اس (کی برکت) سے مُردوں کے ساتھ گفتگو ہو سکتی (تو بھی یہ منکر لوگ ایمان لانے والے نہیں) حالیکہ یہ تمام باتیں اللہ کے بس میں ہیں (کہ وہ قرآن کے بذریعہ کر سکتا تھا)

تشریح:۔ ایمان نہ لانے والوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر اِس قرآن کے پڑھنے سے پہاڑ اپنی جگہ سے چل کھڑے ہوتے یا زمین کے مسافات طے ہو سکتی یا اُن سے مُردے باتیں کرنے لگتے تب بھی یہ منکر لوگ ایمان نہ لاتے اور کچھ نہ کچھ اعتراض کھڑا کر ہی دیتے حالانکہ یہ تمام قدرت اللہ کو ہے جو قرآن کے بذریعے خداوند تعالیٰ اگر چاہتا تو کر سکتا تھا لیکن خدا کسی قوم یا کسی انسان کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کرتا اگر وہ مجبور کرتا تو آج اس روئے زمین پر ایک بھی مُشرک یا منکر دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہی اسلام کی خوبیوں سے اچھی طرح کوئی بھی واقف کار رہتا کیونکہ اسلام کی خوبی کفر کے مقابلہ سے واضح ہو جاتی ہے۔

چودھواں پارہ سورہ الحجر کا پہلا رکوع چودھویں آیت:۔

Marfat.com

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿١٥﴾

اور اگر ہم ان لوگوں پر آسمان کا ایک دروازہ بھی کھولدیں اور یہ (منکر، لوگ دن دہاڑے اُس دروازے سے (آسمان پر) چڑھ بھی جائیں (۱۴) تاہم یہی کہیں کہ ہو نہ ہو ہماری نظر بندی کردی گئی تھی (یا)، یہ نہیں تو ہم پر کسی نے جادو کردیا ہے (۱۵)

چودھواں پارہ سورہ الحجر کا پہلا رکوع دوسری آیت :-

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾

(ایک دن ہوگا کہ) کافر بہتیرے ہی ارمان کرینگے کہ (اے) کاش (ہم بھی) مسلمان ہوتے (۲) تو (اے پیغمبر) ان کو (ان ہی کے حال پر) رہنے دو کہ کھائیں (پیئیں) اور (دُنیا کے چند روزہ) فائدے اٹھائیں اور توقعات (بے جا) ان کو غافل کئے رہیں پھر آخر (قیامت میں) تو ان کو معلوم ہو ہی جائیگا (۳)

تشریح :- جب ان منکروں اور مشرکوں کا اس دُنیا سے کوچ ہوگا اور عالم آخرت میں جاکر ہر ایک چیز کی کیفیت سے واقف ہوں گے اور اپنے ضمیر کی ملامت سے تنگ آکر افسوس کرینگے کہ وہ دُنیا میں کیوں خدا کے فرماں بردار نہ بنے ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! تم اس طبقے کے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اِن کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ دُنیا میں عیش وعشرت اور راحت وآرام کی زندگی بسر کریں۔ اور دن رات لہو ولعب اور خوش طبعی میں اپنا دن گزاریں۔ اسی طبقے کے لوگوں کی بستیاں قہر آسمانی سے تباہ وبرباد کی جاتی ہیں افسوس اِس زمانہ کے اکثر مسلمان بھی اسی طرح کی زندگی بسر کررہے ہیں اور رہا یہ عیش وعشرت کی زندگی کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ بے ایمانی۔ بددیانتی۔ خیانت دغا۔ فریب۔ رشوت خوری غرضکہ اسی طرح کی دوسری حرکتوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اور جاہل سے لیکر عالم تک سب کے دلوں میں یہی سمائی ہے کہ دُنیاوی عیش وعشرت کا سامان کیونکر اور کس طرح حاصل کریں۔ ہر شخص مبدا ومعاد کو بھولا ہوا ہے۔ نہ پیدائش یاد ہے اور نہ موت کی فکر۔ نہ خدا

Marfat.com

کی نافرمانی کا ڈر نہ رسول کی اطاعت کا شوق۔ نہ بد اعمالیوں سے نفرت اور نہ نیک کرداریوں کی رغبت۔

غرض عیب کیجئے بیاں اپنے کیا کیا کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا تاسف کے قابل ہے احوال سب کا

مریض ایسے مایوس دُنیا میں کم ہیں
بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ہیں (حالی)

یہی وجہ ہے کہ ہم پر بلائے آسمانی نازل ہو رہی ہیں اور عبرت ناک واقعات ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا گیارہواں رکوع ۸۶ ویں آیت:۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا (۸۶)

اور جب تمہیں کوئی (مشروعی طور پر) سلام کرے تو تم اس سے بھی بہتر (الفاظ) میں سلام کا جواب دیا کرو (یا کم از کم) ویسے ہی الفاظ لوٹا دیا کرو۔ بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (۸۶)

تشریح:۔ اگر کوئی مسلمان تمہیں شرعی طور پر سلام کرے تو تم اُس کے جواب میں بہتر الفاظ استعمال کرو۔ یعنی اگر کہے السّلام علیکم تو تم جواب میں کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ یا کم از کم اتنا ہی کہو یعنی وعلیکم السلام۔ خاموش رہنا اور جواب نہ دینا گناہ ہے اور خداوندکریم اس کا حساب ضرور لے گا۔

اٹھارواں پارہ سورہ نور کا آٹھواں رکوع ۶۱ ویں آیت:۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۶۱)

تم جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے (لوگوں) کو سلام کر لیا کرو (سلام ایک) دُعائے خیر ہے جو تم مسلمانوں کو، خدا کی طرف سے (تعلیم کی گئی ہے)، برکت والی عمدہ۔ یوں اللہ (اپنے) احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (۶۱)

تشریح:۔ جب تم کسی کے مکان وغیرہ میں داخل ہونے لگو تو پہلے مکان والوں میں سے اپنے دینی بھائیوں کو سلام کر لیا کرو۔ سلام کیا ہے؟ یہ ایک بہترین

Marfat.com

بابرکت دُعا ہے جس کی تعلیم تمہیں خداوند تعالیٰ قرآن پاک کے بذریعے کھول کھول کر سمجھاتا ہے کہ دیکھو یہ کتنی اچھی چیز ہے۔

اکیسواں پارہ سورہ احزاب کا پہلا رکوع چوتھی آیت:-

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِي تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾

اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے ہے اور نہ تم لوگوں کی بیویوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا تمہارے اپنے مُنھ کی کہن ہے اور اللہ تو حق بات فرماتا ہے اور وہی (لوگوں کو سیدھا) رستہ دکھاتا ہے ﴿۴﴾ لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپو کے نام سے بُلایا کرو یہی بات اللہ کے نزدیک زیادہ تر قرین انصاف ہے۔ پس اگر تم کو اُن کے باپ معلوم نہ ہو تو تمہارے دینی بھائی اور (نیز) تمہارے (دینی) دوست ہیں (تو اُن ہی کے مناسب[1] حال لفظوں سے اُن کو بلایا کرو) اور تم سے اس میں بھول چوک ہو جائے تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ مگر ہاں دل سے ارادہ کر کے ایسا کرو (تو البتہ گناہ کی بات ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۵﴾

تشریح:- اسلام سے پہلے عرب میں ایک طرح کی طلاق کا رواج تھا جس کو ظہار کہتے ہیں۔ وہ اس قسم کے الفاظ سے واقع ہوتی تھی کہ مرد نے عورت کو کہہ دیا کہ تو میری ماں ہے۔ اتنا کہہ دینے سے عورت مرد سے چھوٹ جاتی تھی اب بھی لوگوں سے اس قسم کی نادانیاں سرزد ہوتی ہے۔ مگر اسلام نے اس کو طلاق نہیں

---

[1] مناسب حال لفظوں کا یہ مطلب ہے مثلاً صاحب زادے یا میاں لڑکے یا اسی طرح کا کوئی اور لفظ کہہ کر بلانا چاہیئے نہ کہ فرزند یا بیٹا جس طرح اپنے حقیقی اولاد کو پکارا کرتے ہیں۔

Marfat.com

مانا بلکہ اس کا ایک کفارہ ٹھہرا دیا ہے جس کی صراحت اٹھائیسواں پارہ کے سورہ مجادلہ (ص۱۲۸) پرہے۔ دوسری بدرسم لے پالک کی تھی اور اب بھی ہے کہ متبنّیٰ کو تمام باتوں میں اصلی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں رسموں کو یہ فرما کر اُٹھا دیا کہ کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے تو جو میلان آدمی کو اپنی ماں کی طرف ہوتا ہے اُس قسم کا میلان بیوی کی طرف کیوں ہونے لگا پس اگر آدمی اپنی بیوی کو کہہ دے کہ تو میری ماں کی جگہ ہے اس کہنے سے بیوی ماں کی جگہ نہیں ہو جاتی۔ ماں ماں ہی کی جگہ ہے اور بیوی بیوی کی جگہ۔ اسی طرح غیر کے فرزند کو بیٹا بنا لینے سے وہ اصلی بیٹا نہیں ہوتا۔ پس اس قسم کی باتیں خدا کے نزدیک معتبر نہیں

سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے ہم معتقدِ دعویٰ باطل نہیں ہوتے

سورہ کہف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ کہف پہاڑ کی کھوہ یا غار کو کہتے ہیں کسی زمانہ میں چند ایک پاک باطن نوجوان اپنے زمانہ کے فسق وفجور اور شرک و بُت پرستی سے تنگ آکر پہاڑ کی ایک کھوہ میں جا رہے تھے اور حکمت الٰہی سے وہیں کوئی تین سو نو سال تک سوئے رہیں اس کے بعد قادر مطلق نے اُن کو پھر خواب راحت سے جگایا اور دُنیا کو دکھا دیا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور اسی طرح مرنے کے بعد سب کو جلائے گا اِس لئے اس سورہ شریف کا نام سورہ کہف رکھا گیا۔ اس سورہ کا شان نزول کا واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے اور قوم یہود ونصاریٰ اور اہل قریش کو یہ معلوم تھا کہ اصحاب کہف کا صحیح طور پر قصہ صرف پُرانی کتابوں یعنی توریت اور انجیل میں مذکور ہے جن تک حضور کی رسائی نہیں۔ اس لئے اہل قریش نے بعض یہود و نصاریٰ کے ساتھ مل کر یہ تجویز کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معلومات کا جائزہ لیا جائے چنانچہ آپ سے آکر پوچھا کہ آپ اصحاب کہف کے بابت ہمیں صحیح صحیح حالات سے مطلع فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ بہتر کل بتا دوں گا۔ حضور کا خیال تھا کہ کل تک وحی نازل ہو جائے گی اور تمام باتیں کھل جائیں گی۔ لیکن آپ بتقاضائے بشریت "انشاء اللہ" کہنا بھول گئے اور کئی دنوں تک جب وحی نازل نہ ہوئی تو حضور گھبرائے اور مخالفین نے باتیں بنانی شروع کیں۔ الغرض عجب بےچینی کے دن

Marfat.com

گزرے۔ چند روز بعد وحی نازل ہوئی اور حضور کو ارشاد ہوا (پندرہواں پارہ سورہ کہف کا چوتھا رکوع ۲۳ ویں آیت :۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا (۲۳) اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا (۲۴)	اور کسی کام کی نسبت (یہ) نہ کہا کرو کہ میں اس (کام) کو کل کر دوں گا (۲۳) مگر (ہاں یوں کہا کرو کہ) خدا چاہے تو (اس کام کو کل کر دوں گا) اور اگر (انشاء اللہ کہنا) کبھی بھول جایا کرو تو (جب یاد آجائے) اپنے رب کو یاد کر لیا کرو اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا رب اس سے زیادہ مجھے رہنمائی کی بات بتا دے (۲۴)

تشریح :۔ جب کسی شخص سے کچھ وعدہ کرو یا کسی چیز کی ملنے کی توقع ہو تو "انشاء اللہ" کہہ کر وعدہ کرنا چاہیئے اور اگر کبھی "انشاء اللہ" کہنا بھول جاؤ تو یاد آنے پر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ اور اپنی غلطی پر افسوس کا اظہار کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہاری توبہ قبول کرلے اور تم سے کسی طرح کی پرسش نہ ہو۔ نیکوں کی حسنات مقربین کی سیأت ہوتی ہے۔ بنا بریں انبیاء سے خلاف اولیٰ چیزوں پر بھی گرفت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اصحاب کہف کا قصہ بیان فرمایا۔ اللہ اللہ! ذرا غور تو کیجیئے کہ اتنے بڑے پیغمبر صرف غلطی سے لفظ "انشاء اللہ" اپنے وعدے میں کہنا بھول گئے تو خداوند کریم نے نزول وحی روک دی اور جب تک اپنی لغزش کی معافی نہ چاہی اس وقت تک وحی نازل نہیں ہوئی۔ اب ذرا غور تو کیجئے کہ ہم اپنے آئندہ توقعات اور وعدے کے لئے کتنی دفعہ "انشاء اللہ" کہتے ہیں۔ آج کل اگر کسی توقعات یا وعدے پر ہم "انشاء اللہ" کہتے بھی ہیں تو اکثر مغرب زدہ اور اپنے مذہب سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ انشاء اللہ شک کئے ہے یعنی تم کر بھی سکتے ہو اور نہیں بھی۔ دیکھیئے یہ کتنی بڑی جہالت اور لاعلمی ہے اور یہ لاعلمی صرف اس لئے ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیم سے اپنے کو آزاد کر لیا ہے اور سراسر گناہ کے مرتکب ہوتے جاتے ہیں۔ ہمیں اپنے وعدوں اور توقعات کے پورے کرنے یا ہونے میں ہمیشہ "انشاء اللہ" کہنا چاہیئے اس لئے کہ اگر خدا کو منظور نہیں تو وہ کون سی ہستی ہے جو اس وعدے کو پورا کر دے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۹ واں رکوع ۲۸۲ ویں آیت :۔

Marfat.com

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ (۲۸۲)	اے ایمان والو! جب کبھی تم ایک دوسرے کے ساتھ ایک میعاد کے لئے ادھار لین دین کا معاملہ کرو تو اُسے لکھ لیا کرو (اور یہ بھی حکم ہے کہ اُس دست آویز پر گواہ بھی کر لو) اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر دو مرد گواہ کے لئے نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو (گواہ) بنا لو (۲۸۲)

تشریح:۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرض کا لین دین منع نہیں ہے بشرطیکہ سودی قرض نہ ہو۔ پھر بد معاملگی اور بُرے نتائج سے بچنے کے لئے ایک اصولی بات بھی بتا دی گئی ہے کہ اس طریق کار سے نقصان اور جھگڑے فساد کا احتمال کم رہتا ہے وہ یہ کہ جب کبھی قرض کے لین دین کا معاملہ پیش آئے تو اُسے لکھ پڑھ لیا کرو اور اس دست آویز پر مردوں میں سے دو شخصوں کو گواہ بھی کر لیا کرو۔ اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ میں لے لو (دو عورتوں کا حکم اس لئے ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں جہاں عموماً جسمانی توانائی میں گھٹی ہوئی ہیں اُن کی یادداشت بھی مردوں جیسی نہیں ہوتی اس لئے ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتیں ہیں) غرضکہ اس رکوع اور آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو کہاں تک ہمارے باہمی فسادات کی روک تھام منظور ہے۔ کاش بندے خدا کی مرضی کو سمجھیں اور اس کے حکموں پر کاربند ہوں کہ خدا کی خوشنودی اور ہمارا فائدہ اسی میں ہے۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا آٹھواں رکوع ۵۸ ویں آیت:۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (۵۸)	(مسلمانو!) اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت (رکھنے) والوں کی امانتیں (جب مانگیں) ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ جو تم کو نصیحت کرتا ہے (تمہارے حق میں) بہت اچھی ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ) دیکھتا ہے (۵۸) مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول۔

Marfat.com

کا حکم مانو اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں (اُن کا بھی)

تشریح :۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایمان والو تمہارے لئے یہ لازمی امر ہے کہ تم ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دو۔ اور لوگوں کی امانتیں خواہ وہ مالی ہوں یا اخلاقی بکمال دیانت داری اُن کے حقداروں کو پہونچاؤ اور جو بات بھی کہو عدل و انصاف کو پیش نظر رکھ کر کہو تمہیں طرفداری کے تعصبات اندھا نہ کرنے پائیں۔ اور خدا کی نافرمانی کی جرأت تمہارے اندر پیدا نہ ہو سکے۔ جب کبھی تمہیں دو مخالف فریق کے درمیان تصفیہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو تمہارا فیصلہ خدا کی کتاب اور رسول کے ارشادات کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور روزِ آخرت سے ڈرتے ہو تو تمہارے فیصلے کی بُنیاد انھیں باتوں پر ہوگی۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور جو تمہارے اندر صاحبِ حکومت ہیں اُن کا بھی حکم مانو بشرطیکہ وہ حکم خلافِ پیغمبر نہ ہو۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید　　　که هرگز بمنزل نخواهد رسید

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف جس نے بھی راہ اختیار کی وہ منزل مقصد تک ہرگز نہیں پہونچ سکتا۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا بیسواں رکوع ۱۳۵ ویں آیت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ج اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا قف فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ج وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (۱۳۵)	اے ایمان والو! انصاف پر پوری طرح قائم رہو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ یہ (گواہی) تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ یا قریبی رشتہ داروں ہی کے خلاف (کیوں نہ) ہو اگر کوئی مالدار ہے یا نادار تو اللہ (تمہاری نسبت) اُن پر زیادہ مہربان ہے تم (اُن کی خاطر اپنی) خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ کہیں لگو تم حق سے ہٹنے اور اگر کج بیانی کرو گے یا گواہی دینے سے پہلوتہی کرو گے تو بلا شبہ اللہ کو اُن باتوں کی پوری پوری خبر ہے جو تم کرتے ہو (۱۳۵)

تشریح :۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تم سچائی اور حق گوئی کو اپنا شیوہ بناؤ اور ہمیشہ سچی گواہی دیا کرو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کوئی بھی چیز تمہیں سچائی

Marfat.com

سے نہ روک سکے ۔ اگر تم دیکھتے ہو کہ حق گوئی تمہارے ہی خلاف پڑتی ہے یا اس سے تمہارے ماں باپ یا قریبی رشتہ داروں پر کوئی حرف آتا ہے تو بھی سچ کہنے سے دریغ نہ کرو ۔ دیکھو کہیں تمہیں سچائی سے نہ دولت مندوں کی دولت باز رکھے اور نہ ناداروبے بسوں کی غریبی غرضکہ سچائی اور راستی پر ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہیئے ۔ اگر دبی زبان سے گواہی دو گے یا سرے سے گواہی دینے میں پہلوتہی کرو گے یا حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرو گے تو یاد رکھو کہ خدا تمہارے فعل سے بے خبر نہیں جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے ۔

چودھواں پارہ سورہ نحل کا تیرھواں رکوع ۹۰ ویں آیت :-

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾

(مسلمانو!) اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور (لوگوں کے ساتھ) احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو (مالی مدد) دینے کا اور بے حیائی (کے کاموں) اور ناشائستہ حرکتوں اور (ایک دوسرے پر) زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے تم لوگوں کو (ایسی ایسی) نصیحتیں کرتا ہے کہ تم (ان باتوں کا) خیال رکھو ﴿۹۰﴾

تشریح :- اگر مسلمان صرف اسی ایک آیت کے حکم پر عمل کریں تو دینی اور دنیاوی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں ۔ فرمایا کہ تین باتوں پر تمہارا عمل ہونا چاہیئے یعنی عدل وانصاف[1] احسان[2] اور لوگوں سے اچھے سلوک ۔ رشتہ داروں کی مدد[3] اور اعانت اور تین باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے ۔ فحش و بے حیائی[1] ۔ ناپسندیدہ[2] حرکات اور دوسروں پر ظلم[3] و زیادتی ۔ ان باتوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھو اور ان پر عمل کرو ۔ افسوس کہ ہر جمعہ کے خطبے میں ہمارے مسجدوں کے ائمہ اس آیۂ کریمہ کو لازمی طور پر بلند آواز سے پڑھ کر سنا تو دیتے ہیں مگر اکثر نہ وہ خود سمجھتے ہیں اور نہ ہی اُن کے مقتدی ۔ اگر ہمارے مسجدوں کے امام صاحب ہر جمعہ میں صرف اسی ایک آیۂ کریمہ کا ترجمہ تشریح کے ساتھ بیان کریں اور مصلیوں کو سمجھا دیا کریں تو ہماری اصلاح کیلئے بڑی حد تک کافی ہو سکتی ہے ۔

سورۃ الحجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں دو رکوع اور اٹھارہ آیتیں ہیں ۔ یہ سورہ بارہ ایسے حکموں پر مشتمل ہے جو اسلامی تہذیب کے اصول ہیں مگر

Marfat.com

افسوس صد ہزار افسوس کہ وہ قوم جس کے پاس ایسے زرّیں اصول ہوں اور اس کے چھوٹے بڑے تمام افراد ۔ مرد اور عورتیں ۔ امیر و غریب لازمی طور پر قرآن پاک کے ذریعے سے ان اصولوں کی تلاوت بھی کرتے ہوں ۔ مگر افسوس کہ وہ قوم آج اس قدر غیر مہذب اتنی ناشائستہ اور اس قدر غیر منظم ہو ۔ اس کی وجہ کیا ہے صرف یہی کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کے اخلاقی پہلو کو عملاً ترک کر رکھا ہے ۔ اور صرف ظاہری صورت کو اور وہ بھی بہت کم قائم رکھا ہے ۔ اگر ہم قرآن پاک کی تعلیم کے اخلاقی پہلو پر عمل پیرا ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ زمانہ اول کے مسلمانوں کی تمام وہ برکات اور خوبیاں ہم کو بھی حاصل نہ ہوتیں جن کی بدولت وہ لوگ تمام دنیا پر چھا گئے تھے ۔

۲۶ واں پارہ سورہ حجرات کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۱)	مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بنایا کرو اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو (کیونکہ) اللہ (سب کی) سنتا (سب کچھ) جانتا ہے (۱)
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (۲)	مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا ہونے دو ۔ اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو ۔ جیسے تم ایک دوسرے سے (آپس میں) زور زور سے بولا کرتے ہو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارا کیا کرایا سب کارت ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو (۲)

تشریح :۔ اُن بارہ حکموں میں سے پہلا حکم یہ ہے کہ مسلمانو! تم اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر اپنے حکموں کو مقدم نہ رکھو ۔ اس حکم کے ذریعے مومنوں کو پہلے اللہ کے فرماں بردار ہونے اُس کے بعد رسول اکرم کی اطاعت کا سبق پڑھایا اور اس کے بعد قیامت تک نبی کے جانشینوں کی اطاعت اُن کا ادب و احترام اور اُن سے وفاداری کرنے کا حکم دیا ۔ اور کہا کہ دیکھو رسول کے سامنے گستاخی کرنا اللہ کے سامنے گستاخی کرنے کے برابر ہے اور رسول کی تعظیم فی الحقیقت اللہ کی تعظیم ہے اسی طرح حضور کے جانشینوں کی تعظیم و تکریم کو بھی ضروری قرار دیا ۔ حضور اکرم کے جانشین وہی علماء دین ہیں جو پابند شریعت یعنی پابند قرآن و حدیث ہوں زمانہ سابق

Marfat.com

کے مُسلمانوں نے اس حکم کو مانا اور اس سے فائدہ اُٹھایا۔ آج ہم لوگ نبی کے جانشینوں کی دُرگت بناتے ہیں اور بڑے عالموں کے ساتھ علماء حق کو بھی جس طرح بُرا بھلا کہتے ہیں اور اُن کے ادب و احترام کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ اس کی سزا ہمیں موجودہ بدنظمی اور فرقہ بندی کی صورت میں مل رہی ہے۔ آج کل کے مُسلمان حکم ربانی سے اتنا ناآشنا ہیں کہ وہ اور تو اور ان کی تعظیم و تکریم بھی نہیں جانتے۔ جو انھیں قرآن پڑھائے اور اس پر عمل درآمد کرنے کا سبق دے۔ اسی سے بد تہذیبی ناشائستگی اور بداخلاقی سے پیش آئیں۔

اُن بارہ حکموں میں سے دوسرا حکم یہ ہے کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو پست رکھا کرو۔ ثابت بن قیسؓ ایک صحابی تھے۔ آپ کی آواز قدرتی طور پر بلند اور کرخت تھی۔ اس آیت کو سُننے کے بعد وہ دروازہ بند کرکے گھر میں بیٹھ رہے۔ کئی دنوں کے بعد حضور کو جب معلوم ہوا کہ ثابت نظر نہیں آتا تو یہ دیکھنے کے لئے کہ ماجرا کیا ہے آپ ان کے گھر پر تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا کہ بات کیا ہے گھر پر کیوں بیٹھے ہو۔ انھوں نے عرض کی کہ حضور میں ہمیشہ آپ کے ساتھ بلند آواز اور کرختگی کے ساتھ باتیں کرتا رہا اس لئے میرے تمام اعمال ضبط ہو گئے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا یہ بات نہیں۔ تمہارے اعمال ضبط نہیں ہوئے تم جنتی ہو کیونکہ تم نے گستاخی کی بنا پر میرے سامنے بلند اور کرختگی سے گفتگو نہیں کی۔ جو چیز تمہارے بس کی نہیں اللہ اُس پر مواخذہ نہیں کرتا۔ سبحان اللہ یہ تھی صحابۂ کرام کی شان علیٰ ہذا القیاس انسان کو چاہیئے کہ اپنے بڑوں اور بزرگوں سے باتیں کرتے وقت بلند اور کرختگی آواز سے نہ کیا کریں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ④

(اے پیغمبر) جو لوگ تم کو (تمہارے رہنے کے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر تو ایسے ہیں جن کو (مطلق) عقل نہیں ④

قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ پیغمبر خدا سے ملنے کو آئے حضور پُرنور کو مسجد میں نہ دیکھا تو لگے نام لے کر باواز بلند پُکارنے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو پیغمبر صاحب کا ادب تعلیم فرمادیا کہ باواز بلند پُکارنا کیا پیغمبر صاحب کے روبرو پکار کر بولنا بھی بے ادبی

Marfat.com

ہے۔ اس لئے تیسرا حکم یہ دیا کہ نبی کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ⑥

مسلمانو! اگر کوئی بد اطوار تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح (اس کو) تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ نادانی سے تم کسی قوم پر جا پڑو پھر اپنے کئے سے پشیمان ہو ⑥

تشریح:- چوتھا حکم یہ دیا کہ اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی ایسی خبر لائے جس سے دو یا دو سے زیادہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ فساد کی آگ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو پہلے جب تک اس کی جانچ پڑتال یا تحقیق نہ کر لو اس کو ہرگز صحیح نہ مانو۔ حدیث شریف میں آیا ہے "کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کہ انسان کی ہلاکت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے دوسروں سے کہہ دیا کرے" آج ہم مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ اگر ان کے پاس مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی کوئی خبر لے کر آئے تو وہ اسے تحقیق کئے بغیر یقین کر لیتے ہیں اور مشتہر کرنے لگ جاتے ہیں خواہ وہ سرتاسر لغو اور جھوٹ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ اس سے مسلمانوں کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہنچے۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ⑨

اور اگر مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو (تم) ان میں صلح کرا دو پھر اگر ان میں کا ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرتا ہے (تم بھی) اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم خدا کی طرف رجوع لائے۔ پھر جب رجوع لے آئے تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ⑨

تشریح:- پانچواں حکم یہ دیا ہے کہ اگر دو یا دو سے زیادہ مسلمانوں میں کچھ لڑائی یا فساد ہو جائے تو تم ان میں صلح کرا دو۔ امام بخاریؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ عبداللہ ابن ابی مشہور منافق کو کچھ سمجھانے کی غرض سے اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے آپ سے کہا کہ آپ دور ہی

Marfat.com

رہیں۔ کیونکہ آپ کے گدھے کی بو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اس پر ایک صحابی کو طیش آگیا ادھر عبداللہ ابن ابی کے ہمراہی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور مار پیٹ کی نوبت پہونچی۔ حضور نے طرفین میں صلح کروادی اور پھر جس مقصد کے لئے آپ تشریف لے گئے تھے اُسے بیان فرمایا۔ غرض کہ اس طرح کے سیکڑوں واقعات حدیث اور تواریخ سے ثابت ہیں کہ آپ نے لوگوں میں صلح صفائی کرائی صحابۂ کرام کا بھی یہی دستورالعمل رہا۔ مگر افسوس کہ آج ہمارے اندر یہ بات نہیں۔ اگر دو شخصوں میں بدقسمتی سے کوئی رنجش ہو جاتی ہے اور رنجش کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں تو جن کو بیچ میں پڑ کر مصالحت کرانی چاہیئے وہی خود لگائی بجھائی کر کے دونوں طرف سے یا کم از کم ایک ہی طرف سے اپنا مقصد پورا کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ قرآن پاک اس باب میں کیا کہتا ہے اور اُن پر کیا عذاب ہونے والا ہے۔ اگر صلح صفائی کراتے وقت معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص یا فلاں گروہ کی زیادتی ہے۔ اور وہ صلح کی طرف بھی رجوع نہیں کرتا تو اس صورت میں خداوندکریم کا حکم ہے کہ ظالم کو چھوڑ کر مظلوم کا ساتھ دیں مگر ہمارے ہاں گنگا الٹی بہتی ہے۔ یہاں تو ظالم و مظلوم کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ یہاں زبردست اور زیردست کو دیکھا جاتا ہے اور شامل اس بات کو بھی دیکھا جاتا ہے کہ اپنا فائدہ کس فریق کے ساتھ وابستہ ہے (اللہ پاک ہم پر رحم فرمائے)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾

مسلمان تو بس (آپس میں بھائی) بھائی ہیں۔ تم اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا (کے غضب) سے ڈرتے رہو تاکہ خدا کی (طرف سے) تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۰﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا

مسلمانو! مردوں پر مرد نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام بگاڑو ایمان لائے پیچھے۔ بدتہذیبی کا نام برا ہے۔ اور جو ان حرکات

Marfat.com

بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون (۱۱)

سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہے (۱۱)

تشریح:- چھٹا حکم یہ ہے کہ آدمی دوسرے آدمی پر یا ایک جماعت دوسری جماعت پر نہ ہنسے کیونکہ کسی کی ہنسی اڑانا ہی فتنہ وفساد کی جڑ ہوا کرتی ہے۔ فرمایا ممکن ہے کہ جن کی تم ہنسی اڑاتے ہو وہ تم سے اچھے ہوں اور اچھوں کا تمسخر اڑانا عذاب الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔ ساتواں حکم یہ ہے کہ کوئی کسی کو طعنہ زنی نہ کرے۔ کیونکہ طعنہ زنی دل دکھانے والی چیز ہے جس سے محبّت اور اتفاق میں فرق آتا ہے۔ آٹھواں حکم یہ ہے کہ لوگوں کو چڑانے والے ناموں سے نہ پکارو یعنی اگر کوئی کسی بات یا الفاظ سے چڑتا ہو تو ایسی چڑانے والی بات یا الفاظ اُس سے نہ کہو۔ فرمایا ایمان لانے کے بعد اگر کوئی ایسے بُرے کام کا مُرتکب ہوا اور توبہ کرنے سے پہلے ہی مرجائے تو اس کا شمار ظالموں میں ہوگا۔

یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم (۱۲)

مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے۔ بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مُردار کھانا ہے) اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے (۱۲)

تشریح:- نواں حکم یہ ہے کہ ایک دوسرے کے متعلق بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی انسان کو گناہ کے درجے میں پہونچا دیتی ہے۔ اور بعض دفعہ اُن سے بُرے بُرے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں۔ دسواں حکم یہ دیا کہ کوئی شخص کسی کی

Marfat.com

عیب جوئی نہ کرے بلکہ اگر کسی کو کسی دوسرے کی کوئی بُری بات معلوم ہو جائے تو اُس کی پردہ پوشی کرے۔ اس لئے کہ جو کوئی دوسروں کے عیب پوشی کرتا ہے تو خدا اس کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔ گیارہواں حکم یہ دیا ہے کہ کوئی کسی کی چغلی نہ کھائے کیونکہ چغلی کھانا ایسا ہے جیسے اپنے مُردے بھائی کا گوشت کھانا۔ ہاں اگر کوئی اپنے مُردے بھائی کا گوشت کھانا چاہے یا کھانا پسند کرتا ہو تو وہ کسی کی چغلی بھی کھائے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۱۳﴾	لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوّا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے ﴿۱۳﴾

تشریح:۔ بارہواں حکم یہ فرمایا کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے کیونکہ تم سبھوں کا باپ ماں ایک ہی ہیں۔ تمہارے قبیلے اور گروہ اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ایک دوسرے کی آسانی سے پہچان ہو سکے۔ فرمایا عزّت کی رو سے اسی کو فضیلت ہے جس کے اندر سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہو۔ خدا کے ہاں اُس شخص سے بڑھ کر کوئی قابل عزت نہیں جو تقویٰ و طہارت کا مالک ہو اسی بات کو جامیؒ نے اپنے ایک شعر میں ادا کیا ہے

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی　　کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

جب تم عشق کے غلام ہو چکے تو پھر حسب نسب کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے اندر یعنی عشق کے اندر فلاں کا بیٹا فلاں کوئی چیز نہیں۔

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا بیتسرا رکوع ۲۳ ویں آیت:۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا	اور تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دے دیا ہے کہ (لوگو!) اُس (خدا) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آنا اگر والدین میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں

Marfat.com

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ
هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ
صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ
بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ
تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ
كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ
تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ
كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَ
كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا
مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ
وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾

تو اُن کو ہُوں بھی نہ کرنا اور نہ اُن کو جھڑکنا اور اُن سے
(کچھ) کہنا سُننا ہو تو، ادب کے ساتھ کہنا سُننا ﴿٢٣﴾
اور شفقت سے انکساری کا پہلو اُن کے آگے جُھکائے
رکھنا اور (ان کے حق میں) دُعا کرتے رہنا کہ اے
میرے پروردگار جس طرح انھوں نے مجھے چھوٹے سے
(رحم کے ساتھ) پالا اُسی طرح تو بھی اِن پر (اپنا) رحم
کیجیو ﴿٢٤﴾ (لوگو!) تمہارے دل کی بات کو تمہارا رب
خوب جانتا ہے اگر تم (حقیقت میں) سعادت مند
ہوز اور تم سے ماں باپ کے حق میں بھولے سے کوئی
فروگذاشت بھی ہوگی)، تو (وہ تم کو معاف کردے گا کیونکہ
وہ توبہ کرنے والوں (کی خطاؤں) کا بخشنے والا ہے ﴿٢٥﴾
اور رشتہ دار، غریب اور مسکین اور مسافر (ہر ایک) کو
اس کا حق پہونچاتے رہو اور (دولت کو) بے جا مت
اڑاؤ ﴿٢٦﴾ (کیونکہ دولت کے) بے جا اڑانے والے
شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار
کا بڑا ہی ناشکرا ہے ﴿٢٧﴾ اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑو
کہ (گویا) گردن میں بندھا ہے اور نہ بالکل اُس کو پھیلا
ہی دو (ایسا کرو گے) تو تم ایسے بیٹھے رہ جاؤ گے کہ لوگ
تم کو ملامت بھی کرینگے (اور) تم خالی ہاتھ بھی ہوگے ﴿٢٩﴾
(اے پیغمبر) تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ
کردیتا ہے (اور جس کسی کی روزی چاہتا ہے) تنگ کردیتا
ہے (اور) وہ اپنے بندوں (کے حال) سے باخبر (اور
ان کی ضرورتوں کا) دیکھنے والا ہے ﴿٣٠﴾

تشریح: اس رکوع میں انسان کے نام ایک پیغام ہے جس میں اُسے بتایا گیا ہے کہ تجھے ان لوگوں سے جن کے ساتھ تیرا دُنیاوی تعلق ہے کس طرح پیش آنا چاہیے

Marfat.com

اور اس لحاظ سے تجھ پر کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں ۔ فرمایا اول یہ کہ اللہ کے سوا اور کسی کی ہرگز ہرگز عبادت نہ کی جائے ۔ دوسری یہ کہ ہر شخص اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا برتاؤ کرے ۔ اگر ماں یا باپ یا دونوں بہت زیادہ بوڑھے ہوجائیں تو اولاد کا فرض ہے کہ اُن سے تنگ نہ آئے اور نہ ناک بھوں چڑھائے بلکہ چاہیئے کہ اُن سے شفقت اور محبّت سے بات کرے اور ان سے ہر وقت عاجزی اور انکساری سے پیش آئے اور اللہ سے دعا مانگے کہ خدایا جس طرح انھوں نے شفقت اور پیار سے میرے بچپن کے زمانہ میں میری تربیت اور پرورش کی تھی اسی طرح تو بھی ان پر مہربان ہوجا۔ فرمایا کہ اے انسان والدین کے معاملہ میں تجھے دل سے مخلص اور نیک بخت ہونا چاہیئے ۔ اگر تو میرے احکام پر چلے گا تو یقیناً میں تیری لغزشوں کو معاف کردوں گا اور تجھے آخرت کی خوشگوار زندگی عطا کروں گا ۔ تیسری یہ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھے اور اُن کے حقوق کو اچھی طرح ادا کرے ۔ چوتھا حکم یہ دیا کہ تو مسکین اور مسافروں کی نگہداشت کرے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی خبرگیری کرے ۔ چونکہ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا اور اس کے لئے روپئے پیسے کی ضرورت ہے اس واسطے پانچواں حکم یہ دیا ہے کہ فضول خرچی اور لغویات سے اپنے کو باز رکھ۔ اگر تو نے فضول خرچی کا بُرا طریقہ اختیار کیا تو گویا شیطان کا بھائی بن گیا پھر نہ تو کسی حقدار کا حق ادا کرسکے گا اور نہ کسی کے ساتھ نیک سلوک کرنا بھی تیرے لئے ممکن ہوگا ۔ یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ آج مسلمان جس طرح قرآن پاک کے دوسرے حکموں کو بھولے ہوئے ہیں اسی طرح اس حکم کو بھی جو کُل انسانی کائنات کے نام اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے معرفت بھیجا تھا سرے سے بُھلا رکھا ہے ۔ آج ایسے مُسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اپنے والدین سے بُرے سلوک کرتے ہیں اور بڑھاپے میں بجائے آرام دینے کے انھیں تکلیف دیتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں ۔ افسوس کہ اگر باپ کسی معاملے میں بیٹے کے ہم رائے یا ہم خیال نہ ہوئے یا ذرا بھی مخالفت کی تو پھر ایسے باپ کی خیریت نہیں ۔ دیکھو جہاں حقوق کی ادائیگی کا ذکر کیا وہاں مالیت اور اقتصادیات کو بھی ہر ممکن طریقے سے

Marfat.com

مضبوط کرنے کے لئے ہدایت کردی۔ اب مال کے خرچ کے سلسلے میں اس آیت میں اعتدال اور میانہ روی کی ہدایت ہے کہ آدمی خیر خیرات میں نہ اتنی داد و دہش کرے کہ آپ تکلیف اٹھائے اور لوگ الٹے ملامت کریں اور نہ ایسا بخل کرے کہ مٹھی کھلے ہی نہیں جس پر یہ شعر صادق آئے۔

بخیل ار بود زاہد بحر و بر
بہشتی نباشد بحکم خبر

چھٹا حکم سورۂ بنی اسرائیل کے چوتھا رکوع ۳۱ ویں آیت سے شروع ہوتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـــُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ

اور (لوگو!) افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اُن کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اولاد کا جان سے مارنا بڑا بھاری گناہ ہے ﴿۳۱﴾ اور زنا کے پاس (ہوکر بھی) نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بے حیائی ہے اور (بہت ہی) بُرا چلن ہے ﴿۳۲﴾ اور (کسی کی) جان کو مارنا اللہ نے حرام کردیا ہے ناحق قتل کرنا۔ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے والی (وارث) کو (قتل قصاص لینے کا) اختیار دیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ خون (کا بدلہ لینے) میں زیادتی نہ کرے کیونکہ (واجبی بدلہ لینے میں بھی) اُس کی جیت ہے ﴿۳۳﴾ اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہونچ لے اُس کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ مگر ہاں ایسی طریق پر کہ (یتیم کے حق میں) بہتر ہو اور عہد کو پورا کیا کرو کیونکہ (قیامت میں) عہد کی باز پرس ہوگی ﴿۳۴﴾ اور جب ماپ کردو تو پیمانے کو بھر کردیا کرو۔ اور (تول کر دینا ہو تو) ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولا کرو (معاملے کا) یہ بہتر (طریق) ہے اور (اس کا) انجام بھی اچھا ہے ﴿۳۵﴾ اور (اے مخاطب) جس بات کا تجھ کو علم (یقینی) نہیں (اٹکل پچو) اس کے پیچھے نہ ہولیا کرو۔ کیونکہ آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے

Marfat.com

تَأْوِيلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا
لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ
مَسْئُولًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ
فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ
لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ
تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ
ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوهًا ﴿۳۸﴾ ذَٰلِكَ مِمَّا
أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ
وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ
فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
مَدْحُورًا ﴿۳۹﴾

دن) پوچھ گچھ ہونی ہے ﴿۳۶﴾ اور زمین پر اکڑ کر نہ چلا کر کیونکہ تو نہ زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ بلندی میں پہاڑوں کی لمبائی کو پہونچ سکے گا ﴿۳۷﴾ (اے پیغمبر!) ان سب باتوں میں جو بُری ہیں سب ہی تو تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہیں ﴿۳۸﴾ (اور اے پیغمبر!) یہ باتیں (بھی) اُن عقل (و دانش) کی باتوں میں سے ہیں جن کو تمہارے پروردگار نے تمہاری طرف وحی کیا ہے اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا ورنہ تم ملزم (اور) راندہ (درگاہ) بنا کر جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے ﴿۳۹﴾

تشریح :۔ اور چھٹا حکم یہ صادر فرمایا کہ اولاد کو تنگدستی کے خوف سے مت مار ڈالو کیونکہ انسان انسان کا رازق نہیں ہے۔ فرماتا ہے اولاد کا قتل ایک بہت بڑا جرم ہے اس سے بچو۔ ساتواں حکم یہ ہے کہ سب سے بڑی بے حیائی زنا ہے اس سے بچو۔ اے ایمان والے اِس بُرائی کے قریب تک نہ جاؤ۔ زنا کے قریب نہ جاؤ سے مُراد یہ ہے کہ اُن اسباب اور علل کو پیدا نہ ہونے دو جس سے اس فعل کے ہونے کا امکان ہو۔ مثلاً بے پردگی۔ آزادی۔ لاپروائی۔ بن سنور کر بازاروں میں پھرنا وغیرہ وغیرہ کیونکہ زنا کے اسباب اور واقع ہونے کا اِن ہی باتوں میں زیادہ خطرہ ہے۔ اس کے بعد آٹھواں حکم یہ ارشاد ہوا کہ انسان کے لیئے حرام ہے کہ وہ کسی دوسرے انسان کو مار ڈالے ہاں کسی نے کسی دوسرے شخص کو مار ڈالا ہو تو پھر قصاص میں اُس قاتل کو قتل کرنا بالکل روا اور جائز ہے۔ نواں حکم یہ دیا ہے کہ یتیم کے مال میں بالکل تصرف نہ کیا جائے۔ ہاں اگر کسی شخص کو یتیم کے مال

Marfat.com

کی حفاظت کے لئے مقرر کیا جائے بشرطیکہ وہ شخص نادار ہو تو اُس پر جائز ہے کہ بہت تھوڑا سا معاوضہ لے کر یتیم کی جائداد یا مال اسباب وغیرہ کی نگہداشت کرے وہ بھی جب تک وہ اپنی جوانی تک نہ پہونچے۔ دسواں حکم یہ ہے کہ جب کسی سے کوئی عہد و اقرار کرو تو اس کو ضرور پورا کیا کرو۔ کیونکہ عہد و پیمان کے متعلق ضرور قیامت میں باز پرس ہوگی۔ گیارہواں حکم یہ ہے کہ جب کسی کو ناپ تول کر چیزیں دیا کرو تو پورا پورا ناپ و تول کر دو کسی کو کم مت دیا کرو۔ بارہواں حکم یہ دیا ہے کہ جس بات کا تمہیں یقینی علم نہ ہو اُس میں اپنی قیاس آرائیاں نہ کیا کرو کیونکہ اُٹکل پچو لگا کر جو بے تکی باتیں کہہ دیتے ہو اُس کے لئے تمہارے کان، آنکھیں اور دل سب کسی کو آخرت میں جواب دہ ہونا ہوگا۔ تیرہواں حکم یہ بتائی گئی ہے کہ تم کبھی مغرور و متکبر نہ بنو تمہاری بساط ہی کیا ہے جو اپنی بڑائی جتانے لگو۔ متکبرانہ روش ہم کو سخت ناپسند ہے۔ ان تیرہ احکام کے خاتمہ پر فرمایا کہ اگر تم اِن میں سے کسی ایک حکم کا بھی خلاف ورزی کرو گے یا اپنے معبود حقیقی کے ساتھ کسی کو بھی شریک کرو گے خواہ وہ شرکت اُس کی ذات سے ہو یا صفات سے۔ یا اگر اللہ کی شان میں گستاخی یا گستاخانہ کلمات کہو گے تو جہنم کی آتش سوزاں کی نذر کئے جاؤ گے۔ اگر آج دُنیا کے تمام مسلمان اللہ کے صرف ان تیرہ احکام پر عمل درآمد ہو جائیں تو یقینی طور پر گمراہی کے گڑھے سے نکل کر اپنی دین و دُنیا سنوار لیں۔ ماشاء اللہ اب بھی قرآن پاک کی روزانہ تلاوت کرنے والے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں مگر افسوس کہ اس پر عمل کرنے والے بہت ہی کم رہ گئے ہیں ورنہ قرآن پاک کی خوبیاں اس قدر جلد دُنیا اور دنیا والوں کو کیوں بھول جاتیں۔

ساتواں پارہ سورہ مائدہ کا بارہواں رکوع ۹۰ ویں آیت :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا	اے ایمان والو! شراب پینا، جوا کھیلنا، بتوں کے تھانوں پر جانا اور پانسے کے بذریعہ فال نکالنا یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں۔ تم ان سے پرہیز کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو ﴿۹۰﴾ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ

Marfat.com

يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾	تم لوگوں میں عداوت اور بغض پیدا کرے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تم کو باز رکھے۔ (شیطان کے مکر و فریب پر اطلاع پانے کے بعد بھی ان برائیوں سے) باز آؤ گے (یا نہیں) ﴿۹۱﴾ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو نیز نافرمانی سے بچو۔ اب بھی اگر (تم حکم خدا سے) پھر بیٹھو گے تو یہ جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھلا ہوا پیغام کا پہونچا دینا ہے ﴿۹۲﴾

تشریح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ شراب پینا، جوا کھیلنا، بُت پرستی کرنا (قبر پرستی بھی)، اور پانسے سے فال نکالنا یہ سب کے سب گندگی اور شیطانی افعال ہیں جو ہمیں سخت ناپسند ہیں۔ تم اے انسان اِن کاموں سے پرہیز کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔ شراب اور جُوا وہ کام ہیں جن کے ذریعے شیطان لوگوں کے درمیان عداوت اور بغض کا بیج بوتا ہے اور انسان کو اللہ کے ذکر و اذکار اور نماز سے روکتا ہے۔ اگر ان باتوں کو معلوم کرنے کے بعد بھی تم ان سے باز نہ آئے تو پھر تم بھی اسی طرح ہمارا عذاب کا منتظر رہو جس طرح یہود و نصاریٰ تھے اور ہیں مسلمانو! یہاں تک نوبت نہ آنے دو اور ہماری اور ہمارے رسول کی فرماں برداری کرو۔ اور عذاب آخرت سے بچو۔ دیکھو تمہیں وہ باتیں بتا دی گئیں جن سے اگر تمہیں ایک طرف دنیا دی فائدے حاصل ہوں گے تو دوسری طرف ہم بھی تم سے خوش ہوں گے مسلمانو! اگر اب بھی تم نے بُری باتیں نہ چھوڑیں تو یاد رکھو کہ ہم اور ہمارے رسول نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب جو کچھ ہے تمہارے ذمہ ہے۔ مسلمانو! اگر ان احکام کے پہونچنے سے قبل تم سے نافرمانیاں صادر ہو چکی ہیں تو تم ابھی اور اسی وقت توبہ کر لو۔ اور آئندہ یہ کام نہ کرو اس صورت میں ہم تمہارے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ اللہ سے ڈرو اور ایمان کامل رکھو۔ اور نیک کام کرو تاکہ تمہارا عقبیٰ بہتر ہو۔

Marfat.com

۲۷ واں پارہ سورہ حدید کا تیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت :-

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

(اور یہ ہم نے تم کو) اس لئے (جتا دیا) کہ کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا رنج نہ کرو اور کوئی نعمت خدا تم کو عطا کرے تو اُس پر اترا و مت اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا ﴿۲۳﴾ جو ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں۔ اور جو شخص پھر جائے (دینِ حق سے) تو اللہ بے نیاز ہے (اُن کے پھرنے سے اور) سزاوار ہے حمد کے ﴿۲۴﴾

تشریح :- فرمایا کہ اگر کوئی چیز تمہارے پاس سے چلی جائے تو اُس کا کچھ غم نہ کرو کیونکہ وہ چیز تمہارے پاس کسی طرح بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ اور اگر کوئی نعمت تمہیں مل جائے تو اُس پر حد سے زیادہ خوشی نہ مناؤ اور فخر نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شیخی خورے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور خدا کی ناپسندی باعث تباہی ہے۔ فرمایا کہ بخالت کے طریقے کو ہرگز ہرگز نہ اختیار کرو اور نہ ہی کسی دوسرے کو اسکی تعلیم دو۔

چھٹا پارہ سورہ نساء کا اکیسواں ۲۱ رکوع ۱۴۸ ویں آیت :-

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾

اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ کوئی شخص کسی کی برائی مشہور کرتا پھرے بجز اس کے کہ کسی پر ظلم ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ (مظلوم کی فریاد) سُنتا (اور ظالم کو) جانتا ہے ﴿۱۴۸﴾ (یعنی مظلوم اگر اپنی حکایت شکایت کسی سے کرے تو وہ گناہ نہیں)

مجالس میں غیبت کا زور اس قدر ہے — کہ آلودہ اس خوں میں ہر یک بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یاں درگذر ہے — نہ مُلّا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے (حالی)

تیسواں ۳۰ پارہ سورہ الھمزہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اسمیں نو آیتیں ہیں

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ نِ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّ

ہر اُس شخص کے لئے خرابی ہے جو لوگوں کی عیب جوئی کرتا ہے اور (اُن پر) آوازیں کستا ہے ﴿۱﴾ جس نے

Marfat.com

عَدَّدَهٗ ﴿۲﴾ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ﴿۳﴾ كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ ﴿۴﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ﴿۶﴾ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۸﴾ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾	مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا ﴿۲﴾ کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا ﴿۳﴾ (ایسا، ہرگز نہیں (ہوسکتا) وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائیگا ﴿۴﴾ اور (اے پیغمبر) تمہیں کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے ﴿۵﴾ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی ایک آگ ہے ﴿۶﴾ جو دلوں تک جا پہونچے گی ﴿۷﴾ وہ اُن کو (چاروں طرف سے) گھیرے ہوئے ہوگی ﴿۸﴾ بڑے بڑے لمبے ستونوں کی شکل میں ﴿۹﴾

تشریح:- بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ اپنے اعمال اور افعال کو تو دیکھتے نہیں بلکہ دوسروں کی عیب جوئی کرتے پھرتے اور غیروں پر آوازیں کستے رہتے ہیں۔ وہ اس حیات فانی کو حیات جاودانی سمجھ کر گن گن کر مال جمع کرتے رہتے ہیں اور موت کا خوف اُن کے دلوں سے بالکل نکل جاتا ہے حالانکہ موت ہی کا خوف ایک ایسا خوف ہے جو انسان کو بدکرداری سے روک سکتی ہے۔ جب انسان موت ہی کو بھلا دے تو پھر کوئی چیز فعل بد سے روکنے والا نہیں۔ اسی سورہ شریف میں اسی قسم کے لوگوں کی مذمت آئی ہے۔ اور اُن کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اُن کا انجام نہایت بُرا ہوگا۔ اور وہ اُس آگ میں ڈالا جائیگا جس کا نام حطمہ ہے۔ اُس آگ کی تعریف یہ ہے کہ اس کے شعلے ستونوں کی سی لمبی لمبی ہوگی اور تپش اس کی ایسی ہوگی کہ دل تک کو جا پہونچے گی الامان الحفیظ۔

سورۂ نساء میں اسلام کے تمدنی اور معاشرتی قوانین کے کھلے ہوئے بیانات ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے عزیز و اقارب، یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرنے چاہئیں۔ اُن کے حقوق اور عصمت کی کس طرح اور کیوں کر نگہداشت کرنی چاہیے؟ متوفی کی جائداد کو کس تناسب سے اُن کے رشتہ داروں میں تقسیم ہونا چاہیئے؟ اسی طرح اور دوسرے قوانین کو جو حق و انصاف کا صحیح نمونہ اور دنیا کا امن قائم رکھنے کا بہترین اُسوہ ہیں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور دنیا کی دوسرے اقوام جو ہمیشہ سے عورت کی حق تلفی کرتے چلے آئے ہیں اور برابر اس

Marfat.com

صنف کو ذلیل اور ناقابل التفات قرار دیا ہے۔ عورت کا کوئی بھی حق اپنے ذمہ تسلیم نہیں کیا بلکہ اپنے تمام جائز و ناجائز حقوق کی پابندیوں میں اسے نہایت بُری طرح جکڑ رکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسلام اس ناگوار چیز کو کبھی بھی گوارا نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ دُنیا کو اس ظلم و ستم سے باز رکھنے کے لئے اس سورہ شریف کا اکثر و بیشتر حصّہ اس بارے میں نازل فرمایا ہے اور سورہ نساء یعنی عورت کے نام ہی سے اس کا عنوان رکھا ہے۔ یہ سورہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو چھتر (۱۷۶) آیتیں اور چوبیس (۲۴) رکوع ہیں۔

چوتھا پارہ سورہ نساء کا پہلا رکوع دوسری آیت:۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا (۲)

اور یتیموں کو اُن کا مال دیدو اور (اُن کی) اچھی چیزوں سے (اپنی) بُری چیزوں کو مت بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر کھاؤ۔ ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے (۲)

چوتھا پارہ سورہ نساء کا تیسرا رکوع ۱۹ ویں آیت:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

اے ایمان والو تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم عورتوں کا مالک جبراً بن بیٹھو اور اُن عورتوں کو اس غرض سے مقیّد مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ حصہ وصول کرلو مگر یہ کہ وہ عورتیں علانیہ کوئی ناشائستہ حرکت کریں۔ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہو سہو۔

تشریح:۔ اسلام سے پہلے عرب کے لوگوں کا سلوک عورتوں کے ساتھ ظالمانہ اور بعض صورتوں میں ظالمانہ ہونے کے علاوہ شرم وحیا کے بھی بالکل خلاف تھا۔ مثلاً جب کوئی مرجاتا تو اُس کے وارث اُس کی بیوی کو میراث میت سمجھ کر اس پر قبضہ کرلیتے۔ اگر چاہتے بغیر مہر خود نکاح کرلیتے یا چاہتے تو کسی اور سے نکاح کردیتے اور مہر خود لے لیتے یا اگر چاہتے روکے رکھتے۔ وارثوں کے علاوہ میت کا کوئی

Marfat.com

دوست اُس کی بیوی پر کپڑا ڈال دیتا تو وہی اس کا حق دار سمجھا جاتا۔ اگر عورت خوبصورت ہوتی اُس سے خود نکاح کر لیتا اور اگر بدصورت ہوتی یا اس میں اور کسی طرح کا نقص ہوتا تو اس کو نکاح کرنے سے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ کچھ تاوان بھرتی یا وہ وہیں اُس کے ہاں مرجاتی اور خود اس کا وارث بن بیٹھتا۔ غرضکہ عورتوں کو مال مویشی اور اپنی جائداد منقولہ سمجھ کر میراث میں لے لیا کرتے تھے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وہ عورتیں بھی تمہاری طرح انسان اور خود مختار ہیں اسلئے ان کا مال و دولت نہ لوٹو اور نہ اُن کو ستاؤ۔ ہاں اگر وہ بے حیائی کا بازار گرم کریں تو اُن سے تعاون نہ کرو۔ اور تم جبراً اُن کے مال کا مالک نہ بنو۔ مال کا جبراً مالک بننا تین طرح سے ہوتا ہے۔ ایک[1] یہ کہ عورت کو شرعی طور سے میراث میں جو کچھ مال و دولت آئے وہ اس کو نہ دیا جائے بلکہ خود لے لیا جائے۔ دوسری[2] یہ کہ اس عورت کو نکاح نہ کرنے دیا جائے اِس غرض سے کہ وہ وہیں مرجائے اور اُس کے مال کا مالک بن جائے۔ تیسری[3] یہ کہ خاوند اس کو بلاوجہ مجبور کرے کہ عورت اُس کو کچھ مال و دولت دے تب یہ اُس کو چھوڑے۔ اِن طریقوں سے مال و دولت کا حاصل کرنا مسلمانوں کے لئے حرام ٹھہرایا گیا ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقر کا ۳۱واں رکوع ۲۴۰ ویں آیت:-

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾

اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے حق میں کچھ ایسی وصیت کر جائیں کہ سال بھر (اُسی گھر میں اسی طرح رہیں سہیں جس طرح پہلے رہتی تھیں) ہاں اگر اپنے لئے مناسب سمجھیں اور خود تمہارے گھر سے چلی جائیں تو تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ انھوں نے جو بھی جائز فعل کیا ہے اپنی بھلائی کے لئے کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے ﴿۲۴۰﴾ اور مطلقہ عورتوں کے شامل اچھے سلوک کرنا نیک کاروں پر فرض کر دیا گیا ہے ﴿۲۴۱﴾

Marfat.com

تشریح :- فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا نیک کاروں پر فرض کر دیا گیا ہے اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہو۔ قبل از اسلام دُنیا میں کبھی بھی کسی قوم نے (حقوقِ نسواں) یعنی عورتوں کا حق ادا نہیں کیا اور نہ ہی عورت کو مرد کے برابر کا حق دیا۔ اور نہ مرد کی دنیا نے عورت پر آفات و ظلم ڈھانے میں کوئی کسر اٹھا رکھی۔ روما کے قانون کو پڑھیئے۔ یونان کی تاریخ کا مطالعہ کیجیئے۔ ہندوستان کی حالت کو یاد کیجیئے۔ چین کو دیکھئے غرضکہ دُنیا کا کوئی بھی گوشہ یا آبادی کا کوئی بھی خطّہ ایسا نہ ملے گا جہاں مردوں نے عورت پر مظالم نہ توڑے ہوں۔ یہ اُن دنوں اور راتوں کا ذکر ہے جب اِسلام کا سایہ عورت کے سر پر نہ پڑا تھا۔ کیا رومن قانون کے آشنا لیبان کے اُس فیصلہ پر آنسو نہ بہائیں گے کہ عورت کنواری ہے تو باپ کی اور جب بیاہی گئی تو شوہر کی قطعی ملکیت ہوگی۔ کیا دُنیا یونان کے اس قیامت خیز ظلم کو فراموش کر سکتی ہے جب عورتوں کے ایک گروہ کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں خاک سیاہ کر دیا گیا تھا۔ کیا دُنیا ہندوستان کی ستی کے ظالمانہ رسم کو بھول سکتی ہے کہ جب عورت کو اپنے مُردہ شوہر کے چِتا پر زندہ جل کر خاک سیاہ ہونا پڑتا تھا دُنیا میں ایک وقت عورت پر ایسا بھی گزر چکا ہے جب مَردوں نے روپے پیسے کی طرح عورت کا لین دین کیا تھا۔ سرزمین عرب کے بیشمار گڑھے اور اندھے کوئیں مظلوم و معصوم بچیوں کی ہڈیاں اپنے آغوش میں لئے ہوئے ان مظالم کو یاد دلا رہی ہیں جو قبل از اِسلام عورت پر ڈھائے گئے تھے۔

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر — تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر (حالی)

تا آنکہ ریگستان عرب سے وہ صدا بلند ہوئی جس نے اپنے اُن الفاظ سے دُنیا کو تھرّا دیا کہ (وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ایسے ہی دستور کے مطابق عورتوں کا حق مردوں پر ہے) دیکھو عورتوں کے حقوق کو پامال نہ کرو۔ جب دُنیا نے عورت کو ٹھکرا رکھا تھا جس کی رائے میں عورت کا وجود کوئی وقعت نہ رکھتا تھا۔ وہ ان الفاظ کو سُنتے ہی چکرا گئی اور ابھی تعجب خیز نگاہیں اور حیرت انگیز کان چکرا رہے تھے کہ اسلام اور بانیِ اِسلام نے اپنی پوری

Marfat.com

طاقت سے اس بدنصیب ہستی کی حمایت کی اور جس کو مردوں نے ارزل مخلوق بنا رکھا تھا اس کی طرف رحم کا ہاتھ بڑھا کر اُس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ ابھی دُنیا کا یہ ظلم ختم نہیں ہوا تھا کہ باری تعالیٰ کی طرف سے دوسری آیت نازل ہوئی جس کو بانی اسلام نے بآواز بلند دُنیا کے سامنے پیش کیا اور وہ یہ ہے ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم اُن کے لباس) جس طرح لباس سے عزت افزائی اور ستر پوشی ہوتی ہے اسی طرح عورت اور مرد ایک دوسرے کے لئے پردہ پوش اور عزت ہیں۔ لہٰذا عورت کی عزت مرد سے کچھ کم نہیں۔ اسلام کی کامیابی کا راز قول نہیں بلکہ عمل تھا۔ یہ صرف زبان سے کہنے کی باتیں نہ تھیں اسلام نے اُن پر عمل کر کے دُنیا کو دکھایا۔ یہاں تک کہ دم واپسیں بانی اسلام کی زبان مبارک سے جو الفاظ وحی نکلے وہ اس وقت تک محفوظ ہیں اور وہ یہ ہیں (مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ نیکو کاروں کو ذمہ داریاں دی گئی ہیں کہ وہ عورتوں سے اچھے سلوک سے پیش آئیں)

۲۸واں پارہ سورہ مجادلہ کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :۔

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿١﴾ الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَائِهِم مَّا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ ۖ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ

(اے پیغمبر!) اللہ نے اُس عورت (ثعلبہ کی بیٹی خولہ) کی بات سُن لی جو اپنے شوہر (صامت کے بیٹے اَوس) کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو کو سُن رہا تھا بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے (۱) مسلمانو! جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار[1] کر بیٹھیں (یعنی ماں کہہ بیٹھیں) وہ (کچھ) اُن کی مائیں (تو ہیں) نہیں۔ اُن کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے (مگر)

---

[1] حضرت ابو حنیفہؒ کے یہاں ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (ماں بہن بیٹی وغیرہ) کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کی طرف اسکو دیکھنا منع ہو مثلاً یوں کہے " اَنْتَ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّي " تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ ظہار کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

مُنۡكَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَزُوۡرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۲﴾ وَالَّذِيۡنَ يُظٰهِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ ثُمَّ يَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۳﴾ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ سِتِّيۡنَ مِسۡكِيۡنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۴﴾

ہاں (بیوی کو ماں کہہ بیٹھنے سے) انھوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہی اور بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ﴿۲﴾ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھتے ہیں پھر لوٹ کر وہی (کام) کرنا چاہتے ہیں جس کو کہہ چکے ہیں (کہ نہیں کرینگے) تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے (مرد کو) ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا چاہیئے (مسلمانو!) تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے (تاکہ اس پرکاربند رہو) اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اس کی (سب) خبر ہے ﴿۳﴾ پھر جس کو (غلام یا لونڈی) میسر نہ ہو تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے (مرد) لگاتار دو مہینے کے روزے (رکھے)، اور جس سے (یہ) نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یہ (حکم)، اس لئے (دیا جاتا ہے)، کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر (پورا پورا) ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جو لوگ منکر ہیں اُن پر عذاب دردناک ہے ﴿۴﴾

تشریح:۔ اسلام سے پہلے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہہ دیتا کہ تو میری ماں ہے تو پھر اس کے بعد تمام عمر اُس کو اپنے لئے حرام سمجھتا اور اپنی زوجیت میں نہیں رکھتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک دفعہ ایسا ہوا کہ "اوس بن صامتؓ" ایک صحابی نے اپنی اہلیہ "خولہ بنت ثعلبہ" کو یہی الفاظ کہہ دئے۔ خولہ نہایت پریشان ہوئی اُس نے سوچا کہ میرے چھوٹے بچّے ہیں اگر ان کو اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوکے مر جائیں گے اور اگر ان کو دے دیتی ہوں تو کس مپرسی کی حالت میں ضائع ہو جائیں گے۔ الغرض اس نے اس پریشانی کے عالم میں خدا کے سامنے گریہ وزاری کرنا شروع کی اور کہا کہ خدایا تو اپنے پیغمبر کی زبانی میری اس مشکل کو حل کر دے۔ ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی اور کہتی کہ میرے

Marfat.com

خاوند نے طلاق کے ارادہ سے یہ الفاظ نہیں کہے تھے۔ غصّے کی حالت میں اُس کے مُنہ سے ایسا کلمہ نکل پڑا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور صاف طور پر یہ بتا دیا گیا کہ اگر اس طرح کوئی شخص اپنی اہلیہ کو ماں کہہ بیٹھے تو محض اس کے کہنے سے وہ اُس کی ماں نہیں ہو جاتی۔ فرمایا تمہاری مائیں وہی ہیں جنھوں نے تم کو جنا ہے۔ لیکن اپنی بیویوں کو مائیں کہنا بہت بُری اور سراسر جھوٹی بات ہے۔ اس لئے اس کی سزا یہ ہے کہ جو کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے تو وہ عورت کے پاس جانے سے پہلے ایک غلام یا لونڈی آزاد کر دے۔ جس کے پاس غلام یا لونڈی نہ ہو تو وہ پورے دو ماہ تک لگاتار روزے رکھ لے۔ جس کو اس کی بھی طاقت نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ سزا اس لئے لگائی گئی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلو اور حکم کو نہ توڑو اور اگر کوئی شخص شریعت کے احکام نہ مانے تو اس پر دردناک عذاب ہوگا۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا ۱۹واں رکوع ۱۲۹ ویں آیت :-

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۲۹)	اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ تم سب بیویوں کے درمیان برابر کا انصاف کر سکو خواہ تمہاری انتہائی خواہش ہی کیوں نہ ہو۔ پس ایسا نہ کرو کہ ایک ہی طرف ڈھل جاؤ (اور) دوسری کو ایسا کر دو کہ جیسے آدھ میں لٹکی ہو (یعنی نہ تو اس کے حقوق ادا کئے جائیں کہ خاوند والی سمجھی جائے اور نہ اسکو طلاق ہی دی جائے کہ بے خاوند والی کہی جا سکے) اور اگر تم اصلاح کر لو اور خدا سے ڈرتے رہو تو بیشک اللہ بھی بخشنے اور رحم کرنیوالا ہے (۱۲۹)

تشریح :- اگر تم ایک سے زیادہ عورتوں کو اپنے حلقۂ نکاح میں لانا چاہو تو یاد رکھو کہ اُن سب کے ساتھ یکساں اچھا سلوک کرنا پڑے گا۔ مگر یہ بڑا مشکل کام ہے کہ تم دو یا دو سے زیادہ عورتوں کے ساتھ یکساں انصاف کر سکو۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ کسی ایک کے طرف تو بالکل ڈھل جاؤ اور دوسری سے غفلت برتو یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی شخص دو یا دو سے زیادہ بیویوں کے درمیان پورا پورا حق و انصاف کو قائم نہیں رکھ سکتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ ایک ہی پر اکتفا کرے

Marfat.com

اور کسی دوسری کو پھندے میں پھنسا کر اپنے حرص و لالچ کا شکار نہ بنائے (وَاِنْ لَمْ تَقْدِمُوْا فَوَاحِدَةً) اگر تم اس طرح پر قائم نہیں رہ سکتے تو ایک پر اکتفا کرو۔

دوسرا پارہ سورہ بقر کا ۲۷ واں رکوع ۲۲۱ ویں آیت :۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۲۲۱)

اور (مسلمانو!) مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لائیں اُن سے نکاح نہ کرو اور شرک کرنے والی عورت کیسی ہی تم کو بھلی (کیوں نہ) لگے اُس سے مسلمان لونڈی بہتر ہے) اور مشرک مرد جب تک ایمان نہ لے آئے اپنی عورتیں اُن کے نکاح میں نہ دو۔ اور مشرک تم کو کیسا ہی بھلا (کیوں نہ) لگے اس سے مسلمان غلام بہتر ہے) یہ مشرک (عورت مرد) تو لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی عنایت سے بہشت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنے احکام لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ ہوشیار رہیں (۲۲۱)

تشریح :۔ اس آیت میں دو حکم ہیں۔ ایک یہ کہ کافر مردوں سے مسلمان عورت کا نکاح نہ کیا جائے سو یہ حکم تو اب تک باقی ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ مسلمان مرد کافرہ عورت کو اپنے نکاح میں نہ لائے۔ اس حکم میں دو حصے ہیں ایک حصہ یہ کہ وہ کافر عورت کتابی یعنی یہودیا نصرانی نہ ہو بلکہ کسی اور مذہب کفریہ سے تعلق رکھتی ہو تو اس حصہ میں بھی اس آیت کا حکم باقی ہے۔ چنانچہ ہندو عورت یا بدھ مت یا آتش پرست عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ دوسرا حصہ یہ کہ عورت کتابیہ یعنی عورت یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو اس جزو میں اس آیت کا حکم باقی نہیں رہا۔ بلکہ ایک آیت سورہ مائدہ میں اس مضمون کی ہے کہ کتابی عورتوں سے نکاح درست ہے اور وہ یہ ہے (سورہ مائدہ کا پہلا رکوع پانچویں آیت "وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب دی گئی" اسلامی طریقہ پر نکاح میں لا سکتے ہو۔ غیر اسلامی طریقے سے درست نہیں جیسے سبل

Marfat.com

میرج وغیرہ علہ

دوسرا پارہ سورہ بقر کا ۲۸ واں رکوع ۲۲۳ ویں آیت :-

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (۲۲۳)

تمہاری بیویاں (گویا) تمہاری کھیتیاں ہیں ۔ تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ (یعنی جس طرح افزائش نسل انسانی کا نتیجہ نکلے) اور اپنے لئے آئندہ (یعنی عاقبت) کا بھی بندوبست رکھو اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ تم کو اُس کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور (اے پیغمبر!) ایمان والوں کو خوش خبری سنادو (۲۲۳)

تشریح :- خداوند کریم یہاں ایک مثال دے کر سمجھاتا ہے ۔ کہ دیکھو جیسے کاشتکار کے لئے اس کے کھیت ہیں ٹھیک اسی طرح تمہاری بیویاں بھی تمہارے لئے بحیثیت کھیت کے ہیں ۔ اس لئے تمہیں اجازت ہے کہ جس طریقہ سے تمہاری طبیعت چاہے اپنی زمین پر کاشت کرو ۔ یہود کا یہ خیال کہ عورت کی پشت کی طرف سے وطی کرنا ممنوع ہے ۔ بچہ احول علہ پیدا ہوتا ہے غلط ہے لنسل النسانی کا نتیجہ جس طرح نکلے اس طرح صحبت کرو ۔ البتہ لواطت حرام ہے ۔ اور آئندہ کا سامان بھی کرو یعنی صرف اسی مزے داری میں مت پھنسے رہو بلکہ عبادت اور یاد الٰہی بھی کیا کرو پھر مجامعت سے بھی مقصود اولاد صالحہ ہونی چاہیئے کیونکہ یہی تمہاری اُخروی زندگی کے ساز و سامان ہیں ۔

علہ جن کتابی عورتوں سے نکاح کی اجازت ہوئی اُس کا فائدہ یہ ہونا چاہیئے کہ مومن قانت کی حقانیت عورت کے دل میں گھر کر جائے نہ یہ کہ کتابیات پر مفتوں ہو کر اُلٹا اپنی ایمانی ملی متاع ہی کو گنوا بیٹھے اور خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق ہو کر رہ جائے ۔ چونکہ کافر عورت سے نکاح کرنے میں اس فتنہ کا قوی احتمال ہو سکتا ہے اس لئے " وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ " کی تہدید و تنبیہ نہایت ہی برمحل ہے پھر اس کے علاوہ عقیدۂ تثلیث کے بعد ہم کو اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ آیا اہل کتاب کا اب کیا حکم ہے ۔

علہ احول اس کو کہتے ہیں جو ہر ایک چیز کو دو دیکھے ۔

Marfat.com

پانچواں پارہ سورہ نساء کا چھٹا رکوع ۳۴ ویں :-

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (۳۴) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا (۳۵)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں (اس کے دو سبب (ہیں) ایک یہ کہ (آدمیوں میں) اللہ نے بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی عورتوں) پر (وہبی طور پر علم و عمل میں) برتری دی ہے اور (دوسرا کسبی) سبب یہ کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے تو جو نیک (بیویاں) ہیں (مردوں کا) کہا مانتی ہیں (اور) خدا کی عنایت سے (اُن کے) پیٹھ پیچھے (ہر ایک چیز کی) حفاظت رکھتی ہیں اور تم کو جن بیویوں کی نافرمانی (اور سرکشی) کا اندیشہ ہو تو (پہلی دفعہ) ان کو سمجھاؤ پھر ان کے ساتھ ہم بستری موقوف کرو اور (اس پر بھی نہ مانیں تو) ان کے ساتھ مار پیٹ سے پیش آؤ۔ پھر اگر تمہاری بات ماننے لگیں تو تم بھی اُن پر ناحق کے الزام رکھنے کے) پہلو نہ ڈھونڈو کیونکہ اللہ (سب پر) غالب (اور) بڑا (زبردست) ہے (۳۴) اور اگر تمہیں ان کے درمیان نا اتفاقی کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی (جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو) خاوند کے کنبے سے اور ایک بیوی کے کنبے سے مقرر کرو اگر پنچون کا (دلی) ارادہ (میاں بیوی میں) اصلاح (کر دینے) کا ہوگا تو اللہ (اُن پنچوں کے سمجھانے بجھانے سے) دونوں میں موافقت کرا دے گا۔ بیشک اللہ (سب کے دلی ارادوں سے) واقف (اور) خبردار ہے (۳۵)

تشریح :- عورتوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مرد اُن کی ضروریاتِ زندگی کا کفیل ہے۔ اور گاڑھے پسینے کی کمائی بیدریغ اُن کے ہاتھ میں دے دیتا ہے تاکہ وہ خود کھائیں کھلائیں اور بچوں کی نگہ و پرداخت کریں اس لئے عورت کو چاہیئے کہ وہ مرد کو اپنا سرپرست اور حاکم تصوّر کرے۔ نیک عورتیں وہی ہوں گی جو کہ

Marfat.com

خاوندوں کی اطاعت شعار اور ظاہر و باطن میں ان کے مفاد کی حفاظت کرتی رہیں اگر کوئی عورت سرکش و نافرمان ہوجائے تو چاہیئے کہ مرد پہلے اُسے سمجھائے۔ اگر سمجھانے کا کچھ اثر نہ ہو تو خواب گاہ میں اُس سے علیحدگی اختیار کرے۔ اگر اس طرح بھی سرکشی اور بد دماغی سے باز نہ آئے تو پھر اُسے مناسب سزا دے (حدیث شریف میں مناسب مارنے پیٹنے کی اجازت ہے نہ کہ خون خرابا کرنے کی) غرض نرمی سے ہو یا سختی سے جس طرح بن پڑے اسے سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کرے کیونکہ جب وہ اطاعت قبول کرلے گی تو مرد خود بخود اُس عورت پر مہربان ہوجائے گا۔ اگر نوبت یہاں تک پہونچ جائے کہ میاں بیوی کی باہمی مصالحت کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو اس صورت میں یہ معاملہ منصف مزاج پنچایت میں پیش کرے۔ پنچایت ایک شوہر کے کنبہ سے اور ایک بیوی کے کنبہ سے مقرر ہو۔ اگر وہ لوگ ان کے درمیان حقیقی مصالحت کے لئے اچھی طرح کوشش کریں اور اگر ان کے دونوں میں میاں بیوی کے درمیان اصلاح کا ارادہ ہوگا۔ تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے درمیان موافقت پیدا کرادے۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا پانچواں رکوع ۳۲ ویں آیت :-

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَاسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (۳۲)	اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دے رکھی ہے اس کا کچھ ارمان نہ کرو۔ مردوں نے جیسے عمل کئے ہوں اُن کو (ثواب میں سے) اُن کا حصہ۔ اور عورتوں نے جیسے عمل کئے ہوں ان کو (ثواب میں سے) اُن کا حصہ اور (ہر وقت) اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز سے واقف ہے (۳۲)

تشریح :- عورتوں کو خدا نے اس طرح کا پیدا کیا ہے کہ دُنیا تو دنیا ان سے دین کے کاموں میں بھی مردوں کی برابری نہیں ہوسکتی۔ خلقی کمزوری کی وجہ سے وہ جہاد کرنے کے قابل نہیں۔ اُن کو بچے جننے ہیں۔ بچوں کو دُودھ پلانا پرورش وغیرہ کرنا ہے۔ ایک وقت خاص تک ان کو روزہ اور نماز سے بھی محروم رہنا پڑتا ہے۔ اِن باتوں پر غور کر کے عورتوں کو خیال ہوتا ہوگا کہ ہائے ہم مرد کیوں نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اس آیت میں ان کو سمجھا دیا کہ مردوں کی نیکیاں مردوں کے ساتھ ہیں اور عورتوں کی نیکیاں عورتوں کے ساتھ ہیں۔

چوتھا پارہ سورہ نساء کا تیسرا رکوع ۲۲ ویں آیت:۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ﴿۲۲﴾	اور اُن عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤ جنھیں تمہارے باپ دادا نکاح میں لاچکے۔ ہاں جو ہو چکا سو ہو چکا یہ بڑی بے حیائی کی بات تھی مردود شیوہ اور بُرا دستور ﴿۲۲﴾

تشریح:۔ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو نکاح میں لاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ہو چکا سو ہو چکا اب ایسا کرنا تمہارے لئے حرام کر دیا گیا۔

چوتھا پارہ سورہ نساء کا چوتھا رکوع ۲۳ ویں آیت:۔

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَرَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ ؗ وَحَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ	(مسلمانو!) تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری (رضاعی) مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں (یہ سب) تم پر حرام ہیں اور جن بیویوں کے ساتھ تم صحبت داری کر چکے ہو اُن کی (اگلے شوہر کی) لڑکیاں جو (غالباً) تمہاری گودوں میں (تربیت اور) پرورش پاتی ہیں (تم پر حرام ہیں) لیکن اگر ان بیویوں کے ساتھ تم نے صحبت داری نہ کی ہو تو (ان کے اگلے شوہر والی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے (اپنے) صلبی بیٹوں کی بیویاں (یعنی بہوئیں بھی تم پر حرام) اور دو سگی بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح) میں رکھنا (بھی تم پر حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ معاف کرنے والا

Marfat.com

غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۲۳) مہربان ہے (۲۳)

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ ط

اور وہ عورتیں (بھی حرام ہیں) جو دوسروں کی، قید (نکاح) میں ہوں۔ مگر وہ جو (کافروں کی لڑائی میں قید ہوکر) تمہارے قبضہ میں آئی ہوں (یہ) خدا کا حکم تحریری ہے (جو تم پر لازم کیا جاتا ہے) اور (جو عورتیں تم پر حرام کی گئیں) اُن کے علاوہ (سب عورتیں) تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ شہوت رانی کے لئے نہیں بلکہ قید (نکاح) میں لانے کی غرض سے مال (یعنی) مہر کے بدلے (نکاح کرنا) چاہو۔

تشریح: مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن عورتوں کا بیان فرمایا ہے جن سے نکاح حرام ہے۔ ان میں سے ساتؔ اہل قرابت ہیں اور چارؔ کی حرمت دامادی رشتہ اور دوؔ کی حرمت رضاعت یعنی دُودھ پلانے کے وجہ سے ہے۔ ساتؔ اہل قرابت میں سے یہ ہیں۔ مائیں[۱]، بیٹیاں[۲]، بہنیں[۳]، پھوپھیاں[۴]، خالائیں[۵]، بھتیجیاں[۶] بھانجیاں[۷]۔ اور دامادی رشتہ کا ذریعہ یہ ہے۔ ساس[۱] اپنی حقیقی بیٹوں کی بیویاں[۲] اور اپنے باپ کی منکوحہ[۳] جس کا ذکر اس رکوع کے بائیسویں آیت میں گزرچکا ہے۔ بیک وقت دو[۴] سگی بہنوں کا اجتماع۔ اور تمہاری بیویوں کی وہ بیٹیاں جو پہلے شوہر سے ہیں بشرطیکہ اُن کی ماں سے نکاح کے بعد شوہری تعلق ہوا ہو تو اُس کی اگلے شوہر کی لڑکیوں سے نکاح حرام ہے اور اگر شوہری تعلق نہیں ہوا ہے تو اُن کے اگلے والے شوہر کی لڑکیوں سے نکاح حلال ہے۔ اِس کے علاوہ دو اور عورتوں کی حرمت صحیح حدیث سے ثابت ہے ایک تو اپنی بیوی کی موجودگی میں اُسکی پھوپھیوں اور خالاؤں سے نکاح حرام ہے اور ان عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے جو شوہر والی ہوں۔ مگر کافروں کی وہ عورتیں جو لڑائی میں قید ہوکر تمہارے قبضے میں آئی ہوں وہ حلال ہیں۔ اور دُودھ کی حرمت یہ ہے کہ دُودھ پلانے والی مائیں[۱] اور ان کی لڑکیاں[۲]۔ ان مذکورہ عورتوں میں سے بعض تو دائمی طور پر حرام ہیں کبھی بھی اُن سے نکاح جائز نہیں اور بعض عارضی طور پر حرام ہیں اگر وہ سبب نہ ہو تو اُن سے نکاح حلال ہے مثلاً اپنی بیوی کی سگی بہنوں سے۔ بیوی کی موجودگی میں نکاح حرام ہے

Marfat.com

مگر بیوی کے بعد اُن سے نکاح جائز ہے۔
اب معنی کی تشریح کرنا ضروری ہے اُمَّھٰتُکُمْ۔ مائیں[1] ان کی مائیں اور اُن کی مائیں۔ دادیاں اُن کی مائیں وغیرہ۔ وَبَنٰتُکُمْ بیٹیاں۔ نواسیاں۔ پوتیاں۔ پرنواسیاں پرپوتیاں علیٰ ہٰذا القیاس۔ وَاَخَوٰتُکُمْ۔ بہنیں خواہ وہ ایک ہی ماں باپ سے ہوں یا ایک باپ اور علیحدہ ماؤں سے یا ایک ماں اور علیحدہ باپوں سے وَعَمّٰتُکُمْ باپ دادا پردادا وغیرہ کی حقیقی یا اخیافی یا علاتی بہنیں وَخٰلٰتُکُمْ۔ خالائیں یا ماں کی خالائیں یا نانی کی خالائیں باپ دادا کی خالائیں۔ وَبَنٰتُ الْاَخِ۔ بھتیجیاں۔ یا اُن کی بیٹیاں یا اُن کی نواسیاں وَبَنٰتُ الْاُخْتِ بھانجیاں یا بھانجی کی بیٹیاں یا اُن کی نواسیاں وَاُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ وہ عورتیں جنھوں نے دُودھ پلایا ہو خواہ وہ کتنا ہی پلایا ہو مگر ڈھائی سال کی عمر سے پہلے پلایا ہو۔ ڈھائی سال کی عمر کے بعد دُودھ کا پلانا باعث حرمت نہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس دُودھ شریک بہنیں چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورتیں نسب سے حرام ہیں وہی عورتیں رضاعت سے بھی حرام ٹھہریں گی۔ اس لئے شارع علیہ السّلام نے رضاعی پھوپھیاں۔ رضاعی خالائیں۔ رضاعی بھائی کی بیٹیاں۔ رضاعی بہن کی بیٹیاں غرضکہ جو عورتیں رشتہ نسب سے حرام ہیں اُن کو رضاعت کی وجہ سے حرام ٹھہرایا ہے۔ وَاُمَّھٰتُ نِسَآئِکُمْ ساس یا ساس کی مائیں۔ نانی پرنانی۔ دادی پردادی وغیرہم۔
وَرَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ۔ بیوی کے پہلے شوہر کی بیٹیاں حرام ہیں لیکن حرمت میں شرط یہ ہے کہ اُن لڑکیوں کی ماں جو نکاح میں آئی ہے اس سے صحبت داری کرلی ہو تو۔ اگر نکاح کے بعد صحبت داری نہ کی ہو تو عورت کے اگلے شوہر کی

نوٹ:۔ اخیافی[1] کہتے ہیں ماں ایک اور باپ علیحدہ علیحدہ ہو۔ اور علاتی[2] کہتے ہیں باپ ایک اور ماں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ رضاعی بھائی بہنیں وہ ہیں جو ایک ہی عورت کی دُودھ پئے ہوں وہ بھی ڈھائی سال کی عمر تک پیا ہو۔ اگر ڈھائی سال کے عمر کے بعد پیا ہو تو حرمت رضاعت نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

بیٹیوں کو نکاح میں لانا حرام نہیں۔ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور حرام ہے سگے بیٹوں کی بیویاں۔ اگر منہ بولا بیٹا جس کو متبنیٰ کہتے ہیں اس کی بیوی کے شامل نکاح حرام نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی بیوی سے نکاح کیا تھا۔ حالانکہ زید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متبنیٰ بیٹا تھا۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا یعنی بیوی کی موجودگی میں اُس کی سگی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے خواہ وہ دو بہنیں حقیقی ہوں یا علاتی۔ اخیافی ہوں یا رضاعی۔ ہاں دو بہنوں کو ایک شامل خریدا جاسکتا ہے۔ مگر قربت دونوں سے جائز نہیں صرف ایک ہی سے جائز ہے اور جب تک پہلی کو اپنی ملکیت سے خارج نہ کیا جائے دوسری سے قربت حرام ہے۔

اکیسواں پارہ سورہ احزاب کا چوتھا رکوع ۲۸ ویں آیت :-

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَمَنْ يَّقْنُتْ

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ تم اگر دنیا کی زندگی اور اس کے ساز و سامان کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں (مال و متاع) دے دلا کر تمہیں خوش اسلوبی سے رخصت کر دوں (۲۸) اور اگر تم خدا اور اس کے رسول اور عاقبت کے گھر کی خواہاں ہو۔ تو تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا اجر تیار رکھا ہے (۲۹) اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی ناشائستہ حرکت کی مرتکب ہوگی اس کو دوہری سزا دی جائے گی اور اللہ کے نزدیک یہ ایک آسان کام ہے (۳۰) اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی تو ہم اس کو اُس کا ثواب (بھی) دوہرا دینگے اور اس کے لئے عزت کی روزی تیار کریں گے (۳۱) اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح تو ہو نہیں (بس)

Marfat.com

مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ ۙ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَـرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ﴿۳۳﴾ وَاذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلٰى فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالۡحِكۡمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيۡفًا خَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾	اگر تم کو پرہیزگاری منظور ہے تو دبی زبان سے (کسی کے ساتھ) بات نہ کیا کرو (کہ ایسا کروگی)، تو جس کے دل میں (کسی طرح کا) کھوٹ ہے وہ (خدا جانے، تم سے (کس طرح کی)، توقعات پیدا کرلے گا اور بات (بھی) کرو (تو بے لاگ لپیٹ) جیساکہ پاک صاف لوگوں کا دستور ہے ﴿۳۲﴾ اور اپنے گھروں میں جمی (بیٹھی) رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کے (سے) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو۔ (اے پیغمبر کے، گھر والو! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے (ہر طرح کی)، گندگی کو دور کرے اور تم کو ایسا پاک صاف بنائے جیسا پاک صاف بنانے کا حق ہے ﴿۳۳﴾ اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں اور دانائی کی باتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اُن کو یاد رکھو (کیونکہ) اللہ (سب کا) رازداں (اور سب کے حال سے) واقف ہے ﴿۳۴﴾

تشریح :- ان آیات میں میاں بیوی کے تعلقات پر ایک نہایت عمدہ طریقے سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اسی سورۂ احزاب میں پردے کا بھی حکم نازل ہوا ہے عورت عورت ہی ہے خواہ وہ نبی کی بیوی ہو یا ولی کی بیٹی عورتوں کی طبیعت اور خصلت میں بہت ہی کم فرق ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات گو حضور پُرنور کی اطاعت کرتیں آپ پر جان نثار کرتیں اور دل سے آپ کی عزت و تکریم کرتیں مگر عام عورتوں کی طرح اِن کے دل میں بھی خواہش ہوتی کہ وہ اچھا کھائیں اچھا پہنیں اور آرام کی زندگی بسر کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے سبھوں نے اس بات کا تقاضہ شروع کیا۔ آہستہ آہستہ آپ اس مطالبہ کو بُرا محسوس

Marfat.com

کرنے لگے۔ ایک موقعہ پر تو آپ کو اس قدر ناگوار گزرا کہ ایک مہینہ تک تمام ازواج مطہرات کے پاس جانا چھوڑ دیا اور گوشہ تنہائی اختیار کر لیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام کے ساتھ بھی بہت ہی کم نشست و برخاست ہوئی۔ آخر کار آیات مذکورہ مبارکہ نازل ہوئیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے جا کر فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات کہنا چاہتا ہوں تم جواب دینے سے پہلے اپنے ماں باپ سے بھی مشورہ کر لو۔ انھوں نے پوچھا کہ آخر بات کیا ہے حضور نے اِن آیات کریمہ کو پڑھ کر سُنا دیا۔ جب آپ سُن چکیں تو آپ نے جواب دیا کہ اس میں ماں باپ سے پوچھنا کیا ہے۔ میں نے اللہ کو اور اللہ کے رسول کو قبول کیا۔ اور دُنیا اور اس کے لوازمات کو چھوڑا۔ حضور نے اسی طرح تمام ازواج مطہرات سے کہا اور سبھوں نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد زندگی بھر کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ ظہور میں نہ آیا جس کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ازواج مطہرات سے کسی طرح کی تکلیف پہونچی ہو۔ یہ آیات مبارکہ تمام مسلمان عورتوں کے لئے ایک زرّیں سبق ہے مگر افسوس کیا مرد اور کیا عورت سب ہی قرآن پاک سے اپنی نظر کو ہٹا چکے ہیں اس لئے ان کو کیا معلوم کہ میاں بیوی کے تعلقات کو دُنیا میں خوشگوار بنانے کے لئے بھی سورۂ احزاب میں بے بہا اور نایاب اصول بھی بتائے گئے ہیں۔ اگر آج مسلمان عورتوں کے ذہن میں ان آیات کے مطالب کو سمجھا دیا جائے اور احکام الٰہی پر پوری طرح عمل کرنے لگیں تو موجودہ زمانہ کی اسّی فیصدی اوقات بسری۔ خانہ داری اور تمدنی و خانگی مصیبتوں کا حل خود بخود ہو جائے۔ عورتوں کی یہ خواہش کہ ان کو اچھے کھانے۔ اچھے پہننے اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے تمام ساز و سامان مہیا ہونی چاہئیں میاں خواہ جہنّم میں جائے یا جنّت میں۔ یہی چیز تمام موجودہ خانہ داریوں میں فساد اور جھگڑے کی بنا ہے اس کا علاج یہی ہے کہ عورتوں کی توجّہ بجائے مال و دولت کے خدا اور رسول کی طرف مائل کرانی چاہیئے اور ان کو ایک نہایت سادہ بے تکلف اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا سبق دینا چاہیئے۔ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ازواج مطہرات کو اُن کی عالی مرتبہ کی طرف توجّہ دلائی ہے اور فرمایا

Marfat.com

کہ گو تم بھی عورتوں کی سی ایک عورت ہو مگر ہمارے نبی کی زوجیت میں ہونے کی وجہ سے رتبہ اور شان میں عام عورتوں سے کہیں زیادہ ہو پس اس بلند مقامی اور شان خصوصی کی وجہ سے اگر تم نیک عمل کروگی تو دوسری عورتوں سے دونا ثواب پاؤگی اور زیادہ قدر و منزلت حاصل کروگی اور اگر تم خاوند کی نافرمانی کروگی یا تم سے کوئی ادنیٰ سی خطا سرزد ہوگی تو اوروں کی نسبت تم کو سزا بھی دونی دی جائے گی کیونکہ تم ساری دنیا کی مسلمان عورتوں کے لئے نیکی اور پاکیزگیٔ قلب کا نمونہ بننے والی ہو۔ آنے والی نسلیں تمہاری پاک زندگی کا مطالعہ کریں گی اور تمہارے نقش قدم پر چلنا اپنے لئے باعث فخر و عزت سمجھیں گی۔ اگر تم سے کوئی چھوٹی سی چھوٹی بھی لغزش ہوگی تو آنے والی نسلیں اسکو بطور سند پیش کر کے اس میں مبتلا ہوں گی۔ اور موجب سزا ہونگی جس کا باعث زیادہ تر تم ہوگی۔ اس لئے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو اور ہر بات اور ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرو۔ یہ آیات اور احکام اس بات کے لئے غور طلب ہیں کہ عالموں، صوفیوں، پیرو مرشدوں اور قوم کے پیشواؤں اور رہنماؤں کو چاہیئے کہ ان آیات کو ہر وقت پیش نظر رکھ کر اپنی بہو، بیٹیوں، بیویوں اور عورتوں کو ازواج مطہرات کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت اور تعلیم دیں مگر افسوس ہمارے ہاں گنگا الٹی بہہ رہی ہے اور وہی لوگ جو قوم کی رہنمائی کا دم بھرتے ہیں اس کے تنزل اور گمراہی کا باعث بن رہے ہیں۔ صاف طور پر تنبیہہ کر دینے کے بعد اب چند قاعدے بتائے جاتے ہیں جن پر عمل کرنے سے ان خطاؤں اور غلطیوں کے واقع ہونے کا اندیشہ کچھ حد تک باقی نہیں رہتا۔ یہ آیات اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے ارشاد کی گئی ہیں مگر ان کا حکم عام ہے اور تمام مسلمان عورتوں پر یکساں نافذ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈرو غیر مردوں سے بات کرتے وقت گفتگو ایسے انداز سے نہ کرو کہ اس شخص کا دل تمہاری طرف مائل ہو جائے۔ اگر وہ شخص بدوضع ہے اور اس کے دل میں ناپاک خیالات کا روگ ہے تو وہ یقیناً برے خیالات کو اپنے دل میں جگہ دے گا۔ ہاں اگر تم اس سے کوئی بات یا گفتگو کرنے پر مجبور رہو تو قاعدہ عفت کے مطابق کام کی بات ایسے انداز سے کرو کہ اس کے دل میں تمہار

Marfat.com

ں براحیاں پیدا نہ ہونے پائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام سے پہلے جس طرح عورتیں مردوں کے دوش بدوش بے نقاب پھرا کرتی تھیں۔ اور تمام اچھی بُری مجلسوں میں مردوں کے ساتھ شرکت کرتی تھیں۔ اب ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں کیونکہ ان سے بہت سی خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔ بن سنور کر بازاروں میں پھرنا مردوں کے کام میں دخل دینا عورت کا کام نہیں۔ عورتوں کا کام گھر کو سنبھالنا سیاست اہلی میں وقت کاٹنا۔ خدا کی عبادت کرنا۔ نماز کی پابندی کرنا۔ اپنے مال کا زکوٰۃ دینا اور اللہ اور رسول کے حکم پر چلنا ہے اور بس۔ فرمایا اگر تم اس بات پر عمل کرو گی تو روحانی ناپاکی تمہارے پاس کبھی بھی نہ بھٹکے گی اور تمہارے اخلاق خراب نہ ہوں گے اور جو کچھ خدا کے احکام اور آیات کا چرچا تمہارے گھروں میں ہوا کرتا ہے اُن کو یاد رکھا کرو اور اُن پر عمل کرو یہی تمہاری کامیابی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا سے تمہاری کوئی بھی حرکت پوشیدہ نہیں وہ تمہارے دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اور تمہارے عمل سے بھی۔ اِن آیات کریمہ کے اندر آج مسلمان عورتوں کے لئے ہزاروں سبق ہیں۔ مگر افسوس انھوں نے قرآن پاک سے اپنی نظروں کو ہٹا لیا ہے اور یورپ کی اندھی تقلید پر مٹی چلی جا رہی ہیں ان کے دلوں میں نہ خدا رسول کا ڈر ہے اور نہ ہی عقبیٰ کی پروا۔

بائیسواں پارہ سورہ احزاب کا آٹھواں رکوع ۶۹ ویں آیت :-

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۶۹)	اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں کے گھونگٹ نکال لیا کریں اِس سے غالباً یہ عورتیں پہچان پڑیں گی (کہ نیک بخت ہیں) اور کوئی چھیڑے گا نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۶۹)

تشریح :- اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب عورتوں کو مکان سے باہر جانے کی ضرورت پڑے تو اپنی چادروں سے سر اور چہرے کو بھی اچھی طرح چھپا لیا کریں تاکہ اس طرح شریف و رذیل میں تمیز ہو سکے اگر اس آیت پاک کے نازل ہونے کے بعد بھی مسلمان عورتیں بے پردگی اور ناشائستہ طریقے پر باہر

Marfat.com

آئیں جائیں تو ان کا یہ فعل و حرکت حکم الٰہی کے خلاف ہے۔ موجودہ زمانے میں اکثر
اور زیادہ تر عورتیں یہ ناشائستہ حرکت کرتی ہیں اور ان کے شوہر یا ان کے سرپرست
جو بھی ہوں اگر انھیں ان ناشائستہ حرکات سے نہ روکیں تو وہ بھی اس گناہ میں
شریک ہیں خداوند کریم ہم لوگوں کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اٹھارواں ۱۸ پارہ سورہ نور کا چوتھا رکوع ۲۷ ویں آیت۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۲۷)

مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور اُن سے سلام علیک کئے بغیر نہ داخل ہوا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس غرض سے دیا گیا ہے) کہ (جب ایسا موقع ہو تو) تم (اس کا) خیال رکھو (۲۷)

فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (۲۸)

پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمہیں (خاص) اجازت نہ ہو ان میں نہ جاؤ اور اگر (گھر میں کوئی ہو اور) تم سے کہا جائے کہ (اس وقت ملنے کا موقع نہیں) لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ یہ (لوٹ آنا) تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے (۲۸)

لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ (۲۹)

غیر آباد مکان جن میں تمہارا اسباب ہو اُن میں (بے اجازت) چلے جانے سے تم پر (کچھ) گناہ نہیں اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور جو کچھ تم پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ (سب) جانتا ہے (۲۹)

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (۳۰)

(اے پیغمبر!) مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اس میں ان کی زیادہ صفائی ہے (لوگ) جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو (سب) خبر ہے (۳۰)

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ

اور (اے پیغمبر!) مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ (وہ

Marfat.com

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۳۱)	بھی) اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اس میں سے (چار و ناچار) کھلا رہتا ہے (تو اس کا ظاہر ہونے دینا مضائقے کی بات نہیں) اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کو ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہر پر یا اپنے باپ پر یا اپنے خاوند کے باپ پر یا اپنے بیٹیوں پر یا اپنے شوہر کے (اگلے) بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی (یعنی اپنے میل جول کی) عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلام) پر یا (گھر کے لگے ہوئے ایسے) خدمت گاروں پر کہ مرد (تو) ہیں (مگر عورتوں سے کچھ) غرض (و مطلب) نہیں رکھتے (جیسے خواجہ سرا یا بڈھے پھوس) یا لڑکوں پر جو عورتوں کے پردے (کی بات) سے آگاہ نہیں اور (چلنے میں) اپنے پاؤں ایسے زور سے نہ رکھیں کہ (لوگوں کو) ان کے اندرونی زیور کی خبر ہو۔ اور مسلمانو! تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم (آخرکار) فلاح پاؤ (۳۱)

تشریح: ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! جب تم کسی کے مکان پر جاؤ تو جب تک اندر اطلاع نہ کردو تب تک مکان کے اندر داخل نہ ہو۔ یہ بات تمہارے لئے نہایت اچھی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جب تک اندر سے جواب نہ ملے ہرگز اندر نہ جاؤ اور اگر یہ آواز آئے کہ جس سے آپ کو ملنا ہے وہ یہاں نہیں ہے یا اس وقت ملنے کا موقع نہیں ہے تو چاہیئے کہ تم اُلٹے پاؤں واپس آجاؤ۔ ہاں ایسے گھروں میں بلا اطلاع داخل ہونا منع نہیں جس میں تمہارا مال و متاع ہو اور اس میں کوئی نہ رہتا ہو اور کوئی روک ٹوک نہ ہو مثلاً مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ۔ بڑی بات

Marfat.com

یہ ہے کہ خدا نیتوں کو دیکھتا ہے۔ اس حکم کے دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ تم عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو اور نیک چلن اور پارسا رہو اور تم پر کسی طرح کی بدکرداری کا شبہ بھی نہ ہو اسی طرح مومنہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور عفت و پاکدامنی کا خیال رکھیں کہ اُن کی زیب و زینت غیر مرد نہ دیکھ پائیں (مفسروں نے مَاظهر منها زینت کی کئی توجیہیں کی ہیں کوئی کہتا ہے مُنہ کی ٹکیا اور ہاتھ۔ کوئی کہتا ہے کپڑا۔ کوئی کہتا ہے زیور جیسے انگوٹھی یا مہندی وغیرہ لیکن اصلی بات یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے مَاظهر کا معیار جداگانہ ہے۔ حدیث و آثار صحابہ سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور کفین (ہتھیلیاں) الا مَا ظهر منها میں داخل ہیں کیونکہ بہت سی ضروریات دینی و دُنیاوی ان کے کُھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر ان کے چھپانے کا مُطلقاً حکم دیا جائے تو عورتوں کے لئے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئے گی آگے فقہائے تدبین کو بھی ان ہی اعضاء پر قیاس کر کے یہی حکم لگایا ہے اور جب یہ اعضاء مستثنیٰ ہوئے تو ان کے متعلقات مثلاً انگوٹھی، چھلا یا مہندی کا جل وغیرہ کو بھی استثناء میں داخل ماننا پڑے گا لیکن واضح رہے کہ "الا ما ظهر منها" سے صرف عورتوں کو بضرورت اُن کے کُھلا رکھنے کی اجازت ہوئی۔ نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور ان اعضا کا نظارہ کیا کریں شاید اسی لئے اس اجازت سے پیشتر ہی حق تعالیٰ نے غض بصر کا حکم مومنین کو سُنا دیا ہے معلوم ہوا کہ ایک طرف سے کسی عضو کے کھولنے کی اجازت اس کو مستلزم نہیں کہ دوسری طرف سے اس کو دیکھنا بھی جائز ہو۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ آخر مرد جن کے لئے پردہ کا حکم نہیں ہے اسی آیت بالا میں عورتوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ ان آیات میں محض ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے یعنی اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اپنے گھر کے اندر ہو یا باہر عورت کو کسی حصہ بدن کا کسی کے سامنے کن حالات میں کُھلا رکھنا جائز ہے۔ باقی مسئلہ حجاب یعنی شریعت نے اس کو کن حالات میں گھر سے باہر نکلنے اور سیر و سیاحت کرنے کی اجازت دی وہ یہاں مذکور نہیں۔ ہر ایک عورت آپ اپنے لئے تجویز کر لے کہ پاسِ حیا کے

Marfat.com

ساتھ دنیا کے کاروبار کے لئے اس کو کونسی چیز مجبوری کھلی رکھنی ضروری ہے کیونکہ تمام خرابیوں کا باعث صرف یہی ایک چیز ہے اور تمام برائیوں کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے۔ ہاں عورت اپنی زیب وزینت صرف اپنے خاوند یا اپنے اُن محارم کو جیسے باپ، سسر، اولاد، اپنے بھائی، اپنے بھتیجے وغیرہ یا اپنی ملازمین کو دکھا سکتی ہے۔ پردے کے مسئلے نے آج کل دُنیا میں بہت مشکلات پیدا کر رکھی ہے ان آیات کریمہ میں پردے کی تفصیلات کا ذکر نہیں ہے صرف اصولی باتیں بتا دی گئی ہیں۔ تفصیل میں جانا ہمارا کام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانہ میں لوگ اشارہ پاتے ہی ہوشیار ہو جایا کرتے تھے اور پوری احتیاط برتا کرتے تھے۔ چنانچہ اس مختصر سے حکم کے بعد صحابۂ کرام میں پردہ کا وہ اہتمام ہو گیا کہ کسی خرابی کا اندیشہ باقی نہیں رہا اور نہ اس زمانے کے سوشیل اور جنسی کیفیتیں ہمیں یہ بتا سکتی ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی اور بد چلنی کے امراض پائے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ آج کل انگریزی تعلیم کے زہر۔ مذہب سے ناواقفیت۔ دولت کے نشے اور مغرب کی اندھی تقلید نے ایکبارگی حملہ کر کے مسلمان مرد اور عورت کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے اور عورتیں بے حجابانہ مردوں کے دوش بدوش زندگی بسر کرنے کی تمنّا رکھتی ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرح کی خرابیاں اُن میں پیدا ہو گئی ہیں جو اسلام کے نام کو بدنام کرتی ہیں۔ اس لئے ہمارے مسلمان بھائیوں میں اس کا احساس ہونا ضروری ہے اور اُن کو ایسے ذرائع اختیار کرنی چاہیئے جس سے مسلمان عورت بے پردگی نہ اختیار کریں اور جو زہر ہمارے اندر پھیلتا جا رہا ہے اُس کی روک تھام ہو جائے۔ خداوند تعالیٰ اپنے کلام پاک کے ذریعہ یہ حکم ارشاد فرماتا ہے کہ تمہارے زیور کی آواز تک نہ پیدا ہونے پائے کہ کہیں اس سے مرد کے جذبات نہ بھڑک اٹھیں مگر افسوس یہاں تو یہ حال ہے کہ بناؤ سنگار اس طرح کیا جاتا ہے کہ خواہ مخواہ مرد کی نگاہ عورت پر پڑے اور اس طرف کشش ہو۔ یہی چیز بڑی حد تک خرابی کا باعث ہوتی ہے۔ فرمایا اے مسلمانو! ہر وقت مقاصد عالیہ کو پیش نظر رکھو اور میرے احکام کی پیروی کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو تاکہ تم دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکو۔

Marfat.com

اٹھارواں پارہ سورہ نور کا آٹھواں رکوع ۵۸ ویں آیت :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾

مسلمانو! تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلام) اور تم میں سے جو (حد) بلوغ کو نہیں پہونچے تین وقتوں میں (تمہارے پاس آنے کی) تم سے اجازت لے لیا کریں (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے) جب تم دوپہر کو آرام کے لئے معمول کے مطابق) کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد (یہ) تین وقت تمہارے پردے کے وقت ہیں ان (اوقات) کے سوا نہ (تو بے حکم آنے جانے میں) تم پر کچھ گناہ اور نہ (بے حکم چلے آنے میں) اُن پر (کچھ گناہ نہیں کیونکہ وہ) اکثر تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں (اور) تم میں سے بعض کو (یعنی لونڈی غلاموں کو) بعض (یعنی تمہارے) پاس آنے جانے کی ضرورت لگی ہی رہتی ہے (تو بار بار اذن مانگنے میں تم لوگوں کو بڑی تکلیف ہوگی) یوں اللہ (اپنے) احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ﴿۵۸﴾

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

اور (مسلمانو!) جب تمہارے لڑکے (حد) بلوغ کو پہونچیں تو جس طرح ان سے اگلے (یعنی ان سے بڑے عمر کے گھروں میں آنے کے لئے) حکم مانگا کرتے ہیں (اسی طرح) ان کو بھی (حکم) لینا چاہیئے یوں اللہ اپنے احکام کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ﴿۵۹﴾

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ شرم و حیا کا اس قدر خیال رکھیں کہ بغیر اطلاع ان کے ملازم یا نابالغ لڑکے بھی اُن کے پاس مخصوص اوقات میں نہ آئیں ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے کمرے میں انھوں نے ستر پوشی

Marfat.com

کا خاص خیال نہ رکھا ہو تین وقتوں میں یعنی نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کے وقت اور نماز عشاء کے بعد کوئی کسی کے پاس بلا اجازت نہ جائے کم از کم تین مرتبہ آواز دیئے بغیر اندر داخل نہ ہو۔ ہاں اگر اور وقتوں میں ملازم یا نابالغ لڑکے بغیر اطلاع آجائیں تو کوئی ہرج نہیں۔ یاد رکھو کہ یہ حکم فائدے اور حکمت سے خالی نہیں۔ ہمیں ہر بات کا علم ہے اور ہر بات کی حکمت معلوم ہے۔ اور جب نابالغ لڑکے سن بلوغ کو پہونچ جائیں تو اُن پر بھی وہی فرض عائد ہو جائیگا کہ بغیر اطلاع کسی کے کمرے کے اندر داخل نہ ہوا کریں۔ ہم نے پردہ اور تہذیب کے حکموں کو اس لئے نازل کیا کہ ہمیں معلوم ہے بغیر ان احکام کے تمہارے اندر ایسی ایسی خرابیاں پیدا ہوں گی جو تمہاری حیات قومی اور اخلاقی زندگی کے لئے زہر قاتل ثابت ہوں گی۔ اللہ کا کوئی بھی حکم حکمت و موعظت سے خالی نہیں ہے۔

اٹھارہواں پارہ سورہ نور کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :-

سُورَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ①

(یہ ایک) سورہ ہے جس کو ہم نے اتارا اور یہ (دستور العمل) ہمارا ہی باندھا ہوا ہے اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے تاکہ تم (مسلمان ان کو) یاد رکھو (اور اُن پر عمل کرو) ①

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②

عورت اور مرد زنا کریں تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کو سَو سَو دُرّے مارو اور اگر اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہو تو اللہ کے حکم کی تعمیل میں تم کو اُن (کے حال) پر (کسی طرح کا) ترس دامنگیر نہ ہو اور (نیز) اُن کے سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت (اُن کی فضیحت کے لئے) موجود رہے ②

اٹھارہواں پارہ سورہ نور کا پہلا رکوع چوتھی آیت :-

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لاسکیں تو اُن کو اسّی دُرّے مارو اور (آئندہ) کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ

Marfat.com

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿۴﴾

لوگ خود بدکار ہیں ﴿۴﴾

اٹھارہواں پارہ سورہ نور کا پہلا رکوع چھٹی آیت :-

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۹﴾

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور بجز اپنے اُن کا کوئی گواہ نہ ہو ایسے مدعیوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہی ہے کہ وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ بلاشبہ (اپنے دعوے میں) سچا ہے ﴿۶﴾ اور پانچویں (دفعہ) یوں (کہے) کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو تو اُس پر اللہ کی لعنت ﴿۷﴾ اور (مرد کے حلف کے پیچھے) عورت (کے سر پر) سے اس طرح پر سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کر دے کہ یہ شخص سراسر جھوٹا ہے ﴿۸﴾ اور پانچویں (بار) یوں (کہے) کہ اگر یہ (شخص اپنے دعوے میں) سچا ہو تو مجھ پر خدا ہی کا غضب (پڑے) ﴿۹﴾

تشریح :- فرمایا زنا ایک ایسا بُرا فعل ہے کہ اس کا زہر قوم کے جسم کو کھوکھلا بودا اور بالکل نکمّا کر دیتا ہے۔ اس سے بے حیائی اور بے عزّتی کے مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کی سزا بھی ایسی عبرت ناک اور سخت ہونی چاہیئے تاکہ کسی شخص کو اس جُرم کی جرأت ہی نہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ زانیہ عورت اور زانی مرد (اگر شادی شدہ ہوں تو اُن کو سنگسار کرنے کا حکم ہے یعنی پتھر مار مار کر مار ڈالا جائے۔ اور) اگر شادی شدہ نہ ہوں تو ان کی سزا یہ ہے کہ ہر ایک کو سَو سَو کوڑے لگائے جائیں اور اس معاملے میں مجرم کے حسب نسب اور عہدے کا مطلق خیال یا پاسداری نہ کی جائے کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے اللہ کے حکم کی تعمیل ہے پس جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُس کا

Marfat.com

فرض ہے کہ اس معاملہ میں کوتاہی نہ کرے اور زانی و زانیہ کی سزا ایک ایسے منظر عام پر ہونی چاہیئے کہ تمام اہالیان شہر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر عبرت حاصل کریں یہ بات بھی یاد رہے کہ عداوت اور دشمنی سے کبھی کسی پر بھی زنا کا الزام نہیں لگانا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص کسی پر تہمت لگائے تو وہ چار عینی شہادت لائیں وگرنہ تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے لگائے جائیں اور اس کے بعد پھر کبھی عمر بھر اس کی کسی طرح کی شہادت نہ لی جائے اور ایسے شخص کو فاسق کے نام سے پکارا جائے۔ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھائے اور پانچویں قسم یہ کھائے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اسی طرح اگر عورت بھی چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ ہمارا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں بار قسم کھا کر یہ کہے کہ اگر ہمارا شوہر سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو تو وہ عورت زنا کی سزا سے بچ جائیگی لیکن میاں بیوی کے درمیان طلاق واقع ہو جائے گی۔

اٹھارواں پارہ سورہ نور کا تیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت :-

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۪ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۲۳﴾	جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں جو (بے چاریاں ایسی باتوں سے محض) بے خبر (ہیں اور) ایمان رکھتی ہیں (ایسے لوگ) دنیا اور آخرت (دونوں جگہوں) میں ملعون ہیں اور (قیامت کے دن) ان کو بڑا (سخت) عذاب ہوگا ﴿۲۳﴾

بائیسواں پارہ سورہ احزاب کا پانچواں رکوع ۳۶ ویں آیت :-

وَ مَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّ لَا مُؤۡمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ مِنۡ اَمۡرِہِمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا ﴿۳۶﴾	اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو شایاں نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ان کے بارے میں) کوئی بات ٹھہرا دیں تو (اپنی رائے کو دخل دیں اور) اس بات میں ان کا (اپنا) اختیار (باقی) رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں پڑ چکا ہے ﴿۳۶﴾

Marfat.com

حاصل کلام یہ کہ اللہ اور اُس کے رسول کے احکام پر کسی کا بھی حکم مقدم نہیں

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا چھٹا رکوع ۴۸ ویں آیت :-

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اُس دن (یعنی روز قیامت) سے ڈرو کہ کوئی شخص کسی شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ اس کی طرف سے (کسی کی) سفارش قبول ہو اور نہ اُس سے (کسی طرح کا) کچھ معاوضہ لیا جائے اور نہ لوگوں کو (کہیں سے) کچھ مدد پہونچے ﴿۴۸﴾

سورہ بقر کا پندرہواں رکوع ۱۲۳ ویں آیت :-

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور اُس دن (یعنی روز قیامت) سے ڈرو کہ کوئی شخص کسی شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ اس (کی طرف) سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے اور نہ (کسی کی) سفارش اس کو فائدہ دے اور نہ لوگوں کو (کسی طرح سے) مدد پہونچے ﴿۱۲۳﴾

تشریح :- ذرا اُس دن کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ جب تمہیں خدا کے حضور میں اس طرح کھڑا ہونا پڑے گا کہ تم بالکل بے یار و مددگار ہوگے نہ اُس دن کوئی کسی کا پرسان حال ہوگا نہ کسی شخص کو اس کے گناہ اور غلطیوں کے عوض جرمانہ یا تاوان لے کر چھوڑا جائے گا۔ نہ کسی کی سفارش ہی چل سکے گی نہ کوئی کسی کا مددگار ہوگا۔ اُس دن کوئی کسی دوسرے کے تو کیا کام آئے گا جبکہ اُسے خود اپنی ہی خبر نہ ہوگی۔ وہ نفسی نفسی کا دن ہوگا۔ اگر تم نے قرآن پاک کے احکام کے مطابق عمل نہ کئے تو روز قیامت میں تمہیں افسوس و تاسف کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تم اس خیال میں احکام الٰہی سے لاپرواہی نہ برتو کہ تمہارے بزرگوں یا شیخوں کی سفارشیں تمہارے کام آئیں گی یا وہاں تمہیں اُن سے کچھ مدد ملے گی۔ وہ انصاف کا دن ہوگا وہاں کسی طرح کی طرفداری نہ کی جائے گی۔ تم تو دُنیا میں تاوان یا جرمانہ دے کر چھٹکارا حاصل کر لیتے ہو مگر وہاں اس قسم کی کوئی معاوضہ یا مبادلہ بھی چل نہ سکے گا۔

Marfat.com

چودھواں پارہ سورہ نحل کا چھٹا رکوع ۴۵ویں آیت :-

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ (۴۵)

کیا پھر بڑے بُرے مکروفریب کرنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا کسی ایسی طرف سے یا ایسے طریقے سے اُن پر عذاب لے آئے کہ انھیں خبر تک نہ ہو (۴۵)

تشریح :- اے پیغمبر! کیا اہل جہاں اللہ کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے اور کیا یہ لوگ اگلی امتوں کے حالات سے واقف نہیں کہ اُن کو دھوکا، چالاکی اور گناہوں کے بدلے زمین میں دھنسا دیا گیا تھا اور کیسے کیسے عذاب الٰہی میں وہ لوگ مبتلا ہوئے تھے۔ اب یہ لوگ وہی کام کر رہے ہیں اور ان کو مطلق خوف نہیں کہ میں اُن پر ایسا اور اس طرح عذاب نازل کر سکتا ہوں جو اُن کے وہم و گمان میں نہ آسکے۔

چوبیسواں پارہ سورہ حٰم السجدہ کا تیسرا رکوع ۱۹ویں آیت :-

وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ (۱۹) حَتّٰۗی اِذَا مَا جَاۗءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَاَبْصَارُھُمْ وَجُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۲۰) وَقَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا ۭ قَالُوْۗا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْۗ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (۲۱) وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَاۗ اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ

اور جس دن دشمنان خدا (یعنی نافرمان) دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے پھر وہ (اور دوزخیوں کے جمع ہونے کے انتظار میں) روکے جائیں گے (۱۹) یہاں تک کہ رجب سب) دوزخ پر آجمع ہوں گے تو جیسے جیسے عمل یہ لوگ کرتے رہے ہیں اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے اُن کے مقابلے میں (اُن عملوں کی)، گواہی دیں گے (۲۰) اور یہ لوگ اپنے چمڑے سے پوچھیں گے کہ (بھلا) تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہوگی؟ وہ جواب دیں گے کہ جس (خدا) نے ہر چیز کو گویا کیا ہے اُسی نے ہم کو بھی (اپنی قدرت سے) گویا کیا اور اسی نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا اور اب تم لوگ اسی کی طرف لوٹا کر لائے جارہے ہو (۲۱) اور (گناہ کرتے وقت)، تم پردہ (بھی) نہ کرتے تھے اس بات سے کہ

Marfat.com

وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾	(کل کو، تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے پوست تمہارے خلاف گواہی دینے کو کھڑے ہو جائینگے بلکہ تم کو تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بہت سے عملوں سے خدا (بھی) واقف نہیں ﴿۲۲﴾ اور (یہ) بدگمانی جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں کی تمہاری اسی بدگمانی نے تو (آج)، تم کو تباہ کیا اور تم گھاٹے میں آ گئے ﴿۲۳﴾

تشریح:- اِن آیات میں اللہ کے حکم کے خلاف ورزی کرنے والوں، رسولوں کی بات پر عمل نہ کرنے والوں اور دین و مذہب سے بیگانہ رہ کر زندگی بسر کرنے والوں کی بُری حالت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے۔ گو یہ سورہ مکی ہے اور اس کے مضامین کا اکثر خطاب قریش کی طرف ہے۔ مگر چونکہ قرآن پاک کا حکم اور اس کی تعلیم رہتی دنیا تک ہر قوم اور ہر فرد بشر کے لئے عام ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ صرف منکروں اور غیر مسلموں کے لئے کہا گیا ہے۔ نہیں بلکہ اس بات کا یقین کر لو کہ یہ تنبیہ ہر اُس شخص کے لئے ہے جو اللہ کے احکام کے ماننے سے زبانی یا عملی طور پر انکار کرے۔ خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا کچھ اور فرمایا کہ حشر کے روز جب اُن نا فرمانوں کو جنھوں نے اللہ کا حکم ماننے سے دُنیا میں قولاً یا عملاً انکار کیا تھا اکٹھا کیا جائیگا تو اُن کو حسب اعمال مختلف فریقوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ پھر جب وہ جماعتیں جہنم کے دروازے پر لا کھڑی کی جائینگی تو ہر شخص کے اعمال بد کی شہادت اس کے کان، آنکھ اور جسم کا چمڑا دے گا۔ اور وہ تعجب کے ساتھ اپنے اپنے جسم سے پوچھے گا کہ تو نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی تو وہ کہے گا جب خدا نے مجھے بولنے کی طاقت عطا کر دی تو پھر میں جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف آج تم کو لوٹا کر لایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت خطاب ہو گا کہ تم غیروں سے چھپ کر گناہ کیا کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے ان سے بھی پردہ کریں۔ تم سمجھتے تھے کہ تمہارا رب تمہاری آہستہ سے نکالی ہوئی آواز اور لوگوں سے چھپکر کیئے ہوئے فعل کو نہیں سُنتا اور نہیں دیکھتا ہے۔ اسی خیال نے تم کو آج برباد کیا اور تم

Marfat.com

خسارہ اٹھانے والوں میں ہوئے۔

دسواں پارہ سورہ انفال کا ساتواں رکوع ۵۳ ویں آیت :-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ (۵۳)

یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا فرمائی ہو جب تک وہ لوگ آپ ہی اپنی صلاحیت کو نہ بدلیں خدا کا اصول نہیں کہ (اس میں کچھ) رو و بدل کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو جانتا ہے (۵۳)

تشریح :- فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھو کہ ہم کبھی کسی قوم کی حالت کو رو و بدل نہیں کرتے اور نہ ہی تباہ و برباد کرتے ہیں بلکہ وہ قوم خود اُن تباہ کُن اصولوں کو اختیار کر کے تباہ و برباد ہو جاتی ہے اور ہمارے غضب کا مستوجب ہوتی ہے۔

کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک   وہ بگڑا نہیں آپ دُنیا میں جب تک
(حالی)

مثلاً ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو مصر میں تمام نعمتیں عطا کی۔ کچھ عرصہ تک وہ لوگ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد نافرمانی، شرک اور ظلم کے طریقے اختیار کر بیٹھے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اُن سے اپنی تمام نعمتیں چھین لی اور قوم کی قوم کو غرقِ آب کر کے رکھ دیا اسی طرح کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ کسی کو بلاوجہ تباہ کروں یا ان سے اپنی نعمتیں چھین لوں

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر   تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تونگر
کمال ان میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر   نہ عقل اُن کی ہادی نہ دیں اُن کا رہبر
نہ دُنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ میں دوزخ نہ جنت کی پروا   (حالی)

تیرھواں (۱۳) پارہ سورہ رعد کا دوسرا رکوع ۱۱ ویں آیت :-

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ

ہر شخص کی حفاظت کے لئے آگے پیچھے کچھ فرشتے مقرر ہیں جو بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا اس وقت

Marfat.com

اَمۡرِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡۤءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

تک کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدل ڈالے ۔ اور جب اللہ کسی قوم پر (ان کے عمل کی پاداش میں) مصیبت ڈالنی چاہے تو وہ (کسی کے ٹالے) ٹل نہیں سکتی اور خدا کے سوا ان کا کوئی مددگار بھی نہیں (۱۱)

پندرھواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دسواں رکوع ۸۵ ویں آیت ۔

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّىۡ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۸۵﴾

اور (اے پیغمبر!) لوگ تم سے رُوح کے متعلق سوال کرتے ہیں تو (ان سے) کہہ دو کہ رُوح (بھی) میرے رب کا ایک حکم ہے اور تم لوگوں کو (اسرار الٰہی میں سے) بہت ہی کم علم دیا گیا ہے (۸۵)

تشریح:۔ مُنکرین اور مخالفین نے آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے پوچھا کہ رُوح کیا چیز ہے اس معمہ کو حل کیجئے ۔ ارشاد ہوا کہ تم اتنا سمجھ لو کہ یہ اللہ کا ایک حکم ہے جس کو روح کہتے ہیں اور وہ ایک ایسی حقیقت ہے جو خدا کے حکم سے ظہور پذیر ہوتی ہے ۔ وہ نہ خدا ہے نہ خدا کا جز بلکہ وہ عالم امر کی چیز ہے جس کا علم ہر انسان کو نہیں دیا گیا اور نہ ہی ہر انسان اس کو سمجھ سکتا ہے ۔

رُوح انسانی کیا چیز ہے ؟ اس کی ماہیت و حقیقت کیا ہے ؟ یہ سوال صحیحین کی روایت کے موافق یہود مدینہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے آزمانے کو کیا تھا اور کتب سیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکّہ میں قریش نے یہود کے مشورہ سے یہ سوال کیا اسی لئے آیت کے مکّی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے ۔ ممکن ہے نزول مکرر ہوا ہو واللہ اعلم ۔ یہاں اس سوال کے درج کرنے سے غالباً یہ مقصود ہو گا کہ جن چیزوں کے سمجھنے کی ان لوگوں کو ضرورت ہے ادھر سے تو اعراض کرتے ہیں اور غیر ضروری مسائل میں ازراہ تعنیت و عنا جھگڑتے رہتے ہیں ۔ ضرورت اس کی تھی کہ وحی قرآنی کی رُوح سے باطنی زندگی حاصل کرتے اور اس نسخۂ شفا سے فائدہ اُٹھاتے (وکذالك اوحينا اليك روحًا من امرنا شوریٰ رکوع ۵) ينزل الملائكة بالروح من امره علىٰ من يشاء مِنۡ عباده سورہ نحل رکوع ۱)

Marfat.com

مگر انھیں دور از کار اور معاندانہ بحثوں سے فرصت کہاں
رُوح کیا ہے؟ جوہر ہے یا عرض؟ مادی ہے یا مجرد؟ بسیط ہے یا مرکب؟ اس قسم کے غامض اور بے ضرورت مسائل کے سمجھنے پر نہ نجات موقوف ہے نہ یہ بحثیں انبیاء کے فرائض تبلیغ سے تعلق رکھتی ہیں۔ بڑے بڑے حکماء اور فلاسفہ آج تک خود مادہ کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکے۔ رُوح جوہر حال مادہ سے کہیں زیادہ لطیف وخفی ہے اس کی اصل ماہیت وکنہ تک پہونچنے کی پھر کیا امید کی جاسکتی ہے مشرکین مکہ کی جہالت اور یہود مدینہ کی اسرائیلیات کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ جو قوم موٹی موٹی باتوں اور نہایت واضح حقائق کو نہیں سمجھ سکتی وہ بھلا رُوح کے حقائق پر دسترس پانے کی کیا خاک استعداد اور قابلیت رکھتی ہوگی ؎

تو کارِ زمیں را نکو ساختی　　　که با آسماں نیز پرداختی

حق تعالیٰ کا کلام اپنے اندر عجیب وغریب اعجاز رکھتا ہے۔ رُوح کے متعلق یہاں جو کچھ فرمایا اس کا سطحی مضمون عوام یا کجرو معاندین کے لئے کافی ہے لیکن اسی سطح کے نیچے ان ہی مختصر الفاظ کی تہ میں رُوح کے متعلق وہ بصیرت افروز حقائق مستور ہیں جو بڑے سے بڑے عالی دماغ نکتہ رس فلسفی اور ایک عارف کامل کی راہ طلب وتحقیق میں چراغ ہدایت کا کام دیتے ہیں۔ رُوح کے متعلق عہد قدیم سے جو سلسلہ تحقیقات کا جاری ہے وہ آج تک ختم نہیں ہوا اور نہ شاید ہو سکے۔ رُوح کی اصل حقیقت تک پہونچنے کا دعویٰ تو بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ ابھی تک کتنی ہی محسوسات ہیں جن کی کنہ وحقیقت معلوم کرنے سے ہم عاجز رہے ہیں تاہم آیات قرآنیہ سے رُوح کے متعلق ان چند نظریات پر صاف رُوشنی پڑتی ہے (۱) انسان میں اس مادی جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے جسے رُوح کہتے ہیں۔ وہ عالم امر کی چیز ہے اور خدا کے حکم وارادہ سے فائض ہوتی ہے "قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" "ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ کہہ دو کہ روح اللہ کا ایک حکم ہے پس جب کہا کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے" (۲) رُوح کی صفات علم وشعور وغیرہ بتدریج کمال کو پہونچتی ہیں اور اَرواح میں حصول کمال کے اعتبار سے بے حد تفاوت وفرق مراتب ہے حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ کی تربیت سے ایک رُوح ایسے بلند اور اعلیٰ مقام پر پہونچ جاتی ہے

Marfat.com

جہاں دوسری ارواح کی قطعاً رسائی نہ ہوسکے جیسے رُوح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پہونچی (چنانچہ امر کی رب کی طرف اور لفظ رب کی یائی متکلم کہ جس کا مصداق محمد صلعم ہیں اضافت سے یہی اشارہ ہوتا ہے) (۳) مگر اس کے یہ کمالات ذاتی نہیں ہیں وہ رب حقیقی کے عطا کردہ ہیں اور محدود ہیں۔ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (۴) کتنی ہی بڑی رُوح ہو حق تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جس وقت چاہے اس سے کمالات سلب کر لے اگرچہ اس کے فضل و رحمت سے اس کی نوبت نہ آئے۔ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اور اگر ہم چاہیں توجس قدر تم پر وحی بھیجی ہے سب سلب کر لیں پھر اسکے (واپس لانے کے) لئے تم کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے۔ لیکن یہ تمہارے رب ہی کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں کیا)

۲۳ واں پارہ سورہ زمر کا پانچواں رکوع ۴۲ ویں آیت:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

لوگوں کے مرتے وقت اللہ ان کی روحوں کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے اور جو لوگ مرے نہیں (ان کی روحیں بھی) اُن کے سوتے وقت (خدا کے ہاں بلالی جاتی ہیں) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے ان کو تو اپنے ہاں) روکے رکھتا ہے اور باقی (سونے والوں) کو ایک وقت مقرر تک (پھر دُنیا میں) بھیج دیتا ہے جو لوگ (غور و) فکر کو کام میں لانا چاہتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اُن کے لئے اس میں (قدرت خدا کی بہتری) نشانیاں ہیں ﴿۴۲﴾

تشریح: خداوند تعالیٰ نے انسان کی روزمرہ کی زندگی اور اُس کی نیند اور بیداری کے منظر کو سامنے لاکر اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے اور اس آیت میں حشر اور نشر کا نمونہ اور دُنیا کو خواب و خیال کی مثال بتایا ہے۔ فرمایا کہ موت کے وقت اللہ ہی کے حکم سے روحوں کو قبض کیا جاتا ہے اور زندوں کی روحیں نیند کے وقت قبض کرتا ہے جس سے وہ کوئی ظاہری کام کاج نہیں کر سکتے۔ یعنی کھانا، پینا، دیکھنا، سُننا، چلنا، پھرنا، لینا دینا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ مُردوں کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ پھر جن کو مارنا منظور ہوتا ہے ان کی رُوحیں روک لی جاتی ہیں۔ یعنی رُوح پھر اس جسم خاکی میں دوبارہ آنے نہیں پاتی۔

Marfat.com

شاہ عبدالحق رح نے اپنے تفسیر حقانی میں لکھا ہے کہ نفس انسان ایک جوہر نورانی و روحانی ہے جب اس کا علاقہ بدن سے ہوتا ہے تو اس کی روشنی تمام بدن کے حصے میں پھیلتی ہے اس کو زندگی کہتے ہیں اور جب اس کا تعلق بدن سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے تو وہ نورانی جوہر تمام بدن کے حصے سے بھی علیحدہ ہو جاتا ہے اس کو موت کہتے ہیں اور نیند کے وقت اس کی روشنی صرف ظاہری طور پر بدن سے جدا ہو جاتی ہے مگر باطن میں رہتی ہے۔ موت اور نیند میں صرف اتنا فرق ہے کہ موت میں اس نور کا انقطاع کامل ہوتا ہے یعنی بدن سے پوری طرح علیحدہ ہوتا ہے اور نیند میں انقطاع ناقص یعنی ادھورا۔ اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ مرا سویا برابر ہے۔ چنانچہ عربی کی ایک مشہور مثل ہے۔ النوم اخو الموت جس کے معنی یہ ہیں کہ نیند موت کا بھائی ہے۔ تو سونا بھی ایک طرح کا مرنا ہے۔ اب مرنا دو طرح پر ہوا ایک واقعی مرنا اور دوسرا سونا کہ دونوں حالتوں میں روح قبض کی جاتی ہے۔ جو قبض روح مرنے کی وجہ سے ہوا ہے اس روح کو پھر دنیا میں آنے نہیں ملتا۔ اور جو قبض روح سونے کی وجہ سے ہوا ہے وہ روح خدا کے حکم سے پھر دنیا میں واپس آتی ہے۔ یہاں موت۔ حیات اور نیند کی حقیقت پر غور کرنے سے بہت سے ایسے نشاناتِ حق نظر آتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کے لائق صرف وہی ذات باری ہے جس نے انسان کو بنایا اور اس کی موت۔ حیات۔ خواب اور بیداری اپنے قبضۂ قدرت میں اس طرح رکھا ہے کہ انسان ان چیزوں میں سے کسی چیز پر بھی اختیار نہیں رکھتا۔

یہاں حالت نوم پر توفّی کا اطلاق آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ توفّی اور موت مترادف الفاظ نہیں ہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ توفّی کا فاعل اگر اللہ تعالیٰ اور مفعول انسان یا نفس انسانی ہو تو اس جگہ صرف موت ہی کے معنی ہوں گے۔ یہاں مرزا قادیانی کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔ موت اور توفّی کے درمیان قرآنی اطلاقات کے پیش نظر ایک بہت بڑا فرق یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم نے جگہ جگہ موت اور حیات کو تو مقابل ٹھہرایا ہے لیکن توفّی کو کسی ایک مقام پر بھی حیات کا مقابل قرار نہیں دیا۔ البتہ توفّی کے حقیقی معنی ہیں چونکہ یہ گنجائش ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے موت کی جو حقیقت ہے بطریق کنایہ اس پر بھی حسب موقعہ اس کا اطلاق ہو سکتا ہے تو یہ استعمال اور اطلاق بھی جائز ٹھہرا اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ امام ابو البقاء نے تصریح کی ہے کہ عوام میں توفّی کے معنی اگرچہ موت کے

Marfat.com

سمجھے جاتے ہیں مگر خواص کے نزدیک اُسکے معنی" پورا لے لینا اور قبض کرنا" ہیں "التوفی الاماتہ و قبض الروح وعلیہ استعمال العامہ والاستیفاءُ واخذُ الحق وعلیہ استعمال البلغاء۔ توفی کے معنی ہیں مارنا اور روح قبض کرنا۔ عام اہل لغت کا اسی (معنی) پر عمل درآمد ہے۔ اور استیفاء کے معنی ہیں، حق کا لے لینا بلغاء کے یہاں یہی استعمال ہے۔

بنابریں حضرت مسیحؑ کے بارے میں "انی متوفیک" سے مرزا قادیانی کا استدلال باطل ہوا ہو جاتا ہے اور توفّی کے حقیقی معنی لینے کی حالت میں یا مجازی معنی کی صورت میں کسی طرح پر بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیحؑ وفات پا چکے ہیں۔

۲۷ واں پارہ سورہ واقعہ کا تیسرا رکوع ۸۳ ویں آیت :-

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾	تو کیا جب (جان بدن سے کھنچ کر) گلے میں آ پہونچے ﴿۸۳﴾ اور تم اس وقت (ٹکر ٹکر پڑے) دیکھا کرو (اور کچھ نہ کر سکو) ﴿۸۴﴾ اور ہم بیمار داروں کی نسبت اس (مریض جاں بلب) سے زیادہ نزدیک ہیں مگر تم کو دکھائی نہیں دیتا ﴿۸۵﴾ تو اگر تم (کسی کے) اختیار میں نہیں ہو ﴿۸۶﴾ (اور خود مختاری کے دعوے میں) سچے ہو تو جان (گلے میں آئے پیچھے اُس) کو (بدن میں) لوٹا کیوں نہیں لاتے ﴿۸۷﴾

تشریح: - فرمایا ذرا اپنی موت کا وقت یاد کرو جب تمہاری جان حلق تک آپہنچے گی اور تم دوسروں کے مُنہ تکتے کے تکتے رہ جاؤ گے اور ایسے واقعات تو روز مرّہ تمہاری آنکھیں مشاہدہ کرتی رہتی ہیں۔ تو اگر تم کسی کے اختیار میں نہیں ہو اور تم اپنی خود مختاری کے دعویٰ میں سچّے ہو تو جان جب حلقوم تک باہر نکلنے کو آ جائے تو اس کو اپنے اندر واپس کیوں نہیں کر لیتے اس کو باہر نکلنے سے روک کیوں نہیں لیتے اگر تمہیں کچھ قدرت ہے تو روک لو۔

بیسواں پارہ سورہ نمل کا پانچواں رکوع ۶۵ ویں آیت :-

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾	(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اُن میں سے غیب (کی بات) کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ کب (قیامت ہوگی اور دوبارہ) اٹھا کھڑے کیے جائینگے ﴿۶۵﴾

Marfat.com

تشریح :- خدا کے سوا غیب کی معلومات کسی کو بھی نہیں اور اگر کوئی شخص ایسا یقین رکھے کہ فلاں شخص از خود غیب کی باتیں کہہ سکتا ہے یا کہتا ہے یا اسکی معلومات غیبی ہیں تو ایسا یقین رکھنا کفر ہے۔ عالم الغیب خدا کے سوا کسی کی ذات نہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا رسول اور نبی بھی اللہ کے برابر اس کی کسی صفت میں نہیں ہو سکتا۔

ساتواں پارہ سورہ انعام کا ساتواں رکوع ۵۹ ویں آیت :-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنکو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جو کچھ خشکی اور تری میں ہے (اس کو بھی وہی) جانتا ہے اور کوئی پتا تک (درختوں سے) نہیں گرنے پاتا مگر وہ اس کو معلوم رہتا ہے۔ اور زمین کے اندھیروں (کے پردوں) میں جو دانہ ہو اور (دنیا کی) تر و خشک (چیزیں سب ہی تو) کتاب واضح (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھی ہوئی موجود) ہیں ﴿۵۹﴾ اور (لوگو!) وہی (قادر مطلق) ہے جو رات کے وقت (نیند میں ایک طرح پر) تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے۔ اور جو کچھ تم نے دن کے وقت کیا تھا (وہ اُس کو بھی) جانتا ہے پھر دن کے وقت تم کو اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ (اسی طرح تمہاری حیات کی) میعاد پوری ہو پھر (آخر کار) اسی کی طرف (سب) کو لوٹ کر جانا ہے پھر (اُس وقت) جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے رہے ہو وہ تم کو (اس کا بُرا بھلا) بتا دے گا ﴿۶۰﴾ (کتاب مبین اُن مشکل الفاظ میں سے ہے جن کا اُردو ترجمہ جیسا ہونا چاہیئے۔ مختصر اور مطلب خیز اور بامحاورہ بن نہیں سکتا اور یہ لفظ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ آیا ہے بدالفاظ دگر لوح محفوظ کی حقیقت کیا ہے اس کا سمجھنا آسان نہیں)

تشریح :- غیب کی باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہاں تک کہ تمہارے دلوں کے کونے میں جو چیزیں پوشیدہ ہیں خدا کو وہ بھی بخوبی معلوم ہیں۔ اُس کو ان چیزوں کا بھی پورا پورا علم ہے جو انسانی آنکھوں سے دیکھی نہیں جا سکتیں وہ اُن چیزوں کو بھی بخوبی جانتا

Marfat.com

ہے جو انسان کے احاطۂ علم میں محفوظ نہیں رہ سکتیں جس طرح اُسے خشکی کی تمام کائنات کا پورا پورا علم ہے اسی طرح اسے سمندروں کی کائنات کی بھی پوری پوری خبر ہے۔ اگر درختوں سے کوئی پتّا گرتا ہے یا زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اُگتا ہے تو اسے اس کا پورا پورا علم ہوتا ہے۔ اسی طرح خواہ کوئی تری میں ہو یا خشکی میں تمام اُس کے علم میں ہیں اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اُسی کی قدرت ہے کہ وہ انسان کو رات کے وقت سلا کر موت کا نمونہ دکھاتا ہے اور پھر دن کے وقت زندہ کر دیتا ہے اور جب تک انسان زندہ رہتا ہے روزمرہ اُسے یہی حالات پیش آتے رہتے ہیں۔ پھر ایک دن یہ عمر کی میعاد بھی ختم ہو جائے گی اور انسان لوٹ کر اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہو کر ان تمام باتوں کا جواب دے گا جو کچھ اس نے دنیا میں کیا۔

نواں پارہ سورہ انفال کا پہلا رکوع دوسری آیت:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ﴿۴﴾	(بے شک) مومن وہی ہیں کہ جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کی آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ (ہر حال میں) اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ﴿۲﴾ جو نماز کو وقت پر ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں ﴿۳﴾ یہی لوگ سچے ایماندار (ہیں) انہی کے واسطے اُن کے رب کے یہاں بلند (سے بلند) درجے ہیں۔ اور (گناہوں کی) معافی اور عزت کی روزی ہے ﴿۴﴾

عمل جن کا ہے اس کلام متیں پر — وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے — تو روزِ حساب اُن کو پھر کس کا ڈر ہے (حالی)

نواں پارہ سورہ انفال کا چوتھا رکوع ۲۹ ویں آیت:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّ	مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں اوروں سے ممتاز کر دے گا۔ تمہارے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

Marfat.com

يُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۲۹)

اور تمہارے گناہوں کو بخش بھی دے گا اور اللہ بہت فضل والا ہے (۲۹)

چوتھا پارہ سورہ نساء کا تیسرا رکوع ۱۷ ادیں آیت :۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (۱۷) وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (۱۸)

اللہ توبہ (تو) قبول کرتا ہی ہے مگر ان ہی لوگوں کی جو نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے توبہ کرے تو اللہ بھی ایسوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اور اللہ (سب کا حال) جانتا (اور دنیا اور دین کی مصلحتوں سے) واقف ہے (۱۷) اور اُن لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو (عمر بھر) برا کام کرتے رہے یہاں تک کہ اُن میں سے جب کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو لگے کہنے کہ اب میری توبہ اور (اسی طرح) اُن کی (توبہ) بھی (قبول) نہیں جو کافر ہی مر گئے۔ یہی ہیں جن کے لئے ہم نے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے (۱۸) (موت کے حاضر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں)

تشریح :۔ ان دو آیتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ توبہ کب اور کس کی مقبول بارگاہ ہے اور کس کی مقبول نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم غفور الرحیم اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرما لیتا ہے جب تک اُس کو موت کی گھڑگھڑی نہ لگے۔ تمام آثار و احادیث سے یہ ثابت ہے کہ بندہ اگر ایسی حالت میں توبہ کرے کہ اس کو اپنی زندگی کی کچھ امید باقی ہو تو توبہ مقبول ہوتی ہے اور جب زندگی سے مایوسی ہو گئی ملک الموت کی تصویر آنکھوں تلے پھر گئی دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ رُوح حلق میں آکر اٹک گئی۔ سانس چوں چوں بولنے لگا تو ایسے وقت توبہ مقبول نہیں ہوتی۔ خداوند تعالیٰ خوب واقف ہے کہ کون کس حالت میں توبہ کرتا ہے یاس کی حالت میں یا آس کی حالت میں۔ علامات موت دیکھ کر یا امید زندگی رکھتے ہوئے۔ وہ لوگ جو بے خوف ہیں اور برابر گناہ کئے جائیں اور کسی وقت بھی اُس معبود حقیقی کی طرف رجوع نہ کریں مگر ہاں جب موت کا فرشتہ آنکھوں کے سامنے آ جائے نزع کی حالت ہو اور عذاب کا مشاہدہ ہونے لگے تو وہ کہیں کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو ایسے اضطراری وقت میں توبہ

Marfat.com

مقبول نہیں ہوتی۔ الحاصل علامات موت کے ظاہر ہونے کے بعد نہ ایمان لانا ہی کام آتا ہے اور نہ گناہوں سے توبہ کرنا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ایسے ہی لوگوں کے لیئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۲۴ واں پارہ سورہ زمر کا چھٹا رکوع ۵۳ ویں آیت :۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دو کہ اے ہمارے بندو جنھوں نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے (اور) وہ بیشک (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے ﴿۵۳﴾ اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کی فرمانبرداری کرو (مگر) اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آنازل ہو اور اس وقت تم کو (کسی طرح سے) مدد بھی نہ مل سکے ﴿۵۴﴾ اور تمہارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی اچھی (نصیحت کی) باتیں تم پر نازل ہوئی ہیں ان پر چلو (مگر) اس سے پہلے کہ یکایک تم پر عذاب آنازل ہو اور تم کو (اس کے آنے کی) خبر بھی نہ ہو ﴿۵۵﴾

تشریح :۔ اس رکوع میں اُن بندگان خدا کے نام ایک پیغام مسرت ہے جنھوں نے وحشی قاتل امیر حمزہؓ کی طرح اپنی زندگی کا کچھ حصہ خدا کی نافرمانی اور شرک و کفر میں گذارا ہے۔ مگر ایک دن جب اُن کو اپنی غلطیوں اور حقیقت کا احساس ہوتا ہے تو وہ پچھتانے لگتے ہیں اور اپنے افعال بد کے پیش نظر مایوس و ناامید ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ان گناہوں اور سیاہ کاریوں کے ہوتے ہوئے ہماری نجات کیسے ممکن ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! خدا سے کبھی مایوس و ناامید نہ ہونا چاہیئے اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے خواہ تم کسی مذہب پر رہے ہو۔ خواہ تم نے کسی حالت میں اپنی زندگی گذاری ہو خواہ تم بُرے کام کرتے رہے ہو مگر جس وقت تم اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی مانگ کر آئندہ کے لیئے توبہ کرلو گے اور نیک کار بن جاؤ گے۔ تمہارے لیئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ سنو! موت کے آنے سے پہلے پہلے جس طرح ہو سکے خدا کی طرف رجوع کرلو اور اس کے فرمان بردار بن جاؤ۔ ورنہ جب موت قریب آجائے گی اور

Marfat.com

عذاب جہنم آنکھوں کے سامنے لاکر دکھایا جائے گا تو پھر توبہ و استغفار اور رجوع و ایمان کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔ اگر تمہاری تمام زندگی بھی گناہوں میں بسر ہوئی ہو تو آخر وقت ہی سہی مگر ہاں موت اور جاں کندنی سے پہلے پہل توبہ کر لو اور خداوند تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا شروع کر دو خداوند کریم تمہارے اگلے تمام گناہوں کو معاف کر دیگا کیونکہ وہ بڑا رحم والا ہے

دُعائے ماثورہ بعد ختم قرآن شریف

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○

قرآن مجید ختم کرنے کے بعد یہ دُعا پڑھنی چاہیئے

ترجمہ :- اے اللہ قبر میں جو تنہائی ہوگی تو اُسے مجھ سے مانوس کر دے! اے اللہ! اس قرآن عظیم کے صدقے مجھ پر اپنا رحم کر اور اسے میرا رہنما، میرا نور اور میرے لئے باعث ہدایت و رحمت کر دے! اے اللہ! اس میں سے جو کچھ میں بھول گیا ہوں وہ مجھے یاد کرا دے اور اس کی جس بات کو میں نہیں سمجھا سمجھا دے! اور دن اور رات اِس کی تلاوت کرنے کی مجھے توفیق دے! اور اے پروردگارِ عالم! میرے لئے اس کو ایک دلیل و حجت بنا دے!

قرآن پاک

کا پڑھنا	کارِ ثواب
اس کا سمجھنا	موجب خیر و برکت
اور	
اس پر عمل کرنا	ذریعۂ نجات ہے

Marfat.com

456 30

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش جناب الحاج مولوی شمس الدین احمد صاحب

تشریح آیات قرآنی

یعنی

صحیح عقائد اور صالح اعمال کی صحیح تفسیر

مولفہٗ

جناب الحاج مولوی غلام سرور صاحب

سنہ ۱۹۵۴ء

درمطبع بنگا آزاد پریس ۱۲ بلائی دت اسٹریٹ کلکتہ طبع گردید

ملنے کا پتا: ۱۔ فردوس منزل ۲۴/۲ شمس الہدیٰ روڈ۔ کلکتہ ۱۷ — قیمت ۴/

Marfat.com